UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226171
UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ٢٩٧ ك ٣٦٢   Accession No. ١٠٥٥

Author احمد اللہ [illegible]

Title [illegible]

This book should be returned on or before the date last marked below.

المتوسّط

فقه شافعية

خبر - من یرد اللہ بہ خیراً یفقہہ فی الدین

المتوسّط

فقہ شافعیہ

مؤلفہ

احمد اللہ منشی فاضل مولوی عالم سول سروس حیدرآباد دکن

سنہ ۱۳۶۳ھ

مطبوعہ

دار الطبع سرکار عالی حیدرآباد دکن

جملہ حقوق محفوظ

اقتباس آراء

۱ ۔ آپ کی پہلی کتاب المختصر کو دیکھا اور اب اس کتاب یعنے المتوسط کو بھی دیکھا۔ اس بے علمی اور بدشوقی کے زمانہ میں فقہ شافعی پر جو محنت آپ نے کی ہے قابلِ مبارک باد ہے۔ کتاب کا بیان صاف ہے، مضمون صحیح اور درست ہے۔ یہ مختصر ابوشجاع احمد بن حسین کا ترجمہ بلکہ بہترین شرح ہے۔ لطف یہ ہے کہ احمد کی کتاب کی شرح احمد ہی نے کی ہے۔ میرا تو خیال ہے کہ اس کتاب سے نہ صرف شوافع ہی کو فائدہ ہوگا بلکہ احناف کو بھی معتد بہ فائدہ ہوگا۔ اس کتاب کی لکھائی چھپائی سب اچھی ہے۔ اللہ مترجم یا شارح کو جزائے خیر عطا کرے۔

(مولانا محمد عبدالقدیر صاحب صدیقی)

۲ ۔ رسالہ المختصر کے بعد آپ نے مزید شرح و بسط کے ساتھ ایک اور مفید رسالہ المتوسط تحریر فرمایا جس کا میں نے متعدد جگہ سے مطالعہ کیا۔ جا بجا معتبر و مستند کتب کے حوالے اور مفید حواشی نے اس رسالہ کی قدر و قیمت میں چار چاند لگا دیئے بارک اللہ تعالیٰ لکم۔

(مولوی سید محمد بادشاہ حسینی صاحب)

۳ ۔ آپ نے ترجمے کیلئے جس کتاب کا انتخاب فرمایا ہے اچھا انتخاب ہے، مستند ہے، مسائل ضروریہ پر حاوی ہے ترجمہ بھی ماشاء اللہ قابلِ تعریف ہے۔ حواشی سے افادیت میں اضافہ ہوگیا ہے۔ چھپائی، کاغذ، طرزِ کتابت وغیرہ ظاہری اوصاف بھی "نور" علیٰ نور ہیں۔ ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ

(مولوی عبدالستار خانصاحب ۔ مولفِ رسالہ جات دینیات شافعی بمبئی)

۴ ۔ المتوسط کا میں نے بغور مطالعہ کیا اوس کو اسم بامسمیٰ خیر الامور اوسطہا کا مصداقِ اتم پایا۔ اسلوبِ بیان اس قدر بہتر ہے کہ نہ تو اطنابِ مُمِل اور نہ ایجازِ مُخل۔ جزاک اللہ عن الشوافع خیراً وایدک بنصرہ العزیز۔

(مولوی شیخ صالح باحطاب صاحب ۔ نظامیہ)

۵ ۔ ان ضعیف امور کے علاوہ ماشاء اللہ بڑی نفیس چیز تیار ہوگئی ہے جو طلبہ کیلئے بڑی مفید ہے۔

(ڈاکٹر مولوی محمد حمید اللہ صاحب)

۶ ۔ المتوسط نامی کتاب جو جناب کی ایک بڑی مخلصانہ علمی و دینی خدمت ہے فقیر نے بھی اسکا مطالعہ کیا بظاہر اس میں کوئی ایسی بات نظر نہ آئی جس کے متعلق مزید مشورہ کی ضرورت ہو۔ امید کہ اسکی اشاعت سے برادرانِ شوافع کی ایک بڑی دینی ضرورت کی تکمیل ہوگی۔ خصوصاً ان مولدین حضارمہ کیلئے جن کی مادری زبان عربی نہیں رہی ہے۔

(مولوی مناظر احسن صاحب گیلانی)

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین		مضامین	صفحہ
طہارت	۳	ازالۂ نجاستِ حکمی	۷	فرائضِ غسل	۱۴	صلاۃِ تراویح	۲۰	سجدۂ شکر	۳۳
طہارتِ عینی	〃	استحالہ	〃	سُننِ غسل	〃	〃 الضحیٰ	〃	تنبیہ	〃
طہارتِ حکمی	〃	حدث	〃	اغسالِ مسنونہ	۱۵	〃 اللیل یا تہجد	〃	اوقاتِ مکروہ	〃
آب	〃	حدثِ اکبر	۸	مسحِ خفین	〃	〃 نفلِ غیر مؤکّدہ	〃	جماعت	۳۴
آبِ مطلق	〃	〃 اوسط	〃	شرائط	〃	〃 تحیۃ المسجد	〃	نیّت	〃
آبِ مشمس	〃	〃 اصغر	〃	مدّت	۱۶	〃 وضو	〃	اقتداء	〃
آبِ مستعمل	۴	خون	〃	طریقہ	〃	〃 التسابیح	۲۱	قصر	۳۵
آبِ متغیر	〃	حیض و نفاس و استحاضہ	〃	مبطلات	〃	〃 استخارہ	〃	شرائط	〃
آبِ نجس	〃	مدتِ حیض و نفاس	〃	تیمّم	〃	شرائطِ وجوبِ صلاۃ	〃	جمع بہ قصر	〃
آبِ مغصوب	〃	طہر و حمل	〃	شرائطِ تیمّم	〃	شرائطِ صحتِ صلاۃ	۲۲	مدّتِ قصر	۳۶
آبِ مسبّل	〃	حکمِ حیض و نفاس	〃	فرائضِ تیمّم	۱۷	ارکانِ صلاۃ	۲۴	جمع بہ مطر	〃
قلّتین	〃	وجنابت و حدث	۹	سُننِ تیمّم	〃	سُننِ قبلِ صلاۃ	۲۵	جمعہ	〃
ظروف	〃	متفرق	〃	مبطلاتِ تیمّم	〃	اذان	〃	شرائطِ وجوبِ جمعہ	〃
لباس	۵	استنجاء	〃	جبیرہ	〃	اقامت	۲۶	شرائطِ صحتِ جمعہ	۳۷
زیور	〃	آداب	۱۰	متفرق	۱۸	سُنن بہ صلاۃ	۲۷	سُننِ تابعِ جمعہ	۳۸
نجاست	〃	دعاء	〃	صلاۃ	〃	تشہّدِ اوّل	〃	ہیئاتِ جمعہ	〃
حیوانِ زندہ	۶	مسواک	〃	فجر	〃	قنوت	〃	آدابِ جمعہ	〃
جزوِ حیوان	〃	اوقات	۱۱	ظہر	〃	ہیئاتِ صلاۃ	〃	عیدین	〃
میتہ	〃	نیّت	〃	عصر	۱۹	اختلافِ ہیئات	۳۰	وقت	〃
جلدِ میتہ	〃	طریقہ	〃	مغرب	〃	مبطلاتِ صلاۃ	〃	نماز	〃
نجاستِ مغلظہ	〃	وضو	〃	عشاء	〃	رکعاتِ صلاۃ	۳۱	تکبیر	۳۹
نجاستِ حقیقی	۷	فرائضِ وضو	〃	صبحِ کاذب	〃	صلاۃِ مریض	〃	کسوف و خسوف	〃
نجاستِ حکمی	〃	سُننِ وضو	〃	صبحِ صادق	۲۰	متروکاتِ صلاۃ	〃	وقت	〃
نجاستِ معفو عنہا	〃	نواقضِ وضو	۱۳	صلاۃِ مسنونہ	〃	سجودِ سہو	۳۲	نماز	〃
ازالۂ نجاست	〃	متفرق	〃	سُنن تابعِ فرائض	〃	تسبیحِ سجودِ سہو	〃	خطبہ	۴۰
〃 مغلظہ	〃	غسل	〃	یا راتبہ	〃	سجدۂ تلاوت	۳۳	استسقاء	〃
〃 عینی	〃	موجباتِ غسل	〃	صلاۃِ نفلِ مؤکّدہ	〃	تسبیحِ سجدۂ تلاوت	〃	آداب	〃

نماز	۴۰	ارکان	۵۲	حیوان بحری وبرّی	۶۵	عصبہ بغیرہ	۷۶	رجعت	۹۰
خطبہ	۴۰	مبطلات	۵۳	مقدور علیہ	〃	〃 مع الغیر	〃	طلاقِ رجعی	〃
تسبیح رعد	۴۱	مستحبات	〃	غیر مقدور علیہ	〃	ذوی الفروض	۷۷	طلاقِ بائن	۹۱
تسبیح برق	〃	حرام	۵۴	واجباتِ ذبح	۶۶	حجب	۷۸	ایلاء	〃
صلاۃ خوف	〃	مکروہ	〃	سُنَنِ ذبح	〃	〃 حرمان	〃	ظہار	۹۲
جنائز	۴۲	کفارہ	〃	آلۂ ذبح	〃	〃 بالوصف	〃	کفارہ	〃
کافر	۴۳	صیامِ تطوّع	۵۵	مجازِ ذبح	〃	〃 بالشخص	〃	عدّت	〃
محرم	〃	اعتکاف	〃	جنین	۶۷	〃 نقصان	۷۹	نفقۂ عدّت	۹۳
شہید	〃	وقت	〃	جزءِ حیوان	〃	ذوی الارحام	〃	احداد	〃
سقط	〃	شرائطِ صحت	〃	حیواناتِ حلال وحرام	〃	وصیّت	۸۰	رضاعت	۹۴
غسل	〃	ارکان	〃	اکلِ میتۃ	〃	شرائطِ وصیتِ تبرّع	〃	ارکانِ رضاعت	〃
کفن	۴۴	حج	۵۶	حیواناتِ مکروہ	〃	〃 وصیتِ ایصاء	۸۱	نفقہ	〃
نماز	〃	شرائطِ وجوبِ حج وعمرہ	〃	صید	۶۸	نکاح	۸۲	قرابت	۹۵
دفن	۴۶	ارکانِ حج	۵۷	شرائطِ تعلیم	〃	نظر	〃	ملکیّت	〃
قبر	〃	ارکانِ عمرہ	۵۸	اضحیہ	〃	ارکانِ نکاح	۸۳	زوجیّت	〃
تعزیت	۴۷	واجباتِ حج	〃	حیواناتِ مجزآت	۶۹	شرائط	〃	حضانت	〃
زکات	〃	〃 عمرہ	۵۹	حیواناتِ غیر مجزآت	〃	اولی الولات	۸۴	شرائط	۹۶
شرائط	〃	سُنَنِ حج وعمرہ	〃	مدتِ اضحیہ	〃	خطبہ	〃	متفرقات	۹۷
اشیاء	〃	افراد	〃	طعامِ اضحیہ	〃	اجبار	〃	ردّت	〃
مویشی	۴۸	تمتع	〃	عقیقہ	۷۰	محرّمات	۸۵	ترکِ صلاۃ	〃
اشیاء قیمتی	۴۹	قران	〃	شفعہ	〃	خیارِ عیوب	〃	مسابقت	۹۸
پیداوار	〃	محرّماتِ احرام	۶۱	وقف	۷۲	مہر	۸۶	شرائط	〃
مالِ تجارت	۵۰	تحلّل	۶۲	شرائطِ وقف	〃	ولیمہ	۸۷	ایمان	۹۹
معدن	〃	متروکاتِ حج	〃	ہبہ	۷۳	خلع	〃	کفارہ	〃
دفینہ	〃	دماءِ واجبہ	۶۳	ارکانِ ہبہ	〃	طلاق	۸۸	نذر	۱۰۰
فطرہ	〃	مقامِ ہدیٰ الطعام	۶۴	فرائض	۷۴	طلاقِ صریح	〃	ارکان	〃
مستحقین	۵۱	وروزہ	〃	ورثاءِ ذکور	۷۵	〃 کنایہ	〃	نذرِ لجاج	〃
ممنوعین	۵۲	شرائطِ ہدی	〃	ورثاءِ اناث	〃	〃 سُنّی	〃	نذرِ تبرّر	〃
صیام روزہ	〃	حرمتِ حرم	〃	ورثاءِ غیر ساقط الوراثت	〃	〃 بدعی	۸۹		
شرائطِ صحت	〃	ذبیحہ	۶۵	عصبہ	〃	〃 لا ولا	〃		
شرائطِ وجوب	〃	حیات	〃	〃 بنفسہ	۷۶	تعدادِ طلاق	〃		

اشاریہ

آب ۳
〃 متغیّر ۴
〃 مستعمل ۴
〃 مشتبہ ۴
〃 مشمّس ۳
〃 مطلق ۳
〃 مغصوب ۴
〃 نجس ۴
آدابِ استنجار ۱۰
〃 خطبۂ جمعہ ۳۸
آدمی ۶
آلۂ ذبح ۶۶
ابعاض ۲۷
اجارہ ۸۴
احداد ۹۳
احرام ۵۷
ادراج ۲۶
اذان ۲۵
ارکانِ حج ۵۷
〃 صلات ۲۳
〃 صیام ۵۲
〃 عمرہ ۵۸
〃 نکاح ۸۳
ازالۂ نجاست ۷
استحاضہ ۸-۹
استحالہ ۷
استخارہ ۲۱

استراحت ۲۱-۳۰-۳۴
استسقاء ۴۰
استعاذہ ۲۸
استفتاح- افتتاح ۲۸
استقبال قبلہ ۲۲
استنجار ۹
استنشاق ۱۲
اسرار ۲۸
اشتراکِ ملکیت ۴۸
اشیائے زکات ۴۹
اضحیٰ ۳۸
اضحیہ ۶۸
〃 طعام ۶۹
〃 مدت ۶۹
اعتکاف ۵۵
اغسالِ مسنونہ ۱۵
افتتاح ۲۸
افتراش ۳۰
افراد ۵۹
افطار ۵۳
اقامت ۲۶
اقتداء ۳۴
اکلِ میتہ ۶۷
التحیات ۲۷
التوجہ ۲۸
اوساطِ مفصل ۲۹
اوقاتِ مکروہِ صلات ۳۳

ایلاء ۹۱
ایمان ۹۹
ایامِ تشریق ۳۹
بقر ۴۸
پیداوار ۴۹
تالی ۳۰
تامین ۲۸
تبییت ۵۲
تثویب ۲۵-۲۶
تجہیز ۴۳
تحلل ۶۲
تحمید ۲۹
تحویل ۴۱
تحیۃ المسجد ۲۰
تربّع ۳۱
ترتیل ۲۵
ترجیع ۲۵
تسبیح برق ۴۱
〃 رعد ۴۱
تسلیم ۲۵-۳۰
تسمیع ۲۹
تسمیہ ۱۱-۱۴
تشریق ۳۹
تشہد ۲۴
تصریح ۸۴
تعریض ۸۴
تعزیت ۴۷

تکبیر انتقالی ۲۹
〃 تحریمی ۲۳
〃 مرسل ۳۹
〃 مقید ۳۹
تلبیہ ۵۹-۶۰
تمتع ۵۹
توجّہ ۲۸
تورّک ۳۰
تہجّد ۲۰
تیمم ۱۶
جبیرہ ۱۷
جرادہ ٹڈّی ۶
جماعت ۳۴
جمع بقصر ۳۵
جمع بمطر ۳۶
جمعہ ۳۶
جنابت ۹
جنائز ۴۲
جنینِ ذبیحہ ۶۷
جہر ۲۸
چاندی ۴۹
حج ۵۶
حجب ۷۸
حدث ۷
حرکتِ مذبوح ۶۵
حرمتِ حرم ۶۴
حضانت ۹۵

حمل ۸
حیاتِ مستقرہ ۶۵
〃 مستمرہ ۶۵
حیض ۸-۱۳
حیعلتین ۲۶
حیوان ۶۷
〃 مقدور علیہ ۶۵
〃 غیر مقدور علیہ ۶۵
خاتم ۵
خسوف ۳۹
خطبۂ جمعہ ۳۷
〃 عیدین ۳۸
خفّین ۱۱-۱۵
خلع ۸۷
خون ۸
دار الاقامہ ۳۷
دخولِ مسجد ۸
دفن ۴۶
دفینہ ۵۰
دمائے واجبہ ۶۳
ذبیحہ ۶۵
ذوی الارحام ۷۹
〃 الفروض ۷۷
رجعت ۹۰
ردّ ۷۷
ردّت ۹۶
رضاعت ۹۴

رفع یدین ۲۶ - ۲۷
رُکن ۲۳
رکعاتِ صلات ۳۱
روزہ - صیام ۵۲
زکات ۴۷
" اشیاء ۴۷
" نصاب ۴۷ - ۴۸ - ۴۹ - ۵۰
زوال ۱۸
زیور ۵
سایۂ اصلی ۱۹
" مثل ۱۹
سترِ عورت ۲۲
سجدۂ تلاوت ۳۳
" سہو ۳۲
" شکر ۳۳
سحر ۵۳
سترہ ۲۸
سقط ۴۳
سنن تابع فرایض یا
سنن راتبہ ۲۲
سورۂ فاتحہ ۲۳
شفعہ ۷۰
شہید ۴۳
شیخ ابوشجاع ۱
صبح صادق ۲۰
" کاذب ۱۹
صلات ۱۸
" استخارہ ۲۱

صلات تراویح ۲۱
" تسابیح ۲۱
" جنازہ ۴۲
" خوف ۴۱
" صبح ۱۸
" ضحیٰ ۲۰
" ظہر ۱۸
" فجر ۱۸
" اللیل ۲۰
" مریض ۳۱
" وضو ۲۰
صیام - روزہ - ۵۲
" کفارہ ۵۴
" ممنوعہ ۵۴
" مکروہ ۵۴
صید ۶۸
ضمِ سورہ قرأتِ سورہ ۲۹
طلاق ۸۸
طمانینت ۵۶
طہارت ۳ - ۲۲
طہر ۸
طواف ۸ - ۹ - ۵۷ - ۶۰
طِوالِ مفصّل ۲۹
ظروف ۴
ظہار ۹۲
ظہر ۱۸
عدت ۹۲
عشاء ۱۹
عصبہ ۷۵

عصر ۱۹
عقیقہ ۷۰
عمرہ ۵۸
عورت ۳۰
عول ۷۷
عیدالاضحیٰ ۳۸
عیدالفطر ۳۸
عیدین ۳۸
غسل ۱۳
" میّت ۵۳
غنم ۴۸
فاتحہ - سورہ ۲۳
فاقد الطّہورین ۲۲
فجر ۱۸
فرایض ۷۴
فِطرہ ۵۰
فقیر ۵۱
قبر ۴۶
قبلہ ۲۲
قران ۵۹
قرأت ۲۳ - ۲۹
قربانی ۶۸
قِصار ۲۹
قصر ۳۵
قلّتین ۴
قنوت ۲۷
کسوف ۳۹
کفارۂ صیام ۵۴

کفّارۂ یمین ۹۲
کفن ۴۴
لباس ۵
لحد ۴۶
مالِ تجارت ۵۰
متنجس ۷
مچھلی ۶
محرّماتِ احرام ۶۱
محرّماتِ نکاح ۸۵
مسافر ۱۶ - ۳۵
مسح خفّین ۱۵
مسابقت ۹۸
مسّ مصحف ۸ - ۹
مسکین ۵۱
مسواک ۱۰
مضمضہ ۱۲
معدن ۵۰
مغرب ۱۹
مقیم ۱۶
موالات ۱۲
مویشی ۴۸
مہر ۸۶
میقات ۵۸
میتہ ۶
نجاست ۵
نذور ۱۰۰
نصاب ۴۷ تا ۵۰
نظر ۸۲

نفاس ۸ - ۱۴
نفقۂ اقارب ۹۴
" عدت ۹۳
نقدین ۴
نکاح ۸۲
نومولود سقط ۴۳
نیت ۱۱ - ۲۳ - ۳۴ - ۵۰
وجّہتُ وجہی ۲۸
ورثاء ۷۵
وصیت ۸۰
وضو ۱۱
وقف ۷۲
ولیمہ ۸۷
ہبہ ۷۳
ہیئاتِ صلات ۲۷
ہیئت ۳۲
ہیئتِ جمعہ ۳۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی اشرف المرسلین سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین ط

فقہ شافعیہ میں التقریب جس کا دوسرا نام غایۃ الاختصار ہے شیخ امام ابوالطیب مشہور بہ ابوشجاع شہاب الملۃ والدین تقی الدین احمد بن الحسین بن احمد الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور اور نہایت مستند تصنیف ہے۔ شیخ موصوف نہایت باخدا، متقی، ناسک، صالح اور اپنے وقت کے امام مانے جاتے تھے۔ علم اور دیانت میں خاص شہرت رکھتے تھے۔ قاضی تھے اور منصب وزارت پر بھی فائز ہوئے تھے۔ آپ کے تموّل کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ مستحقین میں صدقات کی تقسیم کے لئے آپ کے پاس دس آدمی مامور تھے جن میں سے ہر ایک ایک لاکھ بیس ہزار دینار صرف کرتا تھا۔ آپ نے ترکِ دنیا کیا اور بقیہ عمر مدینہ طیبہ میں گزاری۔ مسجد نبوی کی جاروب کشی کرتے، چراغ روشن کرتے اور حجرہ نبوی کی صفائی کرتے تھے۔ آپ نے ایک سو ساٹھ سال کی طویل عمر پائی اور اس کے باوجود آخر عمر تک آپ کا کوئی عضو بدن بیکار نہیں ہوا۔ کسی نے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ حفظناھا فی الصغر فحفظھا اللہ فی الکبر۔ یعنی ہم نے ان (اعضاء) کی بچپن میں حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے میں ان کی حفاظت کی۔ بروکلمان جرمن مستشرق نے آپ کی ولادت ۴۳۴ھ اور وفات ۵۹۳ھ بتائی ہے لیکن شیخ بیجوری آپ کا سنِ وفات ۴۸۸ھ قرار دیتے ہیں۔ لیکن آپ کی درازیٔ عمر کی نسبت دونوں متفق ہیں۔ شیخ بیجوری نے لکھا ہے کہ آپ مدینہ منورہ میں اسی مسجد میں مدفون ہیں جس کی تعمیر خود آپ نے کی تھی۔ سر مزار حجرہ نبوی سے قریب چند ہی قدم کے فاصلہ پر ہے۔ التقریب کے متن کی خوبی یہ ہے کہ باوجود اختصار کے کوئی اصولی فقہی مسئلہ اس سے نہیں چھوٹا۔ مسائل کی تقسیم باعتبار نوعیت اس نہج پر کی گئی ہے کہ ان کے سمجھنے اور ذہن میں محفوظ رکھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ بروکلمن کی جرمن تالیف "تاریخ ادبیات عربی" سے ذیل کا اقتباس لائقِ ذکر ہے۔

"شیخ ابوشجاع کے متن کے مخطوطے برلن، گوتھا، برٹش میوزیم، وائیکانہ (حلب پوپ)، قاہرہ، موصل، مشہد، آصفیہ کتب خانہ، رامپور اور جاوا وغیرہ میں ہیں۔ فارسی، ملائی، جرمن، اور فرانسیسی زبانوں میں اس کے ترجمے ہو چکے ہیں۔ اس متن کے شروح کی تعداد بھی کثیر ہے اور ان شروح کے حاشیے جداگانہ ہیں۔ ان میں سے بعض درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

۱۔ تحفۃ اللبیب مؤلفہ ابن دقیق العید المتوفی ۷۰۲ھ۔

۲۔ کفایۃ الاخیار مؤلفہ تقی الدین ابوبکر محمد الحسنی الحسینی الدمشقی المتوفی ۸۲۹ھ۔

۳۔ فتح القریب المجیب یا القول المختار فی شرح غایۃ الاختصار مؤلفہ محمد بن القاسم الغزی المتوفی ۹۱۸ھ۔

۴۔ الاقناع مؤلفہ محمد بن محمد الخطیب الشربینی المتوفی ۹۷۷ھ اس پر ایک حاشیہ سلیمان الباجیرمی المتوفی ۱۲۲۱ھ کا چار جلدوں میں ہے۔

۵ ۔ ایک گمنام اصل شرح مفقود ہے لیکن اس پر نور الدین علی الشبراملسی المتوفی ۱۰۸۷ھ کا حاشیہ کشف القناع کے نام سے ہے ۔

۶ ۔ تصحیح عمدۃ النظار مؤلفہ نجم الدین ابو بکر بن قاضی عجلون ۔

۷ ۔ فتح الغفار بشرح مخبآت غایۃ الاختصار مؤلفہ احمد بن القاسم العبادی القاہری المتوفی ۹۹۴ھ ۔

۸ ۔ فتح العزیز الغفار بالکلام علی شرح غایۃ الاختصار مؤلفہ احمد بن عمر الغنیمی الدیربی الازہری المتوفی ۱۱۵۱ھ ۔

۹ ۔ جواہر الاطلاع و درر الانتفاع علی متن ابی شجاع مؤلفہ مصطفی یوسف سلام الشاذلی مطبوعہ قاہرہ سنہ ۱۳۰۵ھ ۔

۱۰ ۔ النہایۃ مؤلفہ عبد اللہ محمد ولی الدین البصری ۔

۱۱ ۔ شرح مؤلفہ محمد النووی مطبوعہ قاہرہ سنہ ۱۳۱۱ھ ۔ اس کا فارسی ترجمہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال میں موجود ہے ۔

۱۲ ۔ شرف الدین یحییٰ بن نور الدین العمریطی المتوفی ۹۷۶ھ نے اس متن کو منظوم کیا ۔ (التدریب فی نظم التقریب)

شروح کی کثرت اس کی دلیل ہے کہ شیخ ابو شجاع کا متن شوافع میں نہایت درجہ مقبول رہا ۔ اسی متن کا اردو ترجمہ میں نے گزشتہ سال المختصر ۱۳۶۱ کے تاریخی نام سے شائع کیا ۔ ترجمے میں بعض امور کا اضافہ میں نے ضروری خیال کیا اور مسائل کی اصطلاحی عنوانات کے تحت اس طرح ترتیب دی کہ پڑھنے والے کو مسائل کے ڈھونڈنے میں زحمت نہ ہو ۔ عبادات کے ساتھ میں نے معاملات کے صرف وہ شعبے درج کر دیئے جو فی الوقت رائج ہیں ۔

ہر متن کے لئے ہمیشہ شرح کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اسی طرح المختصر کی اردو میں اشاعت ہوئی تو اس کی ایک مختصر اردو شرح کی ضرورت پیش آئی فَتْحُ الْقَرِيْبِ الْمُجِيْب جو شیخ امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن القاسم الغزی المتوفی ۹۱۸ھ کی تالیف ہے اور جس میں بغیر طوالت کے صرف ضروری امور کی تفصیلات ہیں میرے مقصد کے عین مطابق تھی ۔ اس شرح کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ یہ یقول بروکلمن کم از کم چھ دفعہ طبع ہوئی ۔ سنگاپور میں ملائی زبان کے ترجمے کے ساتھ چھپی ۔ اس کا فرانسیسی ترجمہ فان دن برگ نے ۱۸۹۵ء میں شائع کیا ۔ اس پر شیخ ابراہیم بیجوری نے ۱۲۵۸ھ میں ایک طویل حاشیہ دو ضخیم جلدوں میں تحریر کیا جس کا ایک حصہ حرم مکہ میں اور دوسرا حصہ حرم مدینہ میں لکھا گیا ۔ دوسرا حاشیہ احمد بن قلیوبی المتوفی ۱۰۶۹ھ کا اور تیسرا حاشیہ ابراہیم البرماوی المتوفی ۱۱۰۶ھ کا ہے ۔ چوتھا حاشیہ جس کے مصنف کا پتہ نہیں گوتھا اور جاوا میں ہے ۔ پانچواں حاشیہ محمد النووی الجاوی نے لکھا ہے ۔

کام مشکل نہ تھا بقولِ اَلسَّعْيُ مِنِّيْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰهِ ۔ ارادہ کیا اور خدا نے پورا کیا ۔ شیخ محمد بن قاسم غزی کی شرح مذکورہ بالا کا ترجمہ کر کے اَلْمُتَوَسِّط کے نام سے اس رسالہ کو ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے ۔ اس میں ترجمہ کے علاوہ اس قدر التزام کیا گیا ہے کہ 'متن' اور 'شرح' میں فرق کے عوض ربط قائم رہے ۔ جہاں ضرورت سمجھی گئی شیخ ابراہیم بیجوری کے حاشیے اور دیگر فقہی کتب سے مدد لی گئی جس طرح المختصر کو متن کے اصول پر مختصر کیا گیا تھا اسی طرح المتوسط میں یہ ملحوظ رہا کہ تفصیل میں طوالت نہ ہونے پائے وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ ۔

سوماجی گوڑہ حیدر آباد دکن ۔ یکم رجب المرجب ۱۳۶۲ھ

احمد اللہ

طَہارت

طَہارت طا کے فتح سے پاکیزگی کو کہتے ہیں اور شرع میں ایسے عمل کو طہارت کہتے ہیں جس سے نماز صحیح ہوتی ہے مثلاً وضو غسل تیمم اور ازالۂ نجاست۔ ان کو مقاصدِ طہارت بھی کہتے ہیں۔ **طُہارت** ضمّہ کے ساتھ طہارت کرنے کے بعد بچے ہوئے پانی کو کہتے ہیں۔ جس طرح مقاصدِ طہارت چار ہیں اسی طرح وسائلِ طہارت جن کے توسّط سے طہارت حاصل کیجاتی ہے چار ہیں۔ پانی، مٹی، حجرِ استنجا اور دباغ۔ طہارت کی دو قسمیں ہیں طہارتِ عینی اور طہارتِ حکمی۔

طَہارتِ عینی، اُس مقام کی طہارت جہاں نجاستِ ظاہری لگی ہو۔

طَہارتِ حُکمی، محلِ نجاست کے سوا مقرّرہ اعضاء کی طہارت جیسے وضو جب کہ جسم پر نجاست کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا۔

آب

ذریعہ کے لحاظ سے پانی کی آٹھ قسمیں ہیں جن سے طہارت حاصل ہوتی ہے۔ مینھ۔ سمندر۔ نہر۔ نہر سے مراد بہتا ہوا پانی جیسے نالے ندی اور دریا کا پانی۔ کنویں۔ چشمے۔ تالاب۔ برف اور اولے کا پانی۔ پانی کی ان آٹھ قسموں کو دوسرے الفاظ میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔ "وہ پانی جو آسمان سے نازل ہو اور وہ پانی جو زمین سے خارج ہو"۔

صِفت کے لحاظ سے پانی کی چار قسمیں ہیں۔

١ وہ پانی جو فی نفسہ پاک ہے اور پاک کرسکتا ہے اور اُس کا استعمال مکروہ نہیں ہے جیسا کہ **آبِ مُطلق**۔ مُطلق پانی جس کے ساتھ کوئی صفتِ خاص و قید نہ ہو۔

٢ وہ پانی جو فی نفسہ پاک ہے اور پاک کرسکتا ہے لیکن اُس کا استعمال بدن کی طہارت کے لئے مکروہ ہے۔ بدن کے سوائے کسی دوسری غرض کے لئے مکروہ نہیں ہے۔ اِس کی مثال **آبِ مُشمّس** ہے یعنی وہ پانی جو سورج کی تمازت سے گرم ہوا ہو۔

نَقدَین یعنی سونے اور چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کے برتن میں اگرم ممالک میں، پانی گرم ہونے سے کراہت شرعی پیدا ہوتی ہے۔ اگر یہ پانی ٹھنڈا ہو جائے تو کراہت زائل ہو جائیگی۔ نَوَوی نے مطلق عدمِ کراہت کی رائے ظاہر کی ہے۔ زیادہ گرم اور زیادہ ٹھنڈا پانی بھی مکروہ ہے۔

وہ[۳] پانی جو فی نفسہ پاک ہے لیکن پاک نہیں کرسکتا اس کی دو قسمیں ہیں ایک **آبِ مستعمَل**، وہ پانی جو رَفعِ حدث یعنی فرضِ طہارت وضو اور فرضِ طہارتِ غسل یا فرضِ ازالۂ نجاست میں استعمال کیا گیا ہو بشرطیکہ اُس میں تغیّر نہ پیدا ہوا ہو اور اُس کا وزن زیادہ نہ ہوا ہو۔ اور دوسرا **آبِ مُتغیّر**، وہ پانی جو پاک چیزوں کی آمیزش سے ایسا متغیّر ہو گیا ہو کہ اُس پر پانی کا لفظ صادق نہ آسکے۔ پانی میں تغیّر ہونا اُس صورت میں کہا جائیگا جب کہ اُس کی بُو، ذائقہ یا رنگ تبدیل ہو گیا ہو۔ تغیّر حسّی بھی ہو سکتا ہے اور تقدیری بھی جیسا کہ بُو اُڑا ہوا عرقِ گلاب۔ اگر مستعملہ پانی میں تغیّر پاک اشیاء کی آمیزش سے خفیف طور پر پیدا ہوا ہو یا ایسے اشیاء کی آمیزش ہوئی ہو جو اکثر صفات میں پانی کے موافق ہوں اور خفیف اختلاف ہو تو وہ پانی پاک بھی کرسکتا ہے۔

وہ[۴] پانی جس میں نجاست ملی ہو نجس پانی کہلاتا ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ **دُونَ القُلّتَین**[۱]۔ یعنی وہ پانی جو قُلّتَین سے کم ہو اور اُس میں نجاست ملی ہو، متغیّر ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ اِس قسم سے ایسے جانور مستثنیٰ ہیں جن کے بدن میں خون نہ ہو جیسے مکھی وغیرہ لیکن شرط یہ ہے کہ اُن کی وجہ سے پانی متغیّر نہ ہوا ہو۔ اسی طرح ایسی نجاست جو نظر نہ آسکے۔ بعض دوسری صورتیں بھی استثناء کی ہیں۔ **قُلّتَین**[۲] یعنی وہ پانی جو قُلّتَین یا اُس سے زیادہ ہو اور اُس میں تغیّر زیادہ ہوا ہو یا کم۔

ایک پانچویں[۵] قسم بھی پانی کی ہو سکتی ہے جو پاک ہے اور پاک بھی کرسکتا ہے لیکن حرام ہے جیسا کہ **آبِ مغصوب** یعنی چھینا ہوا پانی یا **آبِ مُسبّل**، وہ پانی جو پینے کے لئے رکھا گیا ہے۔ ایسے پانی سے وضو کرنا حرام ہے، مگر یہ[۱] اخلاقی حُرمت ہے نہ کہ فقہی۔

قُلّتَین پانسو[۶] رطل بغدادی کے مساوی ہے اور ہندوستان کے اوزان سے دو سَو[۲،۳] تین سیر دس[۱] تولہ ہوتا ہے۔ پیمائش میں سوا ہاتھ مکعب اور مدوّر شکل میں، قُطر میں ایک ہاتھ اور عُمق میں ڈھائی ہاتھ ہوگا۔

[۱] قول مولوی عبد اللہ ... صدیقی

ظُروف

سونے اور چاندی کے برتن بغیر ضرورت کے، عورت یا مرد کے لئے، کھانے پینے وغیرہ میں، استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ ایسے مُطلّیٰ طلائی اشیاء کا استعمال بھی جائز نہیں ہے جس کو آگ پر تپانے سے سونا اور چاندی جُدا ہو سکے۔ سونے اور چاندی کے علاوہ

دیگر دھاتوں اور قیمتی اشیاء، یاقوت زبرجد وغیرہ کا استعمال جائز ہے۔ برتنوں کے گوشوں کے جوڑ میں کثیر چاندی بطور زینت دی جائے تو حرام ہے۔ اور اگر حاجت کی وجہ سے دی جائے تو جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ۔ اور قلّتِ مقدار زینت کے لئے ہو تو مکروہ ہے اور ضرورت پر ہو تو کراہت نہیں ہے۔ نَوَوِی کا قول یہ ہے کہ سونے کے جوڑ قطعاً حرام ہیں۔

لباس

ریشم اور قز کا کپڑا، اختیار کی حالت میں پہننا اور فرش میں استعمال کرنا، مرد کے لئے حرام ہے۔ البتہ مُہلِک حرارت (گرمی) اور برودت (سردی) سے بچنے کے لئے پہنے تو جائز ہے۔ عورت کے لئے ریشم کا لباس پہننا یا فرش وغیرہ میں اس کا استعمال کرنا بھی جائز ہے۔ ولی کے لئے بھی جائز ہے کہ کم سن لڑکے کو سنِ بلوغ تک ریشم کا لباس پہنائے۔ کپڑے میں ریشم کے ساتھ سوت ملا ہوا ہو اور ریشم کی مقدار غالب نہ ہو یعنی نصف سے کم یا نصف تک ہو تو اس کا استعمال مرد کے لئے بھی جائز ہے۔

زیور

خاتم یعنی انگوٹھی طلائی پہننا مرد کے لئے حرام ہے۔ دانت سونے کے بنانا اور لگانا جائز ہے۔ چاندی کی انگوٹھی مرد کے لئے سُنّت ہے۔ طلاء کی مقدار کی کمی اور زیادتی حُرمت میں یکساں ہے۔ عورت کے لئے طلائی انگوٹھی اور دیگر قسم کے زیور بھی جائز ہیں۔ اور چاندی بطریقِ اَولیٰ جائز ہے۔ عورت کے لئے سونے اور چاندی کا مُزرکش لباس پہننا بھی جائز ہے۔

نجاست

نجاست کے معنی شیِٔ مُستقذر یعنی مکروہ و غلیظ چیز کے ہیں اور شرع میں ہر اس چیز کو نجس کہتے ہیں جس کا کھانا پینا حرام قرار دیا گیا ہو، مطلقاً اختیار کی حالت میں، سہولتِ تمیز کے ساتھ۔ نجاست کی حُرمت اس کے احترام یا استقذار یعنی غلیظ سمجھنے کی وجہ سے نہیں ہے اور نہ اس وجہ سے ہے کہ وہ بدن یا عقل کو ضرر پہنچاتی ہے۔ اطلاق میں نجاست کی کثرت اور قلت دونوں داخل ہیں۔ اختیار کی قید سے وہ صورت خارج ہو جاتی ہے جس میں ضرورت واقع ہو۔ اس لئے کہ ضرورت نجاست کے تناول و استعمال کو بھی مباح کر دیتی ہے۔ سہولتِ تمیز کی قید سے وہ مرے ہوئے کیڑے خارج ہو جاتے ہیں

جو میوے وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔ احترام کی قید سے آدمی کی میّت، استقذار کی قید سے منی وغیرہ اور ضرر کی قید سے وہ جمادات اور نباتات جو بدن یا عقل کو نقصان پہنچاتے ہیں خارج ہو جاتے ہیں۔

حکم۔ ہر ایک ملائم چیز جو پیشاب یا پاخانے کے راستے سے خارج ہو نجس ہے جیسا کہ پیشاب یا پاخانہ اور نادر صورت میں خون اور پیپ۔ آدمی یا حیوان کی منی اس سے مستثنیٰ ہے۔ کتے سؤر وغیرہ کی منی مستثنیٰ نہیں ہے اور نجس ہے۔ ملائم کی قید سے کرم اور ہر ایک سخت چیز جس کو معدہ تحلیل اور ہضم نہ کرے خارج ہے۔ ناقابلِ تحلیل اور حل اور ہضم نہ ہونے والے اشیاء نجس نہیں ہیں بلکہ متنجس اور نجس شدہ ہیں جو دھونے سے پاک ہو جاتے ہیں۔ اس لڑکے کا پیشاب جو غذا کے طور پر کھاتا نہ ہو اور جس کی عمر دو سال سے کم ہو مستثنیٰ ہے۔ اگر لڑکا بطورِ غذا کھانا کھاتا ہو تو اس کا پیشاب مستثنیٰ نہیں ہے۔ لڑکی اس استثناء کے حکم سے خارج ہے۔ وہ حیوان، جس میں خون نہ رہتا ہو جیسے مکھی اور چیونٹی وغیرہ، برتن میں گر جائے اور مر جائے تو اس کو نجس نہیں کرتے۔ اگر ایسے حشرات اور کیڑے اس قدر کثرت سے گر کر مریں کہ اس چیز کو متغیّر کر دیں تو وہ نجس ہے۔ اگر حشرات کسی مائع اور رقیق چیز سے پیدا ہوئے ہوں جیسے میوے اور سرکے کے کیڑے تو وہ نجس نہ ہوں گے۔

حیوانِ زندہ پورا پاک ہے سوائے کتے سؤر اور ان جانوروں کے جو ان کی میل یا ان میں سے کسی ایک اور حیوانِ طاہر کی میل سے پیدا ہوں۔ اس حکم کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ کیڑا جو نجاست سے پیدا ہو فی نفسہ پاک ہے۔

جزوِ حیوان۔ جانور کا کوئی حصہ جو اس کی زندگی میں قطع کیا جائے مُردار ہے سوائے حیوانِ ماکول یعنی کھانے کے لائق جانور کے بالوں کے۔

میتہ۔ مرا ہوا حیوان پورا نجس ہے سوائے مچھلی، جراد یعنی ملخ اور ٹڈے اور آدمی کے جو مرنے کے بعد بھی طاہر ہیں۔

جلدِ میتہ۔ مُردہ جانور کی جلد ماکول اللحم (جس کا گوشت کھایا جاتا ہے) ہو یا نہ ہو دباغت سے پاک ہوتی ہے سوائے کتے، سؤر اور ان کی میل سے پیدا شدہ جانور کی جلد کے جو دباغت سے بھی پاک نہیں ہوتی۔ مردہ غیر مذبوح جانور کی ہڈی اور بال سب نجس ہیں۔ مرے ہوئے جانور کے شکم سے جو بچہ مرا ہوا برآمد ہو وہ بھی مُردار ہے۔

آدمی میتہ کے اس حکم سے مستثنیٰ ہے اور مرنے کے بعد بھی اس کے بال اور میّت سب طاہر ہیں۔

نجاست۔ نجاست کے شرعی اقسام یہ ہیں:-

نجاستِ مغلّظہ۔ کتے اور سؤر اور ان کی میل سے پیدا شدہ جانوروں کی رطوبت۔

نجاستِ عینی وہ نجاست جو آنکھ سے دیکھی جائے یا جس میں ذائقہ، رنگ، بو یا جسامت ہو۔

نجاستِ حکمی وہ نجاست جو آنکھ سے نہ دیکھی جائے یا جس میں ذائقہ، رنگ، بو یا جسامت نہ ہو۔

نجاستِ معفو عنہا۔ تھوڑا سا خون اور پیپ جو بدن یا لباس پر ہو معاف ہے۔ اس کے ساتھ نماز ہوسکتی ہے۔

ازالۂ نجاست۔ بدن، لباس اور برتن جو نجاستِ مغلظہ سے نجس ہو جائے اُس کو سات دفعہ پاک پانی سے دھونا واجب ہے جس کے منجملہ ایک دفعہ پاک مٹی استعمال کی جائے۔ اگر گدلے اور جاری پانی میں متنجس کو رکھا جائے تو اُس پر پانی کا سات دفعہ گزرنا کافی ہے بغیر رگڑنے کے۔ عینِ نجاستِ کلبی اگر بغیر چھ مرتبہ دھونے کے زائل نہ ہو سکے تو اُس چھ مرتبہ کے دھونے کو ایک ہی مرتبہ شمار کیا جائے گا۔ نجاستِ عینی کو دو مرتبہ دھونا واجب ہے، ایک مرتبہ ازالۂ نجاست کے لئے اور دوسری مرتبہ حدث کے لئے۔ لیکن تین مرتبہ دھونا افضل ہے۔ اس طرح دھویا جائے کہ نجاست کا اصل جرم زائل ہو اور اس کے صفات ذائقہ، رنگ و بو کے ازالہ کی بھی تدبیر کرے۔ رنگ و بو دونوں یا ذائقہ باقی رہ جائے تو طہارت حاصل نہ ہوگی۔ نجاستِ حکمی کی صورت میں ایک مرتبہ دھونا واجب ہے۔ متنجس کے اوپر پانی ڈالنے کی صورت میں تھوڑا پانی بھی کافی ہے۔ بخلاف اس کے اگر متنجس کو پانی میں ڈالا جائے تو متنجس اُس وقت پاک ہوگا جب کہ پانی زیادہ ہو۔ پانی کی کثرت کی صورت میں متنجس پر پانی ڈالنے اور متنجس کو پانی میں ڈالنے یا ڈبونے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ لڑکے کا پیشاب جو نجاست مستثنیٰ ہے اُس پر پانی کا چھڑکنا کافی ہے۔ چھڑکنے سے مطلب یہ ہے کہ پانی کے بہانے کی قید نہیں۔ نجاست کا دھویا ہوا پانی پاک ہے بشرطیکہ نجاست اس سے علحدہ ہو اور پانی غیر متغیر ہو اور اُس کا وزن زیادہ نہ ہوا ہو اور یہ اُس صورت میں جبکہ پانی کی مقدار قلتین سے کم ہو۔ اگر پانی کی مقدار قلتین ہو تو صرف عدمِ تغیر کی شرط ہے۔

استحالہ ایک صفت سے دوسری صفت میں تبدیل ہونے کو کہتے ہیں۔ شراب بنفسہٖ سرکہ بن جائے تو پاک ہے اور اگر کسی چیز کے شریک کرنے سے بنے تو پاک نہیں۔ جب شراب پاک ہو جائے تو اُس کا ظرف بھی شراب کے تابع پاک ہو جاتا ہے۔

حدث

حدث اُس حالت کو کہتے ہیں جس کے واقع ہونے سے غسل یا وضو واجب ہوتا ہے۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔

حَدَثِ اکبر[1]، حیض اور نفاس۔ حَدَثِ اوسط[2]، جنابت۔ حَدَثِ اصغر[3]، نواقضِ وضو اور استحاضہ۔ جنابت کو حدثِ اکبر میں داخل کر کے حَدَث کو دو قسموں، حدثِ اکبر اور حدثِ اصغر، میں بھی تقسیم کیا گیا ہے۔

خون جو عورت کی شرمگاہ سے خارج ہوتا ہے اُس کی تین قسمیں ہیں۔ حیض وہ خون ہے جو سنِّ حیض یعنی نو سال یا اس سے زیادہ عمر میں، صحت کی حالت میں، بغیر کسی علت کے بغیر زچگی کے سبب کے، خارج ہوتا ہے۔ اُس کا رنگ گہرا سرخ اور سیاہی مائل ہوتا ہے۔ نِفاس وہ خون ہے جو زچگی کے بعد خارج ہوتا ہے، بچّے کے ساتھ یا پہلے جو خون خارج ہوتا ہے وہ نفاس نہیں ہے۔ اِستحاضہ وہ خون ہے جو غیر ایّامِ حیض و نفاس میں، عدمِ صحّت کی حالت میں خارج ہوتا ہے۔

مُدّت۔ حیض کی اَقلِّ مدّت ایک دن اور ایک رات ہے یعنی چوبیس گھنٹے مسلسل اور اکثر مدّت پندرہ دن راتوں کو شامل کر کے۔ اور عام طور پر چھ یا سات دن ہے۔ اگر پندرہ دن سے زیادہ مدّت ہو تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ امام شافعی کا یہ استقرا[1] ملکِ عرب تک محدود ہے۔ اعتماد اس پر ہے کہ ہر ملک کے لئے علٰحدہ استقرا کیا جائے۔ نفاس کی اقلِّ مدّت ایک لحظہ یعنی تھوڑا زمانہ ہے اور نفاس کی ابتدا بچّے کے انفصال (جدا ہونا) سے ہے۔ نفاس کی اکثر مدّت ساٹھ[4] دن اور غالب چالیس دن ہے۔ اس بارے میں بھی ہر ملک کے لئے علٰحدہ استقرا کی ضرورت ہے۔ طُہرِ مُتخلّل دو حیضوں کے درمیان کی پاکی کی مدّت کو کہتے ہیں۔ اقلِّ مدّت پندرہ دن ہے۔ اصح رائے یہ ہے کہ حاملہ عورت کو بھی حیض آسکتا ہے اور اس لحاظ سے حیض و نفاس کے درمیان طُہر کی مدّت پندرہ دن سے کم بھی ہو سکتی ہے۔ طُہر کی اکثر مدّت کے لئے کوئی حد نہیں ہے۔ کبھی عورت بغیر حیض کے کئی دن بھی رہ سکتی ہے۔ لیکن حیض کی غالب مدّت کے لحاظ سے طُہر کی غالب مدّت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اگر حیض کے دن چھ[6] ہوں تو طُہر کی مدّت چوبیس[24] دن اور حیض کی مدّت سات[7] دن ہو تو طُہر کی مدّت تیئیس[23] دن ہوگی۔ اقلِّ عمر جس میں عورت کو حیض آسکتا ہے نو سال قمری ہے۔ حمل کی اقلِّ مدّت چھ مہینے ہے اور اکثر مدّت چار سال اور غالب نو مہینے ہے۔ اعتماد اس پر ہے کہ ہر ملک کی عورتوں کی اقل، اکثر اور غالبِ مدّت سے متعلّق استقرا کیا جائے۔

[1] متعدد نظیروں کو دیکھ کر قیاس قائم کرنا

حُکم۔ حیض و نفاس کے زمانہ میں نو[9] چیزیں حرام ہیں۔ نماز[1]، فرض ہو یا نفل اور اسی طرح سجدۂ تلاوت و شکر۔ مَسِّ[2] (چھونا) مصحف۔ مصحف میں قرآن، اُس کی جلد اور خریطہ بھی داخل ہے۔ طواف[3]، فرض ہو یا نفل۔ قرائتِ[4] قرآن۔ دخولِ[5] مسجد (مسجد میں داخل ہونا) جب کہ مسجد کی تلویث (آلودگی) کا خوف ہو۔ روزہ[6]، فرض ہو یا نفل۔ جماع[7]۔ جو شخص اضافہ و کثرتِ خون کے زمانہ میں جماع کرے اُس کے لئے سنّت ہے کہ ایک دینار[1] صدقہ دے اور کمیِ خون کے زمانہ میں نصف دینار۔ اِستمتاع[8]۔ عورت کے بدن کے اُس حصّے سے لذّت حاصل کرنا

---

[1] دینار طلائی سکہ کا نام ہے جو ۲۵ رتی کا ہم وزن ہوتا ہے یعنی ۳ ماشہ ایک رتی برابر ۱۲

جو ناف اور گھٹنے کے درمیان ہو۔ ناف اور گھٹنے یا ان کے سوائے کسی دیگر حصۂ بدن سے استمتاع حرام نہیں ہے۔ اور طلاق[1]۔

جنابت غسل کی ضرورت کی حالت میں پانچ چیزیں حرام ہیں۔ نماز[1] فرض ہو یا نفل۔ مس[2] و حملِ مصحف۔ طواف[3] فرض یا نفل۔ قراءتِ[4] قرآن، غیر منسوخ التلاوت، ایک آیۃ یا ایک حرف، بالسر یا بالجہر۔ قرآن کی قید سے تورات اور انجیل خارج ہوگئے۔ اذکار قرآن کا پڑھنا اذکار کے لحاظ سے حلال ہے نہ کہ تلاوت کے لحاظ سے۔ لبث[5] فی المسجد مسلم جنب کے لئے سوائے کسی ضرورت کے جیسا کہ کوئی شخص مسجد میں محتلم ہو جائے اور اپنے نفس یا مال کی نسبت خوف کرے اور باہر نکل سکے لیکن مسجد میں سے گزرنا ٹھیرے بغیر حرام نہیں ہے اور نہ موجبِ کراہت ہے۔ جنب کا مسجد میں تردد بمنزلہ لبث کے ہے۔ مسجد کی قید سے مدارس اور رباط اور خانقاہ خارج ہیں۔

حدثِ اصغر۔ وضو کی ضرورت کی حالت میں تین چیزیں حرام ہیں۔ نماز[1]۔ مس[2] و حملِ مصحف اور اسی طرح خریطہ اور صندوق جس میں مصحف ہو۔ سامان کے ضمن میں اس کا حمل جائز ہے اور ایسی تفسیر کی صورت میں جو قرآن سے زیادہ ہو یا جو درہموں یا دیناروں میں ہو۔ لڑکا یا لڑکی جو عقلِ تمیزی کی عمر کو پہنچے ہوں، پڑھنے یا سیکھنے کے لئے، مصحف اور لوح کے مس کرنے سے ممنوع نہیں ہیں۔ طواف[3]۔ استحاضہ حدثِ اصغر کے حکم میں داخل ہے۔

متفرق۔ حیض و نفاس کی وجہ سے جو روزہ ادا نہ ہو اس کا قضا کرنا واجب ہے لیکن نماز کا قضا کرنا واجب نہیں۔ جنابت کی حالت میں، شرمگاہ دھوئے بغیر اور وضو کے بغیر کھانا، پینا، سونا، جماع کرنا، مکروہ ہے۔ حیض و نفاس کے بند ہونے کے بعد اور غسل سے قبل بھی یہی حکم ہے جو جنابت کی حالت میں ہے۔

استنجاء

استنجاء کے معنی تکلیف کے رفع کرنے کے ہیں اور شرع میں شرمگاہ سے نجاست کے زائل کرنے کو کہتے ہیں۔ شرم گاہ کا لفظ اگلی اور پچھلی دونوں شرمگاہوں پر حاوی ہے اور اس طرح لفظِ استنجاء کے معنی میں پیشاب اور پاخانہ دونوں داخل ہیں۔

حکم۔ پیشاب و پاخانہ کی ضرورت رفع کرنے کے بعد استنجاء پانی یا ڈھیلے یا اس کے مماثل کسی جامد طاہر قالع اور غیر محترم چیز سے واجب ہے۔ افضل یہ ہے کہ نجاست پہلے ڈھیلوں سے صاف کیجائے اور پھر پانی سے۔ واجب یہ ہے کہ تین مرتبہ ڈھیلے استعمال کئے جائیں اور یہ ایک ہی ڈھیلے کے تین کناروں سے بھی ہو سکتا ہے۔ صرف پانی پر یا تین ڈھیلوں پر بھی اکتفا کرنا جائز ہے

بشرطیکہ بدن صاف ہو جائے۔ ورنہ ڈھیلوں کی تعداد کو اُس حد تک بڑھایا جائے کہ صفائی حاصل ہو سکے سُنّت یہ ہے کہ ازالۂ نجاست کے بعد بھی تین مرتبہ ڈھیلہ استعمال کیا جائے۔ پانی اور ڈھیلے دونوں میں سے ایک پر اکتفا کرنے کی صورت میں پانی افضل ہے۔ اس لئے کہ پانی عینِ نجاست اور اُس کے اثر دونوں کو زائل کرتا ہے۔ ڈھیلے سے استنجا کے شرائط یہ ہیں کہ نکلی ہوئی چیز خشک نہ ہو جائے اور نکلی ہوئی جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ ہوئی ہو ورنہ پانی کا استعمال ضروری ہوگا۔

آدابِ استنجا۔ کھلی جگہ میں قبلہ کی طرف مُنہ یا پُشت کرکے استنجا کے لئے بیٹھنے سے پرہیز کرنا واجب ہے۔ کھلی جگہ کی تعریف یہ ہے کہ قبلہ کے رُخ میں کوئی ساتِر (چھپانے والا) حائل نہ ہو یا یہ کہ کوئی ساتر ہو مگر دو تہائی ہاتھ سے بلند نہ ہو یا بلند ہو لیکن اُس سے تین ہاتھ سے زیادہ فاصلے پر ہو۔ اِس بارے میں عمارت اور کھلی جگہ یکساں ہیں۔ سوائے اِس کے کہ عمارت خاص طور پر اِس غرض کے لئے بنائی گئی ہو اور اِس صورت میں کوئی حُرمت نہیں ہے۔ بیتُ المقدس چونکہ زمانۂ سابق میں قبلہ گردانا گیا تھا اس لئے اُس کی طرف مُنہ یا پُشت کرنا بھی مکروہ ہے۔ راکد یعنی ٹھیرے ہوئے پانی میں استنجا نہ کرنا مندوب ہے۔ جاری پانی اگر قلیل ہو تو اُس میں بھی استنجا کرنا مکروہ ہے لیکن کثیر ہو تو کراہت نہیں ہے لیکن اِس سے احتراز اولیٰ ہے۔ **نووی** کا قول کم پانی کی نسبت تحریم کا ہے خواہ جاری ہو یا راکد۔ اِسی طرح پھلدار درخت کے نیچے، آدمیوں کے چلنے کے راستے میں، اور گرما میں سایہ کی جگہ، سرما میں دھوپ کی جگہ زمین کے سوراخ میں، استنجا کرنا خلافِ آداب ہے۔ استنجا کے وقت بغیر ضرورت کے بات نہ کرنا مندوب ہے، ضرورت کے وقت مکروہ نہیں بلکہ بعض صورتوں میں جبکہ سانپ کو انسان یا حیوانِ محترم کی طرف جاتا ہوا دیکھے اور ضرر کا اندیشہ کرے تو واجب ہے۔ سورج یا چاند کی طرف مُنہ یا پُشت کرنا مکروہ ہے۔ **نووی** کی رائے ہے کہ پُشت کرنا مکروہ نہیں۔

دعا۔ بیت الخلاء وغیرہ میں داخل ہوتے وقت دعا **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ** (یا اللہ تحقیق کہ میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے خبیث آدمیوں شیاطین مرد و عورت سے) اور فراغت کے بعد نکلتے وقت دعا **غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ** (تیری بخشایش ہے۔ تمام تعریف ہے اللہ ہی کے لئے جس نے میری تکلیف دور کی اور مجھ کو عافیت دی) پڑھے۔

مِسواک

حُکم۔ مسواک کا استعمال ہر حال میں مُستحب ہے لیکن روزے کی حالت میں، فرض ہو یا نفل، سورج کے زوال کے بعد سے غروب تک، مسواک کرنا مُستحب نہیں ہے بلکہ مکروہ تنزیہی ہے۔ **نووی** نے مُطلق عدمِ کراہت کی رائے دی ہے۔

اوقات ۔ مسواک کا استعمال نہایت ہی مُستحب اور بہتر ہے جب کہ مُنہ کی بُو میں تغیُّر پیدا ہو جائے، زیادہ دیر بات نہ کرنے یا نہ کھانے یا مولی پیاز لہسن وغیرہ جیسی بُو دار چیزوں کے کھانے سے ۔ نیند سے بیدار ہونے پر ۔ نماز فرض یا نفل کے لئے کھڑے ہونے سے قبل ۔ قراءت قرآن کے وقت ۔ جب دانتوں میں اصفرار اور قلح یعنی زردی اور میل ہو جائے ۔ اس کے علاوہ بھی اور مواقع ہیں ۔

نیّت ۔ مسواک کرنے میں نیّت سُنّت ہے ۔ نَوَیْتُ سُنَّةَ الْاِسْتِیَاكِ (میں سُنّت مسواک کی نیت کرتا ہوں)

طریقہ ۔ سیدھے ہاتھ سے مسواک کرے اور منہ کے سیدھی جانب سے شروع کرے ۔ مسواک کو مُلائمت کے ساتھ تارک پر اور مسوڑوں پر بھی پھیرے ۔

وضو

فرائضِ وضو ۔ وضو میں چھ چیزیں فرض ہیں ۔ نیت نَوَیْتُ فَرْضَ الْوُضُوْءِ (میں نیت کرتا ہوں فرض وضو کی) ۔ چہرے کے اوّل حصّے کے دھوتے وقت ۔ نیّت سے مُراد شرع میں قَصْدُ الشَّیْءِ مُقْتَرِنًا بِفِعْلِهٖ ہے یعنی کسی چیز کا ارادہ کرنا عین اُس چیز کے کرنے کے وقت ۔ پورے چہرے کا دھونا، طول میں، اُوپر سر کے بالوں کے اُگنے کے مقام تک، اور نیچے داڑھی اور جبڑے کے آخری حصّے تک، اور عرض میں دونوں کانوں تک ۔ چہرے پر خفیف یا کثیف بال ایسے ہوں جن کے خلال کے وقت جلد نظر آسکتی ہو تو بالوں اور جلد تک پانی پہنچانا واجب ہے اور اگر اس قدر کثیف اور گھنی ہو کہ خلال کے وقت جلد نظر نہ آتی ہو تو ظاہری حصّے کا دھونا کافی ہے ۔ چہرے کے دھونے کے وقت سر اور ٹھوڈی کے نیچے کا کچھ حصّہ دھونا ضروری ہے ۔ دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا ۔ ہاتھوں پر جو بال غدود اور زائد انگلیاں اور ناخن ہوں اُن کا دھونا بھی واجب ہے ۔ ناخن میں ایسا میل ہو جو پانی کے پہنچانے میں مانع ہو تو اُس کا زائل کرنا واجب ہے ۔ مسح کرنا بعض حصّہ سر کا ۔ مسح کے عوض سر کا دھونا اور گیلا ہاتھ بغیر حرکت کے سر پر رکھنا بھی کافی ہے ۔ دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا ۔ خُفّین (موزے) کی موجودگی میں مسح پر اکتفا ہو سکتا ہے ۔ پاؤں کے دھونے میں بال غدود اور زائد انگلی بھی داخل ہیں ۔ اور ترتیب وضو میں اسی سلسلے سے ہو جیسا کہ بیان کی گئی ۔ اگر ترتیب میں غلطی کیجائے تو صحیح نہیں ۔ اگر چاروں اعضا وقتِ واحد میں دھوئے جائیں تو فقط چہرے کے دھونے میں شمار ہو گا ۔

سُننِ وضو ۔ وضو کی سُنتیں دس ہیں تسمیہ بسم اللہ کہنا سُننِ وضو کی نیت کے ساتھ، ہاتھ دھونے کے آغاز کے وقت ۔

نَوَيْتُ سُنَنَ الْوُضُوْءِ ۔ اَدنیٰ تسمیہ بِسْمِ اللّٰہِ اور اَکمل تسمیہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
میں نیت کرتا ہوں وضو کے سنتوں کی
ہے ۔ اگر آغاز میں بھول جائے تو اثنائے وضو میں بھی کہہ سکتا ہے ۔ وضو سے فراغت پانے کے بعد تسمیہ کہنا بے سود ہے ۔
تسمیۃ کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ الْمَاءَ طَهُوْرًا ۔ کہے ۔ دونوں ہاتھ پونچے تک تین مرتبہ
تمام تعریف ہے اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے پانی کو پاک کیا ہے
دھوئے ایسے برتن میں ہاتھ ڈبونے سے قبل جس میں قلتین سے کم پانی ہو اگر ہاتھوں کی طہارت میں شبہ ہو ۔ ہاتھ دھوئے بغیر برتن میں ہاتھ ڈبونے میں کراہت ہے ۔ اگر ہاتھوں کی طہارت کی نسبت یقین ہے تو ہاتھ ڈبونے میں کوئی کراہت نہیں ۔ مضمضہ اور استنشاق ۔ مضمضہ کے لئے منھ میں پانی لینا کافی ہے ۔ پانی کا منھ میں پھیرنا اور غرغرا کرنا لازم نہیں ہے ۔ لیکن یہ طریقہ اکمل ہے ۔ اور استنشاق کے لئے ناک میں پانی لینا کافی ہے ۔ پانی کا ناک کے ذریعہ نکیڑوں میں کھینچنا اور پھیلانا اکمل طریقہ ہے ۔ مضمضہ اور استنشاق دونوں کو وقتِ واحد میں ایک ساتھ تین چلّو پانی سے کرنا افضل ہے ' بہ نسبت اس کے کہ علٰحدہ پانی لیا جائے مسح تمام سر کا کرنا ۔ بعض حصۂ سر کا مسح فرض میں داخل ہے ۔ سر سے عمامہ وغیرہ نہ نکالنا چاہے تو اس کے اوپر بھی مسح کی تکمیل کرسکتا ہے ۔ مسح کرنا پورے کانوں کا اندر اور باہر دونوں جانب ' جدید پانی سے ' یعنی سر کے مسح کے گیلے ہاتھ سے نہیں ۔ مسح میں سنّت طریقہ یہ ہے کہ دونوں کلمے کی انگلیاں دونوں کانوں کے سوراخوں میں رکھے اور کانوں کے شکنوں میں پھیرے اور اس کے ساتھ ہی انگوٹھوں کو کانوں کے باہر کے حصے پر پھیرے اور اس کے بعد گیلی ہتیلی کانوں پر رکھے ۔ خلال کرنا گنجان داڑھی میں تین انگلیوں سے ۔ طریقہ یہ ہے کہ انگلیاں داڑھی کے نچلے حصے سے داخل کرے ۔ خلال کرنا ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں میں اگرچہ کہ بغیر خلال کے بھی پانی پہنچ جاتا ہو ۔ اگر انگلیاں ملی ہوئی ہوں اور جوڑ میں پانی آسانی سے نہ پہنچتا ہو تو ان کا خلال کرنا واجب ہے ۔ ہاتھوں کا خلال تشبیک سے یعنی ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں سے علی الترتیب ملانے سے ہے ۔ پاؤں کی انگلیوں کا خلال اس طرح کرے کہ بائیں ہاتھ کی کن انگلی داہنے پاؤں کی کن انگلی کے نیچے ڈالے اور اسی سلسلے سے بائیں پاؤں کی کن انگلی پر ختم کرے ۔ داہنے ہاتھ اور داہنے پاؤں کو بائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں سے پہلے دھوئے ایسے اعضا جن کے ایک ساتھ دھونے میں سہولت ہے جیسا کہ دونوں رخسار تو تقدیم اور تاخیر کا لحاظ کئے بغیر دونوں کو ایک ہی ساتھ دھوئے ۔ جملہ طہارت ' خواہ دھونا ہو یا مسح ' تین تین بار کرے ۔ اور موالات ۔ یعنی پیاپے عمل کرے اس طرح کہ دو اعضا کے دھونے میں طویل فصل واقع نہ ہو ۔ ایک عضو کے بعد دوسرے عضو کو اس طرح دھوئے کہ معتدل ہوا مزاج اور موسم میں پہلا دھویا ہوا عضو خشک نہ ہو جائے ۔ موالات سنّت اس شخص کے لئے ہے جس کا وضو ضرورت حدث کے بغیر ہو ۔ ضرورت کی صورت

میں موالات واجب ہے۔

نواقض وضو، وہ اسباب جن کے وقوع میں آنے سے وضو ٹوٹتا ہے اور جن کو اسبابِ حدث بھی کہتے ہیں، پانچ ہیں۔ کوئی چیز پیشاب یا پاخانے کے راستے سے نکلے، پیشاب پاخانہ خون یا کنکری ہو، نجس ہو یا طاہر جیسے کرم وغیرہ۔ نیند آجائے غیر متمکّن ہیئت میں۔ متمکّن نیچے جم کر بیٹھنے کی نشست کو کہتے ہیں۔ غیر متمکّن ہیئت میں بیٹھا ہوا سو جائے یا کھڑا ہو یا چت متمکّن ہیئت میں بھی سو جائے تو وضو ٹوٹیگا۔ عقل زائل ہو جائے، نشہ، بیماری، جنون یا شدّتِ غم کی وجہ سے۔ کسی نامحرم اور اجنبی مرد او عورت کے بدن کو راست، بغیر کسی حائل کے، چھو لینے سے، خواہ میت ہی کیوں نہ ہو، اس شرط پر کہ اُن کی عمر حدِّ شہوت کو پہونچی ہو۔ محرم سے مراد وہ شخص ہے جس کے ساتھ نسب (رشتہ) رضاعت (دودھ کا رشتہ) یا مصاہرت (رشتۂ نکاح) کی وجہ سے، نکاح نہ ہو سکتا ہو۔ آدمی کی پیشاب گاہ کے، اپنی ہو یا دوسرے کی، مرد کی ہو یا عورت کی، بچّے کی ہو یا بڑے کی، زندہ کی ہو یا میّت کی، ہتیلی یا انگلیوں کے باطنی حصّے سے چھو لینے سے۔ قولِ جدید کے اعتبار سے آدمی کے حلقۂ دُبر کے چھو لینے سے بھی وضو ٹوٹتا ہے۔

متفرق۔ وضو میں ایک مدّ یعنی آدھ سیر چار تولے سے کم پانی صرف نہ کیا جائے۔ وضو کے بعد شہادت دے

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

گواہی دیتا ہوں میں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے۔ وہ ایک ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور گواہی دیتا ہوں میں تحقیق کہ محمدؐ اس کے بندے اور پیغمبر ہیں۔

غسل

غُسل، بالضّم کے معنی نہانے کے، اور غَسل بالفتح کے معنی دھونے کے ہیں اور شرع میں ایک خاص نیّت سے تمام بدن پر پانی بہانے کو غسل کہتے ہیں۔

موجباتِ غسل۔ وہ اُمور جن کے واقع ہونے سے غسل واجب ہوتا ہے چھ ہیں۔ تین میں مرد اور عورت دونوں یکساں شریک ہیں۔ مرد اور عورت کی شرمگاہوں کے اس طرح ملنے سے کہ حشفہ فرج میں غائب ہو جائے۔ منی کے خارج ہونے سے، بغیر دخول کے، بیداری میں یا نیند میں، شہوت سے یا بغیر شہوت کے، ایک قطرہ ہو یا خون کے رنگ میں ہو۔ اور موت کی وجہ سے۔ شہید اس سے مستثنیٰ ہے۔ شہید کا غسل حرام ہے۔ تین موجباتِ غسل عورت کے لئے مخصوص ہیں حیض،

عورت کا وہ خون جو نو سال کی عمر کو پہنچنے پر خارج ہو۔ نفاس۔ وہ خون جو ولادت کے بعد خارج ہو اور یہ قطعی طور پر موجب غسل ہے۔ اور ولادت[۴] جس کے ساتھ رطوبت ہو اور یہ قطعی طور پر موجب غسل ہے۔ رائے اصح یہ ہے کہ عدم رطوبت کی صورت میں بھی غسل واجب ہے۔

فرائض غسل۔ غسل میں تین[۳] چیزیں فرض ہیں۔ نیت[۱]۔ نَوَیْتُ فَرْضَ الْغُسْلِ یا نَوَیْتُ دَفْعَ

میں نیت کرتا ہوں فرض غسل کی یا رفع

الْجَنَابَۃِ یا نَوَیْتُ دَفْعَ الْحَدَثِ الْاَکْبَرِ۔ حیض و نفاس کی صورت میں نَوَیْتُ دَفْعَ

جنابت کی یا رفع حدث اکبر کی رفع

حَدَثِ الْحَیْضِ یا نَوَیْتُ دَفْعَ حَدَثِ النِّفَاسِ۔ فرض غسل کے آغاز کے ساتھ یعنی جب کہ بدن کا

حدث حیض کی یا حدث نفاس کی

اعلیٰ یا اسفل حصہ جو سب سے پہلے دھویا جائے نیت کی جائے۔ اگر کچھ حصۂ بدن کے دھونے کے بعد نیت کرے تو پہلے دھوئے ہوئے حصے کو دوبارہ دھوئے۔ غسل میت میں نیت فرض نہیں ہے بلکہ سنت ہے۔ ازالۂ[۲] نجاست اگر بدن پر ہو۔ یہ ابو شجاع کا قول ہے۔ لیکن وضو اور غسل دونوں میں شرط اوّل یہ ہے کہ سب سے پہلے بدن سے نجاست زائل کی جائے اور اس حکم کی تخصیص یہ ہے کہ بدن پر نجاست ہو۔ اگر نجاست بدن پر نہ ہو تو یہ فرض بھی باقی نہیں رہتا۔ اس لئے اگر اس فرض کو خارج کردیں تو غسل کے دو ہی فرائض رہتے ہیں۔ یہ محمد بن قاسم اور شیخ بیجوری کی رائے ہے۔ طہارت کے عنوان کے تحت ازالۂ نجاست کے ضمن میں احکام کی تفصیل بیان کی جا چکی ہے۔ پانی[۳] پہنچانا بدن کے تمام بشرے یعنی ظاہری جلد پر اور بالوں میں۔ بال کثیف ہوں یا خفیف کوئی فرق نہیں۔ کان کا سوراخ جس قدر نظر آتا ہے اور بدن کی جھریاں (چونٹ)، مرد کی شرم گاہ کا وہ حصہ جو جلد ختنہ کے نیچے ہے اور عورت کی شرمگاہ کا وہ حصہ جو قضائے حاجت کے لئے بیٹھتے وقت ظاہر ہوتا ہے اور مقعد کا منفذ ان سب کو پانی پہنچانا واجب ہے۔

سنن غسل۔ غسل کی سنتیں پانچ ہیں۔ تسمیۃ[۱]۔ ادنیٰ تسمیہ بِسْمِ اللّٰہِ۔ اور اکمل بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہے۔ پورا[۲] وضو غسل کے قبل کیا جائے جس میں نیت کرے نَوَیْتُ الْوُضُوْءَ لِسُنَّۃِ الْغُسْلِ اَوْ دَفْعَ الْحَدَثِ۔

میں وضو کی نیت کرتا ہوں غسل کی سنت کا یا رفع حدث کے لئے

بدن[۳] پر ہاتھ پھیرنا جہاں تک کہ ہاتھ پہنچتا ہو۔ پیاپے[۴] دھونا جس کی صراحت وضو میں کردی گئی ہے۔ داہنے[۵] جانب کو بائیں جانب سے پہلے دھونا۔ ان کے علاوہ دیگر سنتیں بھی ہیں جیسے تین مرتبہ ہر ایک عضو کا انفراداً یا پورے جسم کا وقت واحد میں دھونا اور بالوں میں تخلیل کرنا۔

اغسالِ مسنونہ ۔ سترہ غسل مسنون ہیں۔ غسلِ جمعہ[1] اُس شخص کے لئے جو نمازِ جمعہ میں حاضر ہونا چاہے۔ غسل کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور نماز تک رہتا ہے۔ غسلِ میت[2] کے بعد غسل غاسل (غسل دینے والا) کے لئے، میت مسلمان کی ہو یا کافر کی۔ غسل عید الفطر[3] اور عید الاضحیٰ[4]، ان میں نماز کی حاضری اور غیر حاضری کی قید نہیں ہے، اس کا وقت نصفِ شب سے شروع ہوتا ہے اور غروب تک رہتا ہے۔ غسل[5] استسقاء یعنی پانی کے لئے دعا کرنے کے لئے۔ غسلِ[6] کسوفِ شمس سورج گرہن، غسلِ[7] خسوفِ قمر چاند گہن، کافر[8] جب اسلام لائے۔ مجنون[9] اور مغمی[10] (بے ہوش) جب آرام پائے۔ احرام[11] کے ارادے کے وقت، بالغ غیر بالغ، مجنون یا عاقل، طاہر یا حائض میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مکے[12] میں داخل ہوتے وقت۔ وقوفِ عرفہ[13] کے وقت نویں ذی الحجہ کو۔ شب[14] باشیِ مزدلفہ اور رمیِ جمار[15] الثلاث یعنی تین کنکریوں کے پھینکنے کے وقت۔ تشریق کے تین دنوں میں ہر روز کے رمیِ جمار کے لئے ایک غسل کرے۔ لیکن یوم نحر میں رمی جمرہ عقبہ کے لئے غسل نہ کرے چونکہ یہ فصل غسلِ مزدلفہ کے قریب زمانہ میں واقع ہوا ہے۔ طواف[16] کے لئے۔ اور مدینہ[17] منورہ میں داخل ہوتے وقت۔ بیجوری کی رائے میں مزدلفہ اور طواف کے غسل مسنون نہیں ہیں۔ متعدد غسل ایک نوع کے ہوں تو ایک کی نیت کافی ہے۔ اگر دو مختلف نوع کے غسل جمع ہوں جیسے غسلِ جنابت اور غسلِ جمعہ تو دونوں کی نیت کی جائے۔ نیت میں تکرار ہوگی لیکن فعلِ غسل ایک ہی ہوگا۔ اگر غسل نہ کیا جاسکے تو غسل کے بدل کی نیت کے ساتھ تیمم کیا جائے۔

مَسحِ خُفَّین

حکم ۔ وضو میں مسحِ خفین یعنی موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ غسل میں، فرض ہو یا نفل، مسحِ خفین جائز نہیں ہے اور نہ اُس صورت میں جب کہ خود پاؤں سے نجاست کا ازالہ (دور کرنا) کرنا ہو۔ ایک پاؤں کا مسح نہ ہوگا سوائے اس کے کہ پاؤں ایک ہی ہو۔ مسح کے جواز سے مطلب یہ ہے کہ پاؤں کا دھونا مسح کرنے سے افضل ہے۔

شرائط ۔ خفین پر مسح کرنے کے لئے چار شرطیں ہیں۔ پوری[1] طہارت کے بعد خفین پہنے گئے ہوں۔ ایک پاؤں دھوئے اور ایک خف پہنے اور پھر دوسرا پاؤں دھوئے تو جائز نہیں ہے۔ اسی طرح پوری طہارت کے بعد خف پہنتے وقت اگر حدث (ضرورتِ وضو) واقع ہو جائے تو مسح نہیں ہو سکتا۔ خفین[2] ایسے ہوں جو دونوں پاؤں کے اُس حصے کو ستر (ڈھانپنا) کریں جس کا دھونا فرض ہے، دونوں ٹخنے ڈھانپے جائیں۔ ستر سے مراد مانعِ نظر نہیں ہے۔ خفین کے دونوں جانب ستر ہونا چاہئے نہ کہ اوپر کے حصے میں۔ خفین[3] ایسے ہوں جن کو پہن کر چلنا پھرنا ممکن ہو یعنی ایسے مضبوط ہوں کہ پانی نفوذ (داخل ہونا) نہ کر سکے۔ چوتھی[4] شرط خفین کی طہارت ہے جس کا ذکر

مصنّف نے نہیں کیا ہے۔

مُدّت۔ مقیم ایک دن اور ایک رات مسح کر سکتا ہے اور مُسافر تین دن اور تین رات۔ مُدّت کی ابتدا خُفّین پہننے کے بعد کے حدث سے ہوگی نہ کہ ابتدائے حدث سے اور نہ وقتِ مسح سے اور نہ خُفّین پہننے کے وقت سے۔ سفرِ معصیت کے لئے ہو یا مُسافر نہ جانتا ہو کہ کدھر جارہا ہے تو مقیم کا مسح ہوگا۔ اگر حضر میں مسح کرے اور سفر پر جائے یا سفر میں مسح کرے اور قیام کرے قبل اس کے کہ ایک دن اور ایک رات گزرے تو مقیم کے مسح کی تکمیل ہوگی۔ قیام کی حالت میں

طریقہ۔ مسح میں سُنّت طریقہ یہ ہے کہ انگلیوں کو پھیلا کر خطوط کی شکل میں کھینچے۔

مُبطِلات۔ خُفّین کے مسح کو توڑنے والے امور تین ہیں۔ خُفّین کا نکال دینا۔ کسی ایک خُف موزہ کا نکل جانا یا پھٹ جانا بھی کافی ہے۔ مُدّت کا گزرنا اور موجباتِ غُسل کا واقع ہونا جیسے جنابت حیض و نفاس وغیرہ۔

تیمّم

تیمّم کے معنی قصد اور ارادے کے ہیں اور شرع میں خاص شرائط پر وضو غُسل یا غُسلِ عضو کے عوض، چہرے اور ہاتھوں کو، پاک مٹی کے پہنچانے کے ہیں۔

شرائطِ تیمّم۔ تیمّم کے پانچ شرائط ہیں۔ وجودِ عُذر بسبب سفر یا مرض۔ دخولِ وقتِ نماز۔ نماز کا وقت ہونے پر تیمّم کرنا چاہیے وقت ہونے سے قبل تیمّم صحیح نہیں ہے۔ طلبِ آب یعنی پانی کی تلاش کرنا نماز کا وقت ہونے کے بعد، اپنی ذات سے یا ایسے شخص کے ذریعے جس کو خود نے حکم دیا ہو۔ پانی کی تلاش کی جائے اپنے مسکن میں اور ساتھیوں کے پاس۔ اگر تنہا ہو اور مسطح میدان ہو تو اطراف چاروں جہات میں نظر دوڑائی جائے۔ نشیب و فراز کے مقام پر حدِ نظر تک تردّد کیا جائے۔ پانی کا استعمال اس طرح دشوار ہو کہ جان کے جانے یا کسی عضو کے بیکار ہو جانے کا خوف ہو۔ عذر میں ایسی صورت بھی داخل ہے جس میں پانی قریب ہو لیکن اُس کی طرف جانے میں جان کو درندے یا دُشمن سے مضرّت پہنچے، یا مال کو سارق یا غاصب کے نقصان پہنچانے کا خطرہ ہو۔ اور پھر پانی کے حاصل ہونے کے بعد پانی کی ضرورت محترم جانور کے لئے ہو۔ مٹی پاک ہو اور پاک کرنے والی ہو گیلی نہ ہو، اس لئے کہ گیلی مٹی جسم کو چمٹ جاتی ہے، اور اُس میں غبار ہو۔ اگر چونا یا آٹا وغیرہ ملا ہوا ہو تو جائز نہیں۔ ایسی ریت سے تیمّم ہو سکتا ہے جو خشک ہو اور اُس میں غبار ہو۔ مٹی کی شرط سے چونے کا کنکر اور ٹھیکری کا بُرادہ خارج

ہوجاتا ہے۔ طاہر کی قید سے نجس مٹی خارج ہوجاتی ہے مستعملہ مٹی سے تیمم صحیح نہیں ہے۔

فرائضِ تیمم ۔ تیمم میں چار چیزیں فرض ہیں۔ نیّت نَوَیْتُ اِسْتِبَاحَۃَ فَرْضِ الصَّلٰوۃِ اَوْحَمْلِ الْمُصْحَفِ اَوْغَیْرِہٖ ۔ فرض نماز کی نیّت سے تیمم کرنے کے بعد نفل پڑھی جاسکتی ہے نہ کہ برعکس مطلق نماز کی نیّت کی گئی ہو تو فرض نہیں پڑھی جاسکتی۔ واجب ہے کہ ہاتھ پر مٹی لیتے وقت تیمم کی نیّت کرے اور جاری رکھے چہرے کے مسح کے آغاز تک۔ مٹی لینے کے بعد حدث واقع ہو تو اسی مٹی سے مسح نہ کرے بلکہ دوسری مٹی لے۔ چہرے کا مسح کرنا اور دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا کہنیوں سمیت۔ چہرے کے مسح اور ہاتھوں کے مسح کے لئے علٰحدہ مٹی پر ہاتھ مارنا بھی فرض ہے۔ مٹی ایسی ہو کہ مٹی پر ہاتھ رکھنے پر ہاتھ کو مٹی لگے تو کافی ہے مٹی پر ہاتھ مارنا ہی ضروری نہیں۔ اور ترتیب یعنی پہلے چہرے کا مسح اور بعد میں ہاتھوں کا مسح۔ ترتیب قائم نہ رہے تو تیمم صحیح نہ ہوگا۔

سُننِ تیمم ۔ تیمم کی سنتیں تین ہیں۔ تسمیہ کہنا۔ داہنے ہاتھ کا مسح بائیں ہاتھ سے قبل کرنا اور چہرے کے اعلیٰ حصے کا مسح اسفل حصے سے پہلے کرنا۔ اور پیاپے مسح کرنا جس کی وضو کے بیان میں صراحت ہوچکی ہے۔ تیمم کی دیگر سنتیں یہ ہیں۔ مٹی پر پہلی ضرب یعنی ہاتھ مارنے کے وقت انگوٹھی کا نکال دینا۔ لیکن دوسری ضرب کے وقت انگوٹھی کا نکالنا واجب ہے اس لئے کہ ہاتھ کے مسح میں انگوٹھی کے نہ نکالنے کی وجہ سے نقص رہ جاتا ہے۔

مُبطلاتِ تیمم ۔ وہ امور جن کے وقوع میں آنے کی وجہ سے تیمم ٹوٹتا ہے تین ہیں۔ نواقضِ وضو، وہ امور جن سے وضو ٹوٹتا ہے۔ پانی نظر آجائے غیر حالتِ نماز میں۔ پانی کے فقدان کی وجہ سے تیمم کیا گیا ہو اور نماز شروع کرنے سے قبل پانی نظر آجائے یا پانی کے ملنے کا گمان پیدا ہو تو تیمم ٹوٹیگا۔ چونکہ مقیم کی فرض نماز پانی کی عدمِ دستیابی کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتی اس لئے اگر مقیم تیمم کرکے نمازِ فرض پڑھ رہا ہو اور پانی دستیاب ہوجائے تو تیمم ٹوٹیگا۔ مسافر یا مریض کی نماز پر، فرض ہو یا نفل، پانی کی دستیابی کا کوئی اثر نہیں۔ ردّت ۔ **نَعُوْذُ بِاللّٰہِ** ۔ کوئی شخص ارتداد کرے اور اسلام سے انحراف کرے۔

جبیرہ ۔ اس پٹّی کو کہتے ہیں جو ٹوٹی ہوئی ہڈّی کے جوڑنے کے لئے باندھی جاتی ہے۔ اس میں زخم کی دوسری پٹّیاں اور پھاہے بھی شامل ہیں۔ اگر کسی عضو پر پانی کا استعمال ممنوع اور حرام ہو اور اس عضو پر ساتر نہ ہو تو تیمم کرنا اور صحیح اعضاء کا دھونا دونوں واجب ہیں۔ جنابت کی صورت میں ان دونوں کے درمیان کوئی ترتیب نہیں ہے لیکن حدث کی صورت

میں تیمم اُس وقت کرے جب کہ علیل عضو کے دھونے کا وقت آئے ۔ اگر علیل عضو اعضائے تیمم میں سے نہ ہو اور اُس پر بحالتِ طہارت یعنی بغیر حالتِ حدثِ اکبر و اصغر میں ساتر یعنی پٹی باندھی گئی ہو اور پٹی کے نکالنے سے ضرر کا خوف ہو تو پٹی پر مسح کرے اور تیمم کرے اور نماز پڑھے اور اس نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے ورنہ دیگر اشکال میں نماز کا اعادہ کرے ۔ روضہ میں نوَوی نے یہ رائے ظاہر کی ہے اور یہی قول معتمد ہے ۔ پٹی باندھنے میں شرط یہ ہے کہ پٹی میں عضوِ صحیح کا صرف اُسی قدر حصہ لیا جائے جس کی دوا کے لگانے پٹی کے چمٹانے یا بدون کے باندھنے کیلئے ضرورت ہو۔

متفرق ۔ ہر فرض نماز کے لئے علیحدہ تیمم کیا جائے ۔ دو فرض نمازوں کو ایک تیمم سے ادا نہ کیا جائے اور نہ دو فرض طوافوں کو یا نماز اور طواف کو اور نہ جمعہ اور اُس کے خطبے کو ۔ ایک تیمم سے جتنے نوافل چاہیں ادا کئے جائیں ۔ عورت تیمم کر سکتی ہے اپنے شوہر کی وطی کی اباحت (جواز) کے لئے ۔ ایک تیمم سے ایک سے زیادہ وطی جائز ہے ۔ تیمم میں حائض بھی جنب کے حکم میں ہے ۔

صَلاۃ

نماز

صَلاۃ کے معنی دعا کے ہیں اور شرع میں اُن اقوال اور افعال کو صلاۃ کہتے ہیں جو خاص شرائط کے ساتھ تکبیر سے شروع ہو کر سلام پر ختم ہوتے ہیں ۔

صَلاۃِ مَفروضہ ۔ فرض نمازیں پانچ ہیں ۔ فجر ظہر عصر مغرب اور عشاء ۔ ہر ایک نماز اول وقت ہی واجب ہو جاتی ہے ۔ اور اُس کا وجوب اُس وقت تک جاری رہتا ہے جس وقت تک کہ اُس نماز کے پڑھنے کی گنجایش ہے ۔

فجر ۔ صبح کی نماز کے پانچ اوقات ہیں ۔ وقتِ فضیلت اوّل وقت ہے صبح صادق کے طلوع ہونے کے بعد ۔ وقتِ اختیاری صبح کی روشنی نکلنے تک ہے ۔ وقتِ جواز بلا کراہت سُرخی نمودار ہونے تک ہے ۔ وقتِ جواز بکراہت سورج کے طلوع کے قریب تک ہے ۔ وقتِ تحریم ایسا تنگ وقت ہے جب کہ نماز کی گنجائش نہ رہے ۔

ظہر کی نماز کے پانچ اوقات ہیں ۔ وقتِ فضیلت اوّلِ وقت ہے سورج کے زوال کے بعد یعنی سورج کے انتہائی بلندی

پر آنے کے بعد جب سایہ مشرق کی طرف منتقل ہوجاتا ہے اور وقتِ فضیلت کی مقدار اُسی قدر ہے جتنی کہ وضو وغیرہ کی تکمیل اور نماز کی ادائی کے لئے ضرورت ہو۔ اور وقتِ اختیاری اور وقتِ جواز بلا کراہت دونوں وقتِ فضیلت کے بعد آغاز ہوتے ہیں اور اُس وقت تک جاری رہتے ہیں جب تک کہ نماز کی گنجایش رہے۔ آخرِ وقت وہ ہے جب کہ نماز کی گنجایش نہ رہے یعنی جب کہ ہر چیز کا سایہ سایۂ اصلی کے علاوہ اُس کے مثل کے برابر ہوجائے۔ اور وقتِ عذر وقتِ عصر ہے جب کہ جمع میں تاخیر کیجائے۔ ظہر میں وقتِ جواز بکراہت اور وقتِ حرمت نہیں ہے۔

عصر کی نماز کے چھ اوقات ہیں۔ وقتِ فضیلت اوّل وقت ہے جب کہ ہر چیز کا سایہ سایۂ اصلی کے علاوہ اُس کے مثل کے سائے سے زیادہ ہوجائے۔ وقتِ اختیاری دو مثل کے سائے تک ہے۔ وقتِ جواز بلا کراہت دو مثل کے سائے سے سورج میں زردی آنے تک ہے۔ وقتِ جواز بکراہت سورج کے غروب تک ہے۔ وقتِ تحریم جب کہ اس قدر تاخیر کیجائے کہ نماز کی گنجایش نہ رہے۔ اور وقتِ عذر وقتِ ظہر ہے جب کہ جمع میں تقدیم کی جائے۔

مغرب کا وقت سورج کے پورے حلقے کے غروب ہونے کے بعد ہوتا ہے۔ اگر شعاع باقی رہ جائیں تو مضائقہ نہیں۔ مغرب کے پانچ اوقات ہیں۔ جن میں سے وقتِ فضیلت، وقتِ اختیاری اور وقتِ جواز بلا کراہت تینوں ایک ساتھ ہیں، اس اندازے سے کہ اذان دی جائے، وضو یا تیمم کیا جائے، کپڑے پہنے جائیں، نماز کے لئے کھڑے رہیں اور بشمول سُنّت پانچ رکعتیں پڑھی جائیں۔ اِس قدر زمانہ گزرجائے تو تینوں اوقاتِ مصرحہ بالا گزرجائیں گے۔ وقتِ جواز بکراہت اس کے بعد سے شفق کی سُرخی کے غائب ہونے تک ہے۔ اور وقتِ عذر وقتِ عشاء ہے جب کہ جمع میں تاخیر کیجائے۔

عشاء کا وقت شفق کی سُرخی کے غائب ہونے پر شروع ہوتا ہے۔ جن ممالک میں شفق غائب نہیں ہوتی وہاں کے باشندوں کے لئے عشاء کا وقت سورج کے غروب سے اتنی دیر کے بعد شروع ہوگا جب کہ قریب کے ممالک میں شفق غائب ہوجائے۔ عشاء کے چھ اوقات ہیں۔ وقتِ فضیلت اوّل وقت ہے۔ وقتِ اختیاری اس کے بعد ایک تہائی رات گزرنے تک ہے۔ وقتِ جواز بلا کراہت صبحِ کاذب تک ہے۔ وقتِ جواز بکراہت صبحِ کاذب کے بعد سے صبحِ صادق تک ہے۔ وقتِ تحریم وہ آخرِ وقت ہے جبکہ نماز کی گنجایش نہ رہے۔ وقتِ عذر وقتِ مغرب ہے جب کہ جمع میں تقدیم کی جائے۔

صبحِ کاذب یا صبحِ اوّل، صبح کے اُس وقت کو کہتے ہیں جب کہ روشنی آسمان میں طول میں جاتی ہے اور پھر اُس کے زائل ہونے کے بعد تاریکی چھا جاتی ہے۔

صبحِ صادِق اُس وقت کو کہتے ہیں جب کہ صبح کاذِب کی تاریکی کے بعد روشنی اُفق میں عرض میں پھیلتی ہے۔

صَلاۃِ مسنُونہ۔ سُنّت نمازیں پانچ ہیں۔ عیدُ الفطر۔ عیدُ الاضحیٰ۔ کسوفِ شمس، خسوفِ قمر اور استسقار کی نمازیں۔

سُنَنِ تابعِ فرایض یا سُنَنِ راتبہ۔ سُنّت نمازیں جو فرض نمازوں کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں سترہ رکعت ہیں۔ دو نمازِ فجر کے قبل۔ چار فرضِ ظہر سے قبل اور دو بعد۔ چار فرض عصر سے قبل۔ دو بعدِ فرضِ مغرب۔ تین بعدِ فرضِ عشار جس میں سے ایک وِتر ہے۔ قاضی عبید اللہ نے صراحت کی ہے کہ دو سُنّت ہیں اور ایک وِتر۔ وِتر کی اقل تعداد ایک رکعت ہے اور اکثر تعداد گیارہ رکعتیں ہیں اور اس کا وقت نمازِ عشار اور طلوعِ صبحِ صادق کے درمیان ہے۔ اگر نمازِ عشار سے قبل عمداً یا سہواً وِتر پڑھی جائے تو شمار نہ ہوگی۔ اِن سُنّت رکعتوں میں سے مؤکّدہ دس ہیں۔ دو رکعت فجر سے قبل۔ دو رکعت ظہر سے قبل اور دو رکعت بعد۔ دو رکعت مغرب کے بعد۔ دو رکعت عشار کے بعد۔ بافضل اور شیخ بیجوری نے لکھا ہے کہ فرضِ ظہر کے بعد دو رکعت مزید سُنّت ہیں۔ سُنّت نمازوں میں جمعہ بھی ظہر کی طرح ہے۔

صَلاۃِ نفل مؤکّدہ۔ نفل نمازیں، جو فرض کے تابع نہیں ہیں اور جن کی تاکید ہے یہ ہیں۔

صَلاۃُ التراویح۔ رمضان کی ہر رات میں تراویح کی نماز کی بیس رکعتیں ہیں اور اس میں دس سلام اور پانچ ترویحات ہیں۔ ہر دو رکعتوں کے لئے علٰحدہ نیّت تراویح کی یا قیامِ رمضان کی کیجائے۔ چار رکعتیں ایک سلام کے ساتھ پڑھنا صحیح نہیں ہے۔ تراویح کا وقت نمازِ عشار اور طلوعِ فجر کے درمیان ہے۔

صَلاۃُ الضحیٰ۔ یعنی چاشت کی نماز۔ اقل دو رکعت اور اکثر بارہ رکعت ہیں۔ اس کا وقت سورج کے بلند ہونے سے زوال تک ہے۔

صَلاۃُ اللیل۔ تہجّد کی نماز یعنی رات کی نماز۔ رات کی مطلق نفل نماز، دن کی مطلق نفل نماز سے افضل ہے۔ وسطِ شب میں نفل افضل ہے، پھر آخر شب میں۔

صَلاۃِ نفلِ غیر مؤکّدہ یہ ہیں۔

تحیّۃ المسجد کے دو رکعت ہیں۔ مسجد میں داخل ہونے کے بعد بیٹھ جانے یا زیادہ دیر تک کھڑے رہنے سے یہ نماز فوت ہو جاتی ہے۔

سُنّتِ وضو کی بھی دو رکعتیں ہیں۔

صلاۃ التسابیح کی چار رکعتیں ہیں جن میں تین سو مرتبہ تسبیح سُبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھی جاتی ہے۔ قرأت کے بعد پندرہ مرتبہ رکوع اور اعتدال میں دس دس مرتبہ اور اسی طرح سجدوں اور سجدوں کے درمیان جلوس اور جلوسِ استراحت ہر ایک میں دس دس مرتبہ اور اس طرح جملہ پچھتر مرتبہ دوسری رکعت میں بھی مگر فرق یہ ہے کہ دس مرتبہ تسبیح جو جلوس میں پڑھی جاتی ہے وہ تشہد سے قبل پڑھی جائیگی۔ اور اسی طرح آخری دونوں رکعتیں پڑھی جائینگی۔ دن میں چاروں رکعت کا ایک سلام کے ساتھ اور رات میں دو سلام کے ساتھ پڑھنا افضل ہے۔

صلاۃ الاستخارہ کی دو رکعتیں ہیں۔ اور استخارہ نیکی طلب کرنے کو کہتے ہیں۔ رکعتِ اول میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۃ الکافرون پڑھے اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ۔ اور سلام کے بعد یہ دعا پڑھے اللّٰھم انی

استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک واسئلک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر
طلب کرتا ہوں تیرے علم سے اور قدرت طلب کرتا ہوں تیری قدرت سے اور سوال کرتا ہوں تیری بڑی فضیلت سے تحقیق کہ تجھ کو قدرت ہے اور مجھ کو قدرت نہیں اور

وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللّٰھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر خیر لی فی دینی ودنیای
تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو غیب کے امور کو خوب جانتا ہے۔ یا اللہ اگر تو جانتا ہے کہ اس کام میں میرے لئے بھلائی ہے دین اور دنیا میں

ومعاشی وعاقبۃ امری عاجلہ واٰجلہ فاقدرہ لی ویسرہ لی ثم بارک لی فیہ یا کریم وان کنت تعلم
اور معاش اور معاد میں اور اس کے جلد میں اور بدیر میں۔ پس اس کو ممکن کر میرے لئے اور آسان کر میرے لئے۔ پھر برکت دے اس میں اے

ان ھذا الامر شر لی فی دینی ودنیای ومعاشی وعاقبۃ امری عاجلہ واٰجلہ فاصرفہ عنی
کریم۔ اگر تو جانتا ہے کہ اس کام میں میرے لئے برائی ہے دین و دنیا۔ معاش اور معاد میں اور بجلد میں اس کے اور بدیر میں اس کے اس کو

واصرفنی عنہ واقدر لی الخیر حیث کان ثم رضنی بہ یا کریم۔ پھر اپنی حاجت کو بیان کرے اور امید
مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے پھیر دے۔ اور مجھ کو نیکی پر قدرت دے جہاں کہیں ہو۔ پھر مجھ کو اس پر راضی رکھ اے کریم
و بیم کی حالت میں رہے۔ اگر دل میں اس کام کے کرنے کا ارادہ پیدا ہوا تو کرے اور اگر نہ کرنے کا ارادہ ہوا تو نہ کرے اور اگر کوئی ارادہ ہی نہیں پیدا ہوا تو نمازِ استخارہ کا اعادہ کرتا رہے اُس وقت تک کہ ارادہ پیدا ہو۔

شرائطِ وجوبِ صلاۃ۔ نماز کے واجب ہونے کے لئے تین شرطیں ہیں۔ اسلام۔ کافر اصلی پر نماز واجب نہیں ہے۔ قبولِ اسلام کے بعد سابقہ نمازوں کی قضا بھی واجب نہیں۔ لیکن مرتد پر نماز واجب ہے اور اسلام کی طرف عود کرنے کے بعد سابقہ نمازوں کی قضا بھی واجب ہے۔ بلوغ۔ بچوں پر نماز واجب نہیں ہے۔ لیکن سات سال کی عمر کے بعد اگر تمیز پیدا ہو تو ان کو نماز پڑھنے کے لئے حکم دیا جائیگا ورنہ تمیز پیدا ہونے کے بعد۔ اگر دس سال کی عمر ہونے کے بعد نماز نہ پڑھے تو اس کو ضرب و تادیب کی جائے گی۔ عقل۔ مجنون پر نماز واجب نہیں ہے۔ والعقل مناط التکلیف یعنی

عقل تکلیف کی حد ہے۔

شرایطِ صحّتِ صلاۃ ۔ علامت اور نشانی کو شرط کہتے ہیں اور شرع میں اُس چیز کو شرط کہتے ہیں جس پر اُس چیز کی صحّت موقوف ہو اور وہ چیز خود اُس کی جزء نہ ہو۔ اِس قید سے رُکن خارج ہے اِس لئے کہ رکن جزء ہے۔ نماز کے صحیح ہونے کے لئے پانچ شرایط ہیں۔

طہارت[1] حَدَثِ اکبر اور اصغر سے، قدرت کی صورت میں۔ لیکن **فَاقِدُ الطَّھُوْرَیْن**، وہ شخص جس کو پانی اور مٹّی دونوں دستیاب نہ ہوں، اُس کی نماز بھی صحیح ہوتی ہے لیکن اُس نماز کا اِعادہ اُس پر واجب ہے۔ بدن لباس اور جائے نماز نجاست سے پاک ہو۔ نجاست سے مُراد یہاں وہ نجاست ہے جو غیر **مَعْفُو عنہا** یعنی معاف نہیں ہے۔

سترِ[2] **رنگِ عورت**، قدرت کی صورت میں، اگرچہ کہ تنہا اور تاریکی میں ہو۔ ستر ایسی چیز سے ہو جس سے بدن کا رنگ ظاہر نہ ہو۔ بدن کی جسامت ظاہر ہو تو مضائقہ نہیں جیسے کہ چُست اور تنگ پاجامے کے پہننے سے لیکن یہ مکروہ ہے۔ اگر ستر سے عاجز ہو تو ننگا نماز پڑھے اور اس نماز کا اِعادہ اُس پر واجب نہیں۔ سترِ عورت، غیر نماز میں بھی واجب ہے خواہ لوگوں کی نظر میں ہو یا تنہائی میں۔ دھونے وغیرہ کی ضرورت پر جائز ہے۔ لیکن اپنی نظر سے سترِ عورت واجب نہیں ہے۔ البتہ بغیر ضرورت کے اُس کی طرف نظر کرنا مکروہ ہے۔ مرد کو اُس حصّۂ بدن کو ڈھانپنا چاہئے جو ناف اور گھٹنے کے درمیان ہے۔ اور عورت کو چہرے اور ہاتھ کے پنجوں کے سوائے پورا بدن ڈھانپنا چاہئے۔ **عورت** کے معنی نقص اور کمی کے ہیں اور شرع میں اُس کا اِطلاق اُس حصّۂ بدن پر ہوتا ہے جس کا ستر نماز میں واجب ہے۔

مقامِ[3] **طاہر**۔ اگر قیام قعود رُکوع یا سجود میں، بدن یا لباس کا کوئی حصّہ، نجاست سے ملحق ہو جائے تو نماز صحیح نہیں ہو سکتی۔

عِلمِ وقتِ[4] **نماز**۔ نماز کے وقت کے داخل ہونے کا علم یا ظنّ اجتہاد کی بنا پر ہو۔ اگر بغیر ایسے علم کے نماز پڑھے اور واقعۃً نماز کا وقت ہو تو بھی نماز صحیح نہ ہوگی۔

استقبالِ[5] **قبلہ** یعنی کعبہ کی طرف رُخ کرنا۔ قبلہ کی طرف سینہ کرنا بصورت قُدرت شرط ہے۔ نماز میں استقبالِ قبلہ کا ترک دو حالتوں میں جائز ہے۔ شِدّتِ خوف میں، مباح جنگ کے یا دیگر وجوہِ خوف کے سبب، نماز فرض ہو یا نفل۔ نفل نماز میں سواری پر سفر کرنے کی صورت میں بشرطیکہ سفر مباح ہو اور اگرچہ کہ مختصر ہو۔ جو شخص چوپائے پر سوار ہو اُس پر واجب نہیں ہے کہ پیشانی زمین پر رکھے بلکہ رکوع اور سجود کے لئے اُس کا صرف اشارہ کرنا کافی ہے، فرق اِس قدر ہے کہ سجود کا

اشارہ بہ نسبت رکوع کے اشارے کے زیادہ پست ہوگا۔ پیادہ شخص احرام، رکوع، سجود اور جلوس بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کو قبلہ کے رُخ میں ادا کرے اور قیام، اعتدال، تشہد اور سلام کی حالت میں چلے۔

ارکانِ صلاۃ۔ رُکن کے معنی سُتون اور سہارے کے ہیں۔ اور شرع میں رُکن اُس چیز کو کہتے ہیں جس پر کسی چیز کی صحت موقوف ہو اور وہ اُس کا جز بھی ہو۔ نماز میں ارکان اور وضو میں فرائض سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ نماز کے افعال کی تفریق جائز نہیں ہے۔ بخلاف وضو کے افعال کے جن میں ایک حد تک تفریق جائز ہوسکتی ہے۔ نماز کے ارکان تیرہ ہیں نیّت[1] نیّت سے مراد قَصْدُ الشَّیْءِ مُقْتَرِنًا بِفِعْلِہٖ۔ یعنی کسی چیز کا ارادہ کرنا عین اُس چیز کے کرنے کے وقت اس ارادے کا مرکز قلب ہے۔ اگر نماز فرض ہو تو تین چیزیں واجب ہیں۔ فرضیّت کی نیّت، نماز پڑھنے کا قصد اور تعیین کہ نماز فجر ہے یا ظہر۔ اگر نماز نفل موقتی، جیسے راتبہ اور نفل سببی، جیسے استسقار، ہو تو دو چیزیں واجب ہیں، نماز پڑھنے کا قصد اور تعیین۔ نفلیت کی نیّت واجب نہیں ہے۔ نیّت نَوَیْتُ فَرْضَ الظُّهْرِ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ مُسْتَقْبِلًا اِلَى الْكَعْبَةِ تَابِعًا لِلْاِمَامِ لِلّٰهِ تَعَالٰى۔
(میں نیت کرتا ہوں فرض ظہر کے چار رکعتوں کی کعبہ کی طرف رخ کرکے امام کے تابع ہوکر اللہ تعالیٰ کے لئے)
خط کشیدہ الفاظ ہر نماز کے لحاظ سے تبدیل ہوں گے۔ **قیام** بصورتِ قدرت قیام سے عاجز ہو تو بیٹھ کر پڑھے اور نشست میں افتراش[2] افضل ہے۔ **تکبیرِ تحریمہ**۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ جو شخص ان الفاظ کو ادا کرسکتا ہو اُس کو چاہئے کہ ان ہی الفاظ کو ادا کرے۔ اس کے برعکس اَكْبَرُ اللّٰهُ یا اَلرَّحْمٰنُ اَكْبَرُ وغیرہ کہنا صحیح نہیں ہے۔ جو شخص ان عربی الفاظ کو ادا نہ کرسکتا ہو اُس کا ترجمہ جس کسی زبان میں چاہے عربی الفاظ کے سیکھنے تک کہہ سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ معنی میں تجاوز نہ کرے۔ ان عربی الفاظ کا سیکھنا بھی واجب ہے۔ واجب ہے کہ نیّت کے ساتھ ہی تکبیر ہو۔ **قراءت**[3] سورہ فاتحہ جس میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بھی ایک آیت ہے دیگر سورتوں میں بھی سوائے سورہ براۃ کے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ایک آیت ہے۔ قراءت سورہ فاتحہ ہر ایک رکعت میں واجب ہے، نماز سری ہو یا جہری، امام ہو یا ماموم، مقتدی ہو یا منفرد۔ سورہ فاتحہ کے حروف اور تشدیدوں کی رعایت بھی واجب ہے۔ ایک حرف یا تشدید ترک ہوجائے یا کوئی حرف دوسرے حرف سے بدل جائے تو قراءت صحیح نہ ہوگی، اور قراءت کا اعادہ واجب ہوگا۔ اور ترتیب کے ساتھ آیتیں، مقررہ سلسلے بغیر فصل کے، جس سے تنفس (سانس لینا) کی مقدار مستثنیٰ ہے، پڑھنا بھی واجب ہے۔ اگر سورہ فاتحہ کے اثنا میں کوئی ذکر کرے جیسا کہ چھینکنے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے تو بھی قراءت منقطع ہوجائیگی بجز اس کے کہ ذکر کا تعلق مصلحتِ نماز سے ہو جیسا کہ ماموم خود کے قراءتِ فاتحہ کے اثنا میں امام کی قراءت فصل ارتفع ہوگا۔

ملاحظہ ہو ص ۳۰

کی نسبت آمین کہے۔ اس سے قرائت میں انقطاع واقع نہ ہوگا۔ کوئی شخص سورۂ فاتحہ نہ جانتا ہو اور معلّم (استاد) نہ ملنے کی وجہ سے سیکھ بھی نہ سکے اور قرآن کی دوسری آیتیں جانتا ہو تو سات متوالی یا متفرق آیتیں پڑھے۔ قرآن سے ہی عاجز ہو تو اس کے عوض ذکر کرے اگر قرآن اور ذکر بھی اچھی طرح نہ جانتا ہو تو اتنی دیر تک کھڑا رہے جتنی دیر میں سورۂ فاتحہ پڑھی جا سکے۔ رکوع۵۔ اقلّ فرضِ رکوع، قائم کے لئے جو رکوع پر قادر ہو، اور جس کی خلقت معتدل ہو، اور جس کے دونوں ہاتھ اور گھٹنے سلامت ہوں، یہ ہے کہ اس قدر جھکے کہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں دونوں گھٹنوں کو پہنچیں۔ اگر اس طرح رکوع پر قادر نہ ہو تو جس قدر ہو سکے جھکے اور پلکوں سے اشارہ کرے اور اگر جھک ہی نہ سکے تو سر سے اشارہ کرے۔ اکملِ رکوع یہ ہے کہ پشت اور گردن ایک تختی کی طرح ہو جائیں، گھٹنے سیدھے ہوں اور دونوں ہاتھوں سے دونوں گھٹنے پکڑے۔ طمانینت۶ رکوع میں۔ طمانینت حرکت کے بعد سکون کو کہتے ہیں۔ بعض فقہا نے طمانینت کو مستقل نہیں بلکہ دوسرے رکن کے تابع قرار دیا ہے لیکن دونوں اقوال میں یہ شرط ہے کہ طمانینت کے بغیر نماز صحیح نہیں ہو سکتی۔ رفع۷ یعنی رکوع سے اٹھنا اور رکوع سے قبل کی ہیئتِ اعتدال میں کھڑے رہنا۔ طمانینت۸ اعتدال میں۔ سجود۹ دو مرتبہ، ہر ایک رکعت میں۔ اقلّ سجدہ یہ ہے کہ پیشانی کا کچھ حصّہ موضعِ سجدہ، زمین وغیرہ، کو لگے اور اکملِ سجدہ یہ ہے کہ سجدے کو جھکنے کے لئے تکبیر کہے مگر رفعِ یدین نہ کرے۔ دونوں گھٹنے ٹیکے پھر دونوں ہاتھ پھر پیشانی اور ناک۔ طمانینت۱۰ سجود میں اس طرح کہ موضعِ سجدہ پر سر کا وزن پڑے۔ سر سے موضعِ سجدہ کا چھونا کافی نہیں۔ جلوس۱۱ دونوں سجدوں کے درمیان، ہر ایک رکعت میں کھڑے رہ کر نماز پڑھے یا کروٹ لیٹ کر۔ اقلّ جلوس یہ ہے کہ اعضاء کی حرکت کے بعد سکون ہو۔ اکملِ جلوس یہ ہے کہ اس پر کچھ زیادتی کرے اور دعا پڑھے۔ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَارْفَعْنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَعَافِنِیْ۔ (اے میرے پروردگار بخش دے مجھ کو رحم کر مجھ پر جوڑ دے میری شکستگی کو اور بلند کر مجھ کو اور رزق دے مجھ کو اور ہدایت کر مجھ کو اور عافیت دے مجھ کو) اگر دونوں سجدوں کے درمیان نہ بیٹھے بلکہ صرف بیٹھنے کے قریب پہنچے تو صحیح نہ ہوگا۔ طمانینت۱۲ جلوس میں۔ جلوسِ آخر۱۳ جس کے بعد سلام آتا ہے۔ تشہّد۱۴ جلوسِ آخر میں۔ اقلّ تشہّد یہ ہے:

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ سَلَامٌ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ سَلَامٌ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اور

اکملِ تشہّد یہ ہے۔ اَلتَّحِیَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّیِّبَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ

(جملہ علامات ہائے تعظیم جو مبارک ہیں اور پاکیزہ نمازیں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ہیں۔ اے نبی آپ پر سلامتی ہو اور خدا کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود)

اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ درود حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جلوس آخر میں تشہد کے بعد۔ اقل درود یہ ہے ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ۔ اکمل درود یہ ہے ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔

آل پر درود واجب نہیں ہے بلکہ سنت ہے ۔ (درود کے بعد اور سلام سے پہلے اس دعا کا پڑھنا مندوب ہے ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ) تسلیم اول سلام کا حالت قعود میں واقع ہونا واجب ہے ۔ اقل سلام یہ ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ۔ ایک مرتبہ ۔ اکمل سلام ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ ۔ دو مرتبہ دائیں اور بائیں جانب (ابو شجاع نے سلام کے ساتھ نماز سے خروج کی نیت کو بھی رکن قرار دیا تھا مگر ابن قاسم اور بیجوری نے اس رائے کو مرجوح ظاہر کیا ہے)۔ ترتیب ارکان میں حسب صراحت بالا، یہاں تک کہ تشہد آخر اور درود میں بھی ترتیب ضروری ہے ۔

سُنَن قبل صلاۃ ۔ نماز میں داخل ہونے سے قبل بطور کفایہ دو سنتیں ہیں۔ اذان اور اقامت ۔ **اذان**۔ اذان کے معنی اعلام کرنے کے ہیں اور شرع میں، فرض نماز کا وقت ہونے پر خاص الفاظ کے ذکر کو، اذان کہتے ہیں۔ اذان کے الفاظ دوہرے ہیں، استثناء یہ ہے کہ تکبیر اول کے الفاظ چار مرتبہ اور توحید آخر کے الفاظ ایک مرتبہ ہیں۔ اذان کے پورے الفاظ یہ ہیں ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ صرف فجر میں اَلْفَلَاحِ کے بعد تثویب یعنی اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہا جائے ۔ سنت ہے ترتیل یعنی کلمات کو صاف طور پر ادا کرنا اور ترجیع یعنی شہادتین کو آہستہ کہنا قبل اس کے کہ آواز سے کہے جائیں۔

اقامت ۔ اقامت کے معنی کھڑے رہنے کے ہیں ۔ اقامت کے لئے خاص الفاظ نماز کے لئے کھڑے رہتے وقت کہے جاتے ہیں ۔ اقامت کے الفاظ اکہرے ہیں اور استثنا یہ ہے کہ تکبیر اوّل اور تکبیر آخر اور کلمۂ اقامت کے الفاظ دوہرے ہیں ۔ اقامت کے پورے الفاظ یہ ہیں ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ۔ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ (بیشک نماز قائم ہوگئی) ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ اِدراج یعنی دو دو کلموں کو ایک سانس میں کہنا سنت ہے۔

شرائطِ اذان و اقامت ۔ اسلام ۔ تمیز یعنی لڑکا نابالغ ہو تو اذان کو سمجھتا ہو ۔ ترتیب ۔ ولاء یعنی تسلسل کلمات کے درمیان ۔ دخولِ وقت سوائے اس کے کہ فجر کی اذان کا وقت نصفِ شب سے ہے ۔ اذان اور اقامت دونوں فرض نمازوں کے وقت کہی جاتی ہیں ۔ دیگر نمازوں کے وقت جہاں جماعت مطلوب ہو "اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ" یعنی نماز کے لئے لوگ جمع ہیں دو مرتبہ کہنا چاہیے۔

سُنَنِ اذان و اقامت ۔ اذان پکارنے والے اور اقامت کہنے والے کے لئے سنت ہے کہ کھڑا رہے ۔ قبلہ کی طرف رخ کرے ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کے الفاظ کے ساتھ صرف گردن کو داہنی جانب اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے ساتھ بائیں جانب موڑے لیکن سینے کو اور پاؤں کو قبلہ رخ ہی رکھے ۔ جملہ اوقات کی اذان میں ترتیل اور صبح کی اذان میں تثویب یعنی اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہنا بھی سنت ہے ۔ اذان اور اقامت کے سننے والے کے لئے سنت ہے کہ اذان اور اقامت کے الفاظ کو دوہرائے ۔ سوائے اس کے کہ حیعلتین کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔ کہے (نہیں ہے کوئی طاقت گناہ سے بچانے اور نہ عبادت کی قوت رکھنا بغیر اللہ کی) اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ (سچ کہا تو نے اور نیکی کی تو نے) ۔ اور قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے جواب میں اَقَامَھَا اللّٰہُ وَاَدَامَھَا وَجَعَلَنِیْ مِنْ صَالِحِیْ اَھْلِھَا (قائم رکھے اس (نماز) کو اللہ تعالیٰ اور ہمیشہ رکھے اور بنا مجھے کو نماز کے نیک لوگوں میں سے) کہے ۔ موذن، مقیم، سامع اور مستمع (اور ارادتاً سننے والا) کے لئے سنت ہے کہ اذان اور اقامت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے اور دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ سَیِّدَنَا مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ ۔ (اے اللہ اور اے رب اس دعوتِ تامہ اور صلاۃ قائمہ کے دے تو ہمارے سردار محمدؐ کو وسیلہ (اللہ اور بندے کے درمیان واسطہ بننا) بزرگی اور بلند مرتبہ اور بھیج انہیں مقامِ محمود کو جس کا تو نے وعدہ کیا ہے) نماز کے علاوہ دوسرے بعض موقعوں پر بھی اذان سنت ہے ۔ اس شخص کے کان میں اذان کہنا جو غیر معمولی مغموم یا غصے میں ہو ۔ دو فوجوں کے لڑائی میں تصادم کے

وقت ۔ نومولود کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت ۔

سُنن بصلاۃ ۔ نماز میں داخل ہونے کے بعد اور نماز کی حالت میں دو سُنّتیں ہیں جن کو **ابعاض** بھی کہتے ہیں اور جن کے ترک ہونے پر سجودِ سہو کے لئے حکم ہے ۔ **تشہُّدِ اوّل** دو سے زیادہ رکعتوں والی نماز میں پہلی دو رکعتوں کے بعد اَلتَّحِیَّاتُ الْمُبَارَکَاتُ سے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تک ۔ تشہدِ اوّل میں آل پر صلوٰۃ سُنّت نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے ۔ **قنوت** ۔

قنوت کے معنی دعا کے ہیں اور شرع میں ذکرِ مخصوص کو قنوت کہتے ہیں ۔ دعائے قنوت نمازِ فجر کی دوسری رکعت اور ماہِ رمضان کے نصفِ آخر میں وتر کی آخری رکعت کے اعتدال میں پڑھنا سُنّت ہے ۔ دعائے قنوت یہ ہے ۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ[۵۱] ۵۱ اھدنا

فِیْ مَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ[۵۲] فِیْ مَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ[۵۳] فِیْ مَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِكْ لِیْ[۵۴] فِیْمَا ۵۲ عافنا ۵۳ تولنا

اے اللہ ہدایت کر مجھ کو ان کے ساتھ جن کو تو نے ہدایت دی ۔ اور عافیت دے مجھ کو ان کے ساتھ جن کو تو نے عافیت دی اور دوست رکھ مجھ کو ان کے ساتھ جن کو تو نے

۵۴ لنا

اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ[۵۵] شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْكَ وَاِنَّهٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ ۵۵ قنا

دوست رکھا ہے ۔ برکت دے نیکی میں جو تو نے دی ہے ۔ اور بچا مجھ کو برائی سے اس چیز کی جس کو تو نے مقرر کیا ہے ۔ پس تحقیق کہ تو حکم دیتا ہے اور تجھ پر کسی کا حکم

وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰی مَا قَضَیْتَ اَسْتَغْفِرُكَ[۵۶] وَ ۵۶ نستغفرك

نہیں چلتا ۔ اور تحقیق کہ وہ شخص ذلیل نہیں ہوتا جس کو تو نے دوست رکھا ۔ اور وہ عزت نہیں پاتا جس سے تو نے دشمنی کی ۔ تو برکت والا ہے اے ہمارے رب

اَتُوْبُ[۵۷] اِلَیْكَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ ۔ جماعت میں امام جمع ۵۷ نتوب

اور بلند مرتبہ ہے تیرا ۔ پس تیرا ہی شکر ہے اس پر جو تو نے مقرر کیا میں بخشش چاہتا ہوں تجھ سے اور توبہ کرتا ہوں تیری طرف ۔ اے اللہ درود بھیج ہمارے سردار محمد اور ان کی آل اور

صیغے جو حاشیہ پر لکھے گئے ہیں پڑھے ۔ امام قنوت جہر سے پڑھے اگرچہ نماز سرّی ہو اور ماموم دعا میں جہر سے آمین کہے اور ثنا میں شرکت کرے اسرار سے ۔ قنوت پڑھنے کے وقت دونوں ہاتھ اُٹھائے ۔ ختمِ دعا پر نماز میں مُنہ پر ہاتھوں کا پھیرنا سُنّت نہیں ہے بلکہ اس کا ترک اولیٰ ہے ۔ البتہ خارج از نماز چہرے پر ہاتھوں کا پھیرنا سُنّت ہے ۔ قنوت کے لئے مقرّرہ الفاظ کا پڑھنا ضروری نہیں ہے ۔ اگر کوئی آیت یا عبارت جو دعائیہ ہو درود کے ساتھ پڑھی جائے تو کافی ہے ۔ آیت کی مثال یہ ہے ۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

اے ہمارے پروردگار بخش دے ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو جو ایمان میں ہم سے سبقت کئے ہیں اور نہ رکھ ہمارے قلوب میں کینہ اُن لوگوں کی نسبت جو ایمان

رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ؕ

لائے ہیں اے پروردگار ہمارے تو بڑی نرمی کرنیوالا اور بڑا رحم کرنیوالا ہے ۔

ہیئاتِ صلاۃ ۔ وہ سُنّتیں جو ابعاض نہیں ہیں اور جن کے ترک ہونے پر سجودِ سہو کی ضرورت نہیں ہے پندرہ[۱] ہیں ۔

رفعِ یدین[۱] یعنی دونوں ہاتھوں کا کندھوں تک اُٹھانا تکبیرِ تحریمہ کے وقت اور رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع و تشہدِ اوّل کے بعد اُٹھتے ہوئے داہنے[۲] ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کے پنجے کی پُشت پر سینے کے نیچے اور ناف کے اوپر اس طرح رکھنا کہ داہنے پنجے

سے بائیں ہاتھ کے پہنچے اور کلائی کے کچھ حصّے کو پکڑے۔ اَلتَّوَجُّهُ یا دعائے اِسْتِفْتَاح یا اِفْتِتَاح تکبیرِ تحریمہ
کے بعد پڑھے۔ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا اَنَا
میں نے پھیر لیا اپنے رُخ کو اُس ذات کی طرف جس نے بنایا آسمانوں اور زمین کو (سب سے) ایک سو ہو کر اور اسلام لا کر اور میں شرک
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
کرنیوالوں میں نہیں ہوں۔ تحقیق کہ میری نماز میری عبادت میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لئے ہے جو پروردگار ہے تمام دنیا والوں کا۔ کوئی اس کا شریک
وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۔ دعائے اِفتتاح' فرض اور نفل میں مُنفرد, امام اور ماموم کے
نہیں ہے۔ مجھ کو یہی حکم دیا گیا ہے اور میں اسلام لانے والوں میں سے ہوں۔
لئے سُنّت ہے۔ دعائے اِفتتاح کے اِستحباب کے لئے پانچ شرایط ہیں۔ ۱۔ نماز نمازِ جنازہ نہ ہو۔ ۲۔ وقت کے فوت ہونے کا
خوف نہ ہو۔ ۳۔ ماموم کو سورۂ فاتحہ کے فوت ہونے کا خوف نہ ہو۔ ۴۔ امام کو غیرِ قیام کی حالت میں نہ پایا ہو۔ ۵۔ تعوّذ
اور قراءت شروع نہ کی ہو۔ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ کے عوض کوئی دوسری دعا جو افتتاح کے بارے میں وارد ہوئی پڑھی
جا سکتی ہے جیسا کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اِسْتِعَاذَہ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ
پاک ہے اللہ تمام تعریف ہے اللہ کے لئے اور نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور اللہ بزرگ ہے۔
مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ' اَلتَّوَجُّه کے بعد' اسرار کے ساتھ پڑھے نماز جہری کیوں نہ ہو۔ جَہر سے سورۂ فاتحہ اور قراءتِ
میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں پھٹکارے ہوئے شیطان سے
سورۂ دیگر معہ تسمیہ' امام اور منفرد کے لئے' فجر' مغرب' اور عشار کی پہلی دو فرض رکعتوں میں' اور جمعہ' عیدین' اِستسقاء' خسوف
قمر اور طواف کی دونوں رکعتوں اور تراویح اور وتر رمضان میں پڑھے۔ ماموم کے لئے اسرار سے پڑھنا سُنّت ہے۔ عورت کے لئے
بھی اجنبی مرد کی موجودگی میں اسرار سُنّت ہے۔ فرض نماز فوت شدہ' دن کے وقت اسرار سے اور رات کے وقت جہر سے پڑھے
بلالحاظ اس کے کہ اصلِ نماز جہری تھی یا سرّی۔ مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں جہر ترک ہو جائے تو بقیّہ میں جہر سے تدارک
نہ کرے اس لئے کہ ان میں اسرار سُنّت ہے۔ البتہ پہلی دو رکعتوں میں ضمِّ سورہ ترک ہو جائے تو بقیّہ میں اس کا تدارک کرے اور
ضمِّ سورہ کرے۔ جہری نماز میں ماموم امام کے تابع اسرار سے پڑھے اور امام کے سلام کے بعد ماموم منفرد ہو جائیگا اور جس رکعت کی
تکمیل کرنی ہے وہ جہری ہے تو جہر سے پڑھے گا۔ جہر اس قدر آواز کو کہتے ہیں جس کو خود کے سُننے کے علاوہ قریب کا شخص بھی سُنے۔
اِسرار آہستہ سے بقیّہ جملہ سُنّت نمازیں راتبہ (نماز کے ساتھ کے) اور ظہر عصر اور عشاء کی آخری دو رکعتیں اور مغرب کی آخری
ایک رکعت' اور کسوفِ شمس اور دن کے نوافل پڑھے۔ رات کے مطلق نوافل متوسط آواز میں پڑھے۔ اسرار اس قدر
آواز کو کہتے ہیں جس کو صرف خود سُن سکے۔ محض زبان کا ہلانا' بغیر آواز کے پیدا ہونے کے کافی نہیں ہے۔ تامین۔ آواز
سے آمین کہنا سورۂ فاتحہ کے بعد' نماز میں یا غیرِ نماز میں' قاری اور سامع کے لئے سُنّت ہے لیکن نماز میں تاکید ہے۔

ماموم بھی امام کے ساتھ جہر سے آمین کہے ۔ **قرأتِ سورہ** ۔ بعد سورۂ فاتحہ ، امام اور منفرد کے لئے ، فجر اور جمعہ کی دونوں رکعتوں اور ظہر عصر مغرب اور عشار کی پہلی دو رکعتوں میں سنّت ہے ۔ قرأت سورہ میں قرآن کا کوئی ایک حصہ پڑھنا اصل ہے اور اس کی اقل مقدار تین آیتیں ہیں یا ایک بڑی آیت جیسے آیۃ الکرسی ۔ دوسری رکعت کے مقابلہ میں پہلی رکعت میں قرأت میں تطویل مستحب ہے ۔ اور مسنون ہے کہ پہلی اور دوسری رکعت میں سورتیں قرآن کی ترتیب کے لحاظ سے پڑھے ۔ سنّت ہے فجر میں طوالِ مفصّل ، ظہر میں اس کے قریب کی سورتیں ، عصر اور عشار میں اوساطِ مفصّل ، مغرب میں قصارِ مفصّل کی سورتیں پڑھے ۔ طوالِ مفصّل حجرات سے بروج تک ، اور اوساطِ مفصّل بروج سے لم یکن تک اور قصار لم یکن سے آخر تک کی سورتوں کو کہتے ہیں ۔ طوالِ مفصّل کا استحباب صرف منفرد کے لئے ہے ۔ قرأتِ سورہ کا ترک مکروہ ہے ۔ جہری نماز میں امام سورۂ فاتحہ کے بعد اتنا سکوت کرے کہ ماموم یعنی مقتدی سورۂ فاتحہ پڑھ سکے ۔ ماموم کے لئے قرأتِ سورہ سنّت نہیں ہے اور نہ امام کے فاتحہ کے ساتھ ماموم فاتحہ پڑھے سوائے اس کے کہ بعض فاتحہ کے فوت ہونے کا خوف ہو یا امام کی قرأتِ فاتحہ کی آواز سنائی نہ دیتی ہو ۔ پہلی دو رکعتوں کے بعد ماموم امام کے ساتھ شریک ہو اور امام کے سلام کے بعد وہ دو رکعتیں ادا کرے تو اس میں ضمِّ سورہ اس صورت میں کرے جب کہ امام کے ساتھ پڑھی ہوئی رکعتوں میں ضمِّ سورہ نہ کیا ہو ۔ ضمِّ سورہ اگر کسی رکعت میں فوت ہو تو دوسری رکعت میں ضمِّ سورہ کرے ۔ **تکبیر انتقالی** ۔ رکوع اور سجود کے لئے جھکتے اور سجود اور تشہدِ اوّل سے اٹھتے وقت اَللّٰہُ اَکْبَر کہے ۔ تکبیرِ انتقالی کو دوسرے رکن تک کھینچنا سنّت ہے ۔ تکبیرِ تحریمہ میں سرعت (جلدی) مستحب ہے ۔ امام تکبیروں کو جہر سے کہے ۔ **تسمیع** یعنی سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ (سنا اللہ نے اس کی جس نے اس کی تعریف کی) رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور **تحمید** یعنی رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ (اے ہمارے پروردگار تیرے لئے تعریف ہے ۔ اور تو ہی تعریف کے لائق ہے) کھڑے ہونے پر کہے امام ہو یا ماموم یا منفرد ۔ امام تسمیع جہر سے اور تحمید اسرار سے کہے اور ماموم اور منفرد تسمیع اور تحمید دونوں اسرار سے کہے ۔ **تسبیح** ۔ رکوع میں اقلّ تسبیح سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ (میں پاکی بیان کرتا ہوں میرے بزرگ و برتر پروردگار کی) ایک مرتبہ اور ادنیٰ کمال تین مرتبہ اور اکمل گیارہ مرتبہ لیکن تین سے زیادہ مرتبہ تسبیح پڑھنا صرف منفرد کے لئے مستحب ہے یا اس امام کے لئے جو محصورین کو نماز پڑھا رہا ہو ۔ سجود میں اقلّ تسبیح سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی (میں پاکی بیان کرتا ہوں میرے اعلیٰ مرتبہ پروردگار کی) ایک مرتبہ اور ادنیٰ کمال تین مرتبہ اور اکمل گیارہ مرتبہ ہے لیکن تین سے زیادہ مرتبہ کا استحباب اسی شرط پر ہے جو رکوع میں ہے ۔ دونوں ہاتھ تشہد کے لئے بیٹھتے وقت رانوں پر رکھنا ۔ بایاں ہاتھ اس طرح کھلا ہوا ہو کہ انگلیوں کے سر گھٹنوں کے پاس ہوں ۔ داہنے ہاتھ کی انگلیاں بندھی ہوں گی سوائے کلمے کی انگلی کے جو کھلی ہوگی ۔ اس کلمے کی انگلی کو اٹھا کر بطورِ شہادت اشارہ کرے تشہد میں

اِلاَّ اللہُ کہتے وقت اور اسی طرح اُٹھائی ہوئی رکھے تشہّدِ اوّل میں دوبارہ قیام تک اور تشہّدِ آخر میں سلام تک اِفتراش[۱۳] جملہ نشستوں میں یعنی اِستراحت[۱۵] کے جلوس میں، دو سجدوں کے درمیان کے جلوس میں اور تشہّدِ اوّل کے جلوس میں۔ افتراش بائیں ٹخنے پر اِس طرح بیٹھنے کو کہتے ہیں کہ ٹخنے کی پُشت زمین پر ہو اور داہنا پاؤں اس طرح رکھے کہ انگلیوں کے کنارے زمین پر قبلہ رُخ ہوں۔ تَوَرُّک[۱۴] آخری نشست یعنی تشہّدِ آخر کی نشست میں۔ اس کی شکل یہہ ہے کہ افتراش کی ہَیئت سے تجاوز کرکے بایاں پاؤں دائیں جانب نکالے اور وَرِک چوتڑ سُرین زمین پر رکھے۔ لیکن مَسبوق جس کو نماز کا تکملہ کرنا ہو اور ساہی (جبکہ جماعت میں دیر سے شرکت کی ہو۔) (جس کو نماز میں سہو ہوئی ہو۔) جس کو سجودِ سہو کرنا ہو افتراش کی ہیئت میں بیٹھیں نہ کہ تورّک کی۔ تسلیم[۱۵] دو ہیں۔ پہلا سلام ارکان میں داخل ہے اور ارکان میں اُس کا ذکر ہو چکا ہے۔ یہہ دوسرا سلام سُنّت ہے۔

اختلافِ ہَیآت۔ مرد اور عورت میں بلحاظ ہَیآت وصفاتِ ہَیآت پانچ[۱۶] چیزوں میں اختلاف ہے۔ مَرد رکوع اور سجود میں اپنی دونوں کہنیاں اپنے پہلوؤں سے اور پیٹ رانوں سے جُدا رکھے۔ جَہر سے پڑھے جہر کے موقع پر۔ جہر اتنی آواز کو کہتے ہیں جس کو خود کے علاوہ قریب کا شخص سُنے۔ تسبیح یعنے سُبحَانَ اللہِ کہے جب کہ اثنائے نماز میں کوئی کام پیش آئے۔ تسبیح ذکر کے ارادے سے کہے یا ذکر کے ساتھ اطلاع کی نیّت بھی شامل کرے یا مُطلق چھوڑ دے۔ لیکن محض اطلاع کی نیّت سے تسبیح کہے تو نماز باطل ہوگی۔ کام کی نوعیت کے لحاظ سے تسبیح یا تالی کی نسبت احکام ہیں۔ مباح ہے جب کہ گھر میں داخل ہونے کے لئے کوئی شخص اجازت چاہے۔ مندوب ہے امام کو سہو سے آگاہ کرنے کے لئے۔ واجب ہے جب کہ غافل ہلاکت کے خطر میں ہو۔ حرام ہے جب کہ معصیت کے لئے ہو۔ مکروہ ہے جب کہ فعلِ مکروہ کی نسبت آگاہ کرنا ہو۔ اُس حصّۂ بدن کا سَتر ڈھانپنا جو ناف اور گھٹنے کے درمیان ہے۔ ناف اور گھٹنا اِس سے خارج ہیں۔ مرد یا عورت کے لائقِ سَتر حصّۂ بدن کو اصطلاحِ شرع میں عورت کہتے ہیں۔ عورت کا عمل اِن پانچوں چیزوں میں علٰحدہ ہے۔ عورت رکوع اور سجود میں کہنیوں کو پہلوؤں سے اور پیٹ کو رانوں سے مِلائے۔ آواز کو اجنبی مرد کی موجودگی میں پست کرے ورنہ جَہر کے موقع پر جَہر سے پڑھے۔ تالی بجائے جب کہ کوئی کام اثنائے نماز میں پیش آئے۔ داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پُشت پر مارے۔ اگر دونوں ہاتھ کی ہتھیلیاں کھیل کے طور پر مارے تو نماز باطل ہوگی۔ عورت اپنا سارا بدن سوائے چہرے اور ہاتھوں کے پہنچوں کے نماز میں ڈھانپے۔

مُبطِلاتِ صلات نماز کو توڑنے والے اُمور گیارہ[۱۷] ہیں۔ عمداً[۱۸] ایسی بات کرنا جیسی آدمیوں کے درمیان ہوتی ہو، خواہ اُس کا تعلق مصلحتِ نماز سے ہو یا نہ ہو۔ مصلحتِ نماز کی مثال یہہ ہے کہ امام ایک زائد رکعت کے لئے کھڑا ہوا اور اُس کو کہنا کہ

"نہ کھڑے ہو یا بیٹھ جاؤ" نماز کو باطل کرے گا۔ فعلِ کثیر یعنی زیادتیِ عمل چاہے عمداً یا سہواً۔ کوئی عمل مسلسل زیادہ کرنا جیسے تین قدم چلنا۔ لیکن عملِ قلیل نماز کو باطل نہیں کرتا۔ حدثِ اکبر یا اصغر کا واقع ہونا۔ ایسی نجاست کا لگ جانا جو معاف نہیں ہے۔ اگر کپڑے پر خشک نجاست پڑے تو فوراً کپڑے کو پھینک دیا جائے، نماز نہ ٹوٹیگی۔ انکشافِ عورت، جس حصۂ بدن کا ستر لازم ہے اُس کا کھلا رکھنا۔ اگر ہوا کی وجہ سے ستر کھل جائے تو فوراً درست کر دیا جائے، نماز باطل نہ ہوگی۔ تبدیلِ نیت یعنی نماز سے خروج کا ارادہ کرنا۔ استدبارِ قبلہ یعنی قبلہ کی طرف پشت کرنا۔ کھانا، اور پینا، تھوڑا یا بہت۔ ہنسنا آواز کے ساتھ اس قدر کہ دو حرف یا دو سے زیادہ کی مقدار متصور ہو۔ ردت، نعوذ باللہ، ایسی بات کہنا یا ایسا کام کرنا جس سے اسلام سے انحراف متصور ہو

رکعاتِ صلاۃ۔ فرض نمازوں کی رکعتیں، دن اور رات میں، بحالتِ قیام سوائے جمعہ کے روز کے، سترہ ہیں اور جمعہ کے روز پندرہ۔ فجر میں دو۔ ظہر میں چار (جمعہ میں دو) عصر میں چار، مغرب میں تین اور عشاء میں چار ہیں۔ سفر میں قصر کرے تو گیارہ ہیں۔ فجر ظہر عصر اور عشاء کے دو دو اور مغرب کے حسبِ معمول تین رکعت ہیں۔ ان میں چونتیس سجدے چوالیس تکبیریں، نو تشہد، دس سلام، اور ایک سو تریسٹھ تسبیحیں ہیں۔ نماز میں جملہ ارکان ایک سو چھتیس ہیں۔ فجر میں تیس، مغرب میں بیالیس ظہر عصر اور عشاء میں چوّن چوّن۔

صلاۃِ مریض۔ نمازِ فرض میں قیام سے عاجز ہو اور مشقت محسوس کرے تو بیٹھ کر جس ہیئت میں چاہے نماز پڑھے۔ لیکن افتراش کی ہیئت تربّع سے افضل ہے۔ تربّع چار زانو، یعنی دونوں رانیں اور دونوں پنڈلیاں چاروں کو ملا کر بیٹھنے کو کہتے ہیں۔ یہی حکم فائتہ یعنی فوت شدہ نماز کی قضاء کی نسبت ہے۔ لیکن نفل اس سے خارج ہے۔ اس لئے کہ نفل میں باوجود قدرت بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ بیٹھنے سے عاجز ہو تو کروٹ لیٹ کر نماز پڑھے اور لیٹنے میں داہنی کروٹ افضل ہے۔ کروٹ سے عاجز ہو تو چت لیٹے اور پاؤں قبلہ کی طرف کرے۔ اگر ان سب سے عاجز ہو تو دل سے نیت کرے اور پلکوں سے اشارہ کرے۔ واجب ہے کہ سر کے نیچے کوئی چیز رکھ کر قبلہ کی طرف منہ کرے اور رکوع اور سجود کے لئے سر سے اشارہ کرے۔ اگر سر سے اشارہ نہ کر سکے تو پلکوں سے اشارہ کرے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اپنے دل میں نماز کے ارکان جاری کرے۔ بہرحال جب تک کہ عقل قائم ہے نماز کو ترک نہ کرے۔ عذر کی وجہ سے جو نماز اس طرح پڑھی جائے اُس کی قضا نہیں ہے اور نہ اُس کے ثواب میں کوئی کمی ہے۔

متروکاتِ صلاۃ۔ نماز سے جو امور ترک ہو جاتے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔ فرض جس کو رکن کہتے ہیں۔ سنتِ بعض۔

سُنّت عام ہے اور اِس کی دو قسمیں ہیں بعض اور ہیئت اور یہاں سُنّتِ بعض مقصود ہے۔ ہیئت وہ سُنّت جو بعض کے سوا ہی۔ فرض[۱] کی تکمیل سجودِ سہو سے نہیں ہو سکتی بلکہ جب یاد آجائے اور حالتِ نماز میں ہو تو اس کو ادا کرے اور بقیہ نماز کو پوری کرے۔ اگر سلام کے بعد اور زمانہ قریب میں یاد آئے تو اُس کو ادا کرے اور اُس کو بنا قرار دیکر بقیہ نماز کو پوری کرے اور سجودِ سہو کرے۔ اگر سجودِ سہو ترک ہوجائے تو نماز باطل نہیں ہوتی اس لئے کہ سجودِ سہو سُنّت ہیں، واجب نہیں ہیں۔ سُنّت[۲] ترک ہوجائے اور فرض کی ادائی میں مصروف ہوجائے تو عود نہ کرے اس لئے کہ فرض میں مصروف ہوجانے کے بعد سُنّت کی طرف عود کرنا حرام ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ تشہدِ اوّل ترک ہوجائے اور قیام کی حالت میں آنے کے بعد یاد آئے تو تشہد کی طرف عود (پلٹنا) نہ کرے۔ بھول کر یا عدمِ واقفیت کی بنا پر عود کرے تو نماز باطل نہیں ہوتی۔ اگر ماموم ہو تو امام کی اتّباع (پیروی) اُس پر واجب ہے۔ لیکن ان جملہ صورتوں میں سجودِ سہو کرے۔ یہاں سُنّت سے مُراد چار ابعاض ہیں۔ تشہدِ اوّل۔ قنوت[۳]، فجر میں اور نصفِ آخرِ رمضان کے آخر وتر میں۔ اگر امام حنفی کی اتّباع میں قنوت کو ترک کرے تو بھی سجودِ سہو کرے۔ درود حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تشہدِ اوّل میں اور درود و آلِ نبیؐ پر تشہدِ آخر میں۔ ہیئت یعنی تسبیحات، تکبیراتِ انتقالی، دعائے افتتاح، تعوّذ اور قراءتِ سورہ وغیرہ کے ترک ہونے پر عود نہ کرے اور نہ سجودِ سہو کرے، عمداً ترک کیا ہو یا سہواً، امام ہو یا ماموم یا منفرد۔ پڑھی ہوئی رکعتوں کی تعداد میں شک ہو کہ تین رکعتیں پڑھیں یا چار، تو یقین پر عمل کرے، جو کم تعداد ہے یعنی تین رکعتوں پر عمل کرکے مزید ایک رکعت پڑھے اور سجودِ سہو کرے۔ ظنِ غالب، اس بارے میں کہ چار رکعتیں پڑھی گئی ہیں، کوئی فائدہ نہ دے گا۔ کسی دوسرے کے قول پر سوائے تواتر[۴] کے عمل نہ کرے۔

سجودِ سہو سُنّت ہیں، واجب نہیں ہیں۔ اس لئے سجودِ سہو کے ترک ہونے پر نماز باطل نہیں ہوتی۔ امام اگر سجودِ سہو کرے تو ماموم پر سجودِ سہو واجب ہوجاتے ہیں۔ سجودِ سہو کی تعداد صرف دو ہے تعددِ اسباب کے باوجود۔ یعنی سہو کتنے ہی مرتبہ کیوں نہ ہوئی ہو سہو کے سجدے صرف دو ہوں گے۔ سجودِ سہو کی جگہ نماز کے آخر میں، لیکن سلام سے قبل ہے۔ سجودِ سہو کو بھول کر سلام کرلے اور زمانہ زیادہ نہ گزرا ہو تو اختیار ہے کہ سجودِ سہو کرے یا نہ کرے۔

تسبیح سجودِ سہو۔ سُبْحَانَ مَنْ لَا يَنَامُ وَلَا يَسْهُوْ۔
(پاک ہے اللہ تعالیٰ جو نہ سوتا ہے اور نہ بھولتا ہے)

اسبابِ سجودِ سہو۔ تفصیلِ بالا کا خلاصہ یہ ہے کہ پانچ اسباب کی بنا پر سجودِ سہو کئے جاتے ہیں۔ جب کسی سُنّتِ بعض کے ترک ہونے کا یقین ہو۔ جب کسی خاص سُنّتِ بعض کے ترک ہونے کے متعلق شک ہو۔ جب کسی فعلِ منہی عنہ (جس سے منع کیا گیا ہو) کے سہواً عمل میں آنیکا

[۴] تواتر: اتنی بڑی جماعت کا بیان جس کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو۔

یقین ہو۔ جب کسی فعلِ منہی عنہ کے، شک کے ساتھ، زیادتی کا احتمال ہو۔ کوئی مطلوب قولی غیرِ محل پر عمل میں آئے۔

سجدۂ تلاوت۔ چودہ۱۴ آیتوں پر سجدہ کرنا سنت ہے۔ ہر آیت کے لئے ایک سجدہ ہے (جس چیز کے پڑھنے کے لئے علم زیادہ ہے) اور سجدہ آخرِ آیت کے سوائے جائز نہیں ہے۔ اُن سورتوں کی تعداد جن میں سجدے کی آیتیں واقع ہوئی ہیں تیرہ۱۳ ہیں۔ اَلْاَعْرَافُ۔ اَلرَّعْدُ اَلنَّحْلُ، بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ، مَرْیَمُ، اَلْحَجُّ، اَلْفُرْقَانُ، اَلنَّمْلُ، الٓمٓ تَنْزِیْلُ، حٰمٓ اَلْمُفَصَّلُ، اَلنَّجْمُ اَلْاِنْشِقَاقُ، اَلْعَلَقُ، ان میں سے سورۂ اَلنَّحْلُ میں اس آیت پر جو یُؤْمَرُوْنَ پر ختم ہوتی ہے، اَلنَّمْلُ میں اَلْعَظِیْمِ پر، حٰمٓ اَلْمُفَصَّلُ میں اَلسَّجْدَۃُ یَسْاَمُوْنَ پر، اَلْاِنْشِقَاقُ میں یَسْجُدُوْنَ پر، اور سورۂ اَلْحَجُّ میں دو آیتوں پر اور بقیہ سورتوں میں، ہر ایک میں ایک آیت پر سجدہ مسنون ہے۔ سورۂ صٓ میں آیت وَاَنَابَ پر بھی سجدہ ہے مگر یہ سجدۂ شکر ہے جو بیرونِ نماز سنت ہے۔ نماز میں اس پر سجدہ جائز نہیں ہے۔ سجدہ سنت ہے قاری، مستمع، یعنی قصداً سننے والے اور سامع کے لئے اور مستمع کے لئے تاکید بھی ہے۔ مُصَلّی (نماز پڑھنے والا) سجدہ نہ کرے گا کسی دوسرے شخص کی قرأت پر ورنہ نماز باطل ہوگی۔ ماموم سجدہ کریگا امام کی اتباع (پیروی) میں اگرچہ امام کی قرأت نہ سُن سکے۔ وقتِ کراہت میں سجدہ حرام ہے۔ سجدۂ تلاوت کے شرایط وہی ہیں جو نماز کے لئے مقرر ہیں۔ طہارت، استقبالِ قبلہ، اور سترِ عورت۔ بیرونِ نماز سجدہ کے لئے نیت، تکبیرِ احرام اور سلام واجب ہے۔ تکبیرِ انتقالی سجدے میں جاتے ہوئے اور سجدے سے اُٹھتے ہوئے کہے۔ اثنائے نماز میں سجدۂ تلاوت کے لئے صرف تکبیر بغیر نیت کے سجدے میں جاتے ہوئے اور سجدے سے اُٹھتے ہوئے کہے، رفع یدین اور استراحت[۱] نہ کرے۔

دعائے سجدہ سَجَدَ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ۔
(میرا چہرہ جھکا اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے اس کو پیدا کیا، اسکی صورت بنائی اور اسکی سماعت اور بصارت کھول دی)

سجدۂ شکر سنت ہے بیرونِ نماز کسی نعمتِ مال اور رتبہ کے حاصل ہونے پر یا ان امور کے سلب یا تلف ہونے یا فرزند کے تولد ہونے یا دشمن پر فتح پانے یا مریض کے شفا پانے پر۔ سجدۂ شکر کیفیات اور شرایط میں ویسا ہی ہے جیسا کہ سجدۂ تلاوت بیرونِ نماز۔ سجدۂ شکر غیرِ نماز کی حالت میں آیت صٓ پر سنت ہے۔

تنبیہ۔ بغیر سبب کے، صرف تقرب اِلَی اللہِ کے خیال سے سجدہ کرنا حرام ہے (ابنِ حجر ہیتمی)

اوقاتِ مکروہ۔ پانچ۵ اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے سوائے ایسی نماز کے جو کسی سبب متقدم (آگے گذرا ہوا سبب) پر مبنی ہو جیسے فائتہ یعنی فوت شدہ نماز، یا سبب متقارن (ایک ساتھ واقع ہونے والا سبب) پر جیسے نمازِ کسوف و استسقاء۔ نمازِ فجر کے بعد سے سورج کے طلوع تک۔ سورج کے

[۱] دو سجدوں کے درمیان کی نشست

طلوع ہوتے وقت یہاں تک کہ پورا طلوع ہو جائے اور ایک نیزہ برابر بلند ہو۔ سورج[۳] استوا یعنی وسطِ آسمان پر ہو یہاں تک کہ وسطِ آسمان سے ڈھل جائے۔ جمعہ کا روز اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ سورج کے استوا پر ہونے کے باوجود نمازِ جمعہ کے پڑھنے میں کراہت نہیں ہے۔ نماز[۴] عصر کے بعد سے سورج کے غروب ہونے تک۔ سورج[۵] کے عین غروب ہوتے وقت، یہاں تک کہ پورے طور پر غروب ہو جائے۔ دوسری تیسری اور پانچویں کراہت کی صورتوں کا تعلق زمانہ سے ہے کہ ان اوقات میں مطلقاً نماز مکروہ ہے اور پہلی اور چوتھی صورتوں کا تعلق فعل نماز سے ہے کہ فجر اور عصر کی فرض نمازوں کے پڑھ چکنے کے بعد کسی دوسری نماز کا پڑھنا وقتِ کراہت گزرنے سے قبل مکروہ ہے۔

جماعت

حکم۔ فرض نمازوں کی پہلی[۱] رکعت میں جماعت، مرد کے لئے، فرضِ کفایہ ہے اور بقولِ نووی یہی اصح ہے۔ ابوشجاع اور رافعی نے جماعت کو سنّت مؤکدہ قرار دیا ہے۔ اگر ماموم امام کے ساتھ جماعت میں، رکوع میں بحالتِ طمانینت، شریک رہا تو رکعت مل جائیگی۔ اور اگر اس قدر تاخیر سے شریک ہو کہ رکعت نہ ملے لیکن ابھی پہلا اسلام نہ ہوا ہو تو صرف جماعت اس کو ملے گی۔ لیکن نمازِ جمعہ کی پہلی رکعت میں جماعت فرضِ عین ہے اور نمازِ جمعہ حاصل نہیں ہوتی جب تک کہ کم از کم ایک رکعت امام کے ساتھ نہ ملے۔ اگر دوسری رکعت کی طمانینت[۲] کے بعد شریک ہو تو جمعہ کی نیّت کرے مگر فرضِ ظہر کی تکمیل کرے۔ عیدین کسوفین اور تراویح ایسی سنّت نمازیں ہیں جن کو جماعت کے ساتھ پڑھنا سنّت ہے۔

نیّت۔ ماموم پر واجب ہے کہ مَامُومًا یا مُقْتَدِیًا بِهٰذَا الْاِمَام کہے اور امام کے تابع ہو کر نماز پڑھنے کی نیّت کرے۔ امام کے نام کا تعین کرنا واجب نہیں ہے۔ واقعی طور پر امام کی اقتدا کافی ہے اگرچہ کہ اس کو نہ جانتا ہو۔ اگر امام کے نام کا تعین کرے اور غلط نام کہے تو نماز باطل ہوگی۔ امام کے لئے امامت کی نیّت صرف نمازِ جمعہ میں واجب ہے۔ دوسری نمازوں میں، واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ اگر امام نیّت نہ کرے تو صرف امام کو جماعت کی فضیلت حاصل نہ ہوگی۔

اقتداء۔ جائز ہے کہ آزاد[۳] شخص غلام کے پیچھے اور بالغ ممیّز کے پیچھے نماز پڑھے۔ غیر ممیّز لڑکے کی اقتدا صحیح نہیں ہے مرد کے لئے عورت کی اقتدا اور قاری کے لئے اُمّی کی اقتدا صحیح نہیں۔ ماموم[۴] کی اقتدا کوئی نہیں کر سکتا۔ ممیّز، وہ لڑکا جو سنِ بلوغ کے قریب پہنچا ہو اور جس میں قوّتِ تمیزی پیدا ہو چکی ہو۔ قاری، وہ شخص جو قرآن صحتِ مخارج و صفات کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔ اُمّی، وہ شخص جو سورہ فاتحہ تک صحت کے ساتھ نہ پڑھ سکے۔

[۱] بحوالہ شیخ بیجوری

[۲] بحوالہ فضل

[۳] بحوالہ فضل

مَقام ۔ ماموم امام کے تابع مسجد میں جہاں چاہے نماز پڑھ سکتا ہے ۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ماموم امام کی نماز سے باخبر ہو یعنی امام کو یا بعض صف کو دیکھتا ہو اور امام سے آگے نہ ہو ۔ امام سے آگے ہونے یا نہ ہونے کا تعین پُشت اور پہلو سے ہوگا ۔ اگر ماموم امام کے آگے ہو تو ماموم کی نماز نہ ہوگی ۔ برابر ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن مندوب یہ ہے کہ ذرا پیچھے رہے اور اس طرح پیچھے رہنے سے مُنفرد نہیں ہوتا اور نہ جماعت کی فضیلت کو کھوتا ہے ۔ جائز ہے کہ امام مسجد میں ہو اور ماموم بیرونِ مسجد بشرطیکہ امام سے قریب یعنی تین سو ہاتھ کے فاصلہ کے اندر ہو اور امام کی نماز سے باخبر ہو اور کوئی چیز درمیان میں حایل نہ ہو ۔ فاصلہ کا شمار مسجد کے آخری حصّے سے ہوگا ۔ اگر جماعت کی نماز مسجد میں نہ ہو تو دو صورتیں ہیں ۔ کھلا مقام ہو یا کوئی عمارت ہو بشرطیکہ تین سو ہاتھ سے زیادہ فصل امام اور ماموم کے درمیان نہ ہو اور اِن دونوں کے درمیان کوئی چیز حایل نہ ہو ۔

قصر

قصر کے معنی کم کرنے اور چھوٹا کرنے کے ہیں اور شرع میں چار رکعتوں والی فرض نمازیں دو رکعت پڑھنے کو قصر کہتے ہیں ۔

حُکم ۔ مسافر کے لئے ابتدائے سفر سے چار رکعت والی فرض نمازوں میں قصر کرنا جائز ہے جب کہ مسافت دو منزل یعنی ۴۸ میل ہو لیکن اتمام میں فضیلت ہے ۔ اگر مسافت تین منزل یعنی ۷۲ میل ہو تو قصر میں فضیلت ہے ۔ اگر قصر میں کراہت محسوس کی جائے تو اتمام ہی افضل ہے ۔ تین اور دو رکعت والی فرض نمازوں میں اور نفل اور منذورہ نمازوں میں قصر نہیں ہے ۔

شرایطِ قصر پانچ ہیں ۔ سفرِ معصیت (گناہ) نہ ہو ۔ اس کی تین صورتیں ہیں ۔ سفر واجب ہو جیسا کہ قرض کی ادائی کے لئے یا مندوب ہو جیسا کہ رشتہ داروں پر احسان کرنے کے لئے ۔ مباح ہو جیسا کہ تجارت کے لئے ۔ اگر سفر معصیت (گناہ) ہو جیسا کہ رہزنی وغیرہ کے لئے تو قصر جائز نہیں ہے اور نہ قصر میں جمع جائز ہے ۔ سفر کی مسافت کامل سولہ فرسخ یک طرفہ ہو ۔ اس مسافت میں واپسی کا سفر شامل نہیں ہے ۔ ایک فرسخ کے تین میل کے حساب سے سولہ فرسخ کے اڑتالیس میل ہوتے ہیں ۔ ادا نماز ہو ۔ جو نماز اقامت کی حالت میں فوت ہوئی ہو اُس کی قضا قصر کے ساتھ نہ ہوگی ۔ اگر سفر میں فوت ہوئی ہو تو سفر ہی میں قصر کے ساتھ قضا کی جائیگی نہ کہ اقامت میں ۔ نیتِ قصر احرام کے وقت کرے ۔ اور مُتِم یعنی پوری نماز پڑھنے والے مسافر یا مقیم کے تابع نہ پڑھے ۔ مُتِم کی اتباع میں پوری نماز پڑھی جائے گی ۔ اُس شخص کے تابع نماز نہ پڑھے جس کا سفر مشکوک ہو ۔ قصر کے جواز کا اور منزلِ مقصود کا علم ہو ۔

جمع بقصر ۔ مسافر کے لئے جائز ہے کہ ظہر اور عصر کی نمازوں کو ان دونوں میں سے کسی ایک کے وقت اور اسی طرح مغرب

اور عشاء کی نمازوں کو اِن دونوں میں سے کسی ایک کے وقت جمع کرے۔ پہلی نماز کے وقت جمع کرے تو جمعِ تقدیم اور بعد کی نماز کے وقت جمع کرے تو جمعِ تاخیر کہتے ہیں۔

جمعِ تقدیم کے تین شرائط ہیں۔ ترتیب[1]۔ ظہر کو عصر سے پہلے اور مغرب کو عشاء سے پہلے پڑھے۔ اس کے برعکس یعنے عصر کو ظہر سے قبل اور عشاء کو مغرب سے قبل پڑھنا صحیح نہیں ہے۔ نیّت[2] جمع پہلی نماز کے آغاز ہی میں کرے اس طرح کہ احرام کے ساتھ جمع کی نیّت واقع ہو۔ احرام سے قبل یا نمازِ اوّل کے سلام کے بعد نیّت نہیں ہوسکتی۔ اثنائے نمازِ اوّل میں نیّتِ جمع جائز ہے۔ موالات[3] پہلی اور دوسری نماز میں اس طرح کہ دونوں نمازوں کے درمیان فصل طویل نہ ہو۔ اگر فصل اتنا ہو کہ معمولی طور پر اُس کو طویل کہا جائے تو دوسری نماز میں' اُس کا وقت آنے تک' تاخیر کی جائے۔ موالات میں تھوڑا فصل ہو تو مضائقہ نہیں۔

جمعِ تاخیر کی صورت میں' جمع تاخیر کی نیّت کرے' اور یہ نیّت نمازِ اوّل کے وقت کے اندر واقع ہو۔ جمعِ تاخیر میں موالات اور نیّت واجب نہیں۔

مُدّتِ قصر۔ قصر کا حکم باقی نہیں رہتا جب کہ مطلق قیام کی نیّت کرے یا یہ کہ آمد و رفت کے دو دنوں کے علاوہ پورے چار روز کے قیام کی نیّت کرے۔ اگر قیام کی مُدّت کا تعیّن نہ کرسکے تو سولہ (۱۶) دن تک قصر کرسکتا ہے۔

جمع بمطر (مینہ)۔ مُقیم کے لئے جائز ہے کہ بارش میں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی دو دو نمازوں کو پہلی نماز کے وقت جمع کرے۔ دوسری نماز کے وقت جمع کرنا جائز نہیں ہے۔ بارش کی مقدار کی نسبت شرط یہ ہے کہ سب سے اوپر کا لباس یا نعل کے نیچے کا حصّہ بھیگ جائے۔ جمع تقدیم کے شرائط یہاں بھی قایم ہیں اور ان پر اضافہ یہ ہے کہ دو نمازوں میں سے پہلی نماز کے وقت بارش پائی جائے۔ بارش میں جمع کرنے کی اجازت اُس شخص کے لئے مخصوص ہے جو جماعت کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھتا ہو اور مسجد کی آمد و رفت میں بارش کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہو۔ (روضہ میں بوجہِ مرض بھی جمع تقدیم کی اجازت دی گئی ہے جس سے ابن مقری نے اتفاق کیا ہے)

جُمعہ

شرائطِ وجوبِ جُمعہ۔ سات شرطوں کی موجودگی میں جُمعہ کی نماز واجب ہوتی ہے۔ اسلام[1]۔ بلوغ[2]۔ عقل[3]۔ یہ تینوں شرائط جمعہ کے سوائے دوسری نمازوں کے لئے بھی قایم ہیں۔ حُرّیت[4]' آزادی۔ ذکوریّت[5]' مرد ہونا۔ صحت[6] اور اقامت[7]

یعنی خلافِ سفر۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جمعہ کافرِ اصلی، لڑکے، مجنون، غلام، عورت، مریض، معذور، اور مسافر پر واجب نہیں ہے۔ جس شخص پر جمعہ واجب ہے اُس پر جمعہ کی فجر کے بعد سفر حرام ہے سوائے اس کے کہ راستے میں نمازِ جمعہ مل سکتی ہو یا یہ کہ ساتھیوں سے پیچھے رہ جانے میں ضرر پہنچنے کا خوف ہو۔ سارے کاروبار تجارت اور صنعت وحرفت وغیرہ فجر کے بعد سے اذان تک مکروہ اور اذان کے بعد حرام ہیں۔ یہاں اذان سے مراد وہ اذان ہے جو خطبہ سے قبل خطیب کے روبرو کہی جاتی ہے۔

شرائطِ صحّتِ جمعہ۔ جمعہ کی نماز کے صحیح ہونے کے لئے چھ شرطیں ہیں۔ دارُالاقامہ[۱] ہو، شہر ہو یا قریہ، جس میں نماز جمعہ کے اہل اشخاص قیام کرتے ہوں۔ آبادی کے لئے عمارت کی شرط ہے جس سے عارضی قیام اور کیمپ خارج ہو جاتا ہے۔ تعداد[۲]۔ جمعہ میں کم از کم چالیس اشخاص شریک ہوں جو جمعہ کے اہل یعنی مکلّف مرد آزاد اور ایسے مقیم ہوں جو اپنے اور اقامت گاہ سے، گرما اور سرما میں، بغیر ضرورت کے، نہ جائیں۔ اس تعداد کی شرط خطبے اور نماز دونوں کے ہے۔ وقت[۳]۔ نمازِ ظہر کا وقت باقی ہو اس لئے کہ جمعہ اور ظہر کا وقت ایک ہی ہے۔ وقت تنگ ہو یا شرایط پورے نہ ہوں تو ظہر کی نماز پڑھے۔ خطبہ[۴] اوّل و دوّم۔ خطیب کو چاہئے کہ ان دونوں خطبوں میں قیام کرے اور ان کے درمیان بقدرِ طمانینت بیٹھے۔ دونوں خطبوں کے ارکان پانچ ہیں۔ ۱۔ حمدِ خدا یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ ۲۔ درود بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم جیسے اَلصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّنَا۔ ۳۔ وصیّتِ تقویٰ۔ پرہیزگاری کی نسبت پند ونصائح۔ یہ تینوں شرایط دونوں خطبوں میں ضروری ہیں۔ ۴۔ قرأت۔ کم از کم ایک آیت کسی ایک خطبے میں پڑھے اور پہلے خطبے میں پڑھنا افضل ہے۔ ۵۔ دعا مومنین اور مومنات کے لئے دوسرے خطبے میں جیسے رَحِمَکُمُ اللہ۔ نیز شرط یہ ہے کہ خطیب، خطبے کے پورے ارکان، چالیس اشخاص کے مجمع کو، جو جمعہ کے اہل ہوں، سنائے۔ جمیع خطبہ عربی زبان میں ہونا شرط ہے۔ خطبہ طویل نہ ہو اور نماز کے مقابلہ میں قصیر (کوتاہ) ہو یعنی بہ نسبت نماز کے خطبہ میں کم وقت صرف۔ خطبے کے کلمات کے باہم اور دونوں خطبوں کے درمیان موالات بھی شروط ہے۔ کلمات میں تفریق خطبے کو باطل کرتی ہے خطیب کے لئے خطبے میں بدن لباس اور مکان کی طہارت، حدث اور نجاست سے، مشروط ہے۔ نماز[۵] دو رکعت ایسی جماعت کے پڑھی جائے جو جمعہ کی اہل ہو۔ یہ نماز خطبوں کے بعد ہو گی، بخلاف عید کی نماز کے جو خطبوں سے قبل ہوتی ہے۔ جمعہ[۶] اور غیر۔ کی جماعت کے شرایط یکساں ہیں۔ سلطان کی حضوری اور اِذن (اجازت) کی شرط نہیں ہے۔ امام پہلی رکعت میں سورہ جُمُعَہ اور دوسری میں اَلْمُنَافِقُوْن پڑھے۔ جو شخص دوسری رکوع کی طمانینت کے بعد جمعہ میں شریک ہو تو اس کو چاہئے کہ جمعہ کی نیّت کرے لیکن نمازِ ظہر کی تکمیل کرے اس لئے کہ جمعہ ایک رکعت کے بغیر نہیں مل سکتی۔

سُنَنِ تابعِ جمعہ ۔ جمعہ کی نمازیں سُنّت رکعتیں اتنی ہی ہیں جتنی ظہر میں ہیں ۔ بیجوری کا قول ہے کہ جمعہ کے ساتھ ظہر پڑھنے کی صورت میں فرضِ جمعہ سے قبل چار رکعت سُنّتِ جمعہ اور فرضِ جمعہ کے بعد چار رکعت سُنّتِ قبلیۂ ظہر چار رکعت فرضِ ظہر اور چار رکعت سُنّتِ بعدیۂ ظہر پڑھے ۔

ہیئاتِ جمعہ ۔ جمعہ کی سُنّتیں جو نماز سے خارج ہیں چار ہیں ۔ غسل[1] ہر شخص مرد عورت مقیم اور مسافر کے لئے جو جمعہ میں حاضر ہو ۔ غسل کا وقت صبحِ صادق سے شروع ہوتا ہے ۔ نماز کے لئے جانے کے وقت کے قریب غسل کرنا افضل ہے غسل سے عاجز ہو تو غسلِ جمعہ کی نیّت سے وضو کرے ۔ غسلِ جمعہ میں جسم کو صاف کرے ، بدبو کو جو بغل وغیرہ میں ہو ، مٹّی لیمون اور صابون وغیرہ سے دور کرے ۔ سفید[2] لباس پہننا ، اس لئے کہ سفید لباس سب لباسوں میں افضل ہے ۔ ناخن[3] اور بالوں کا ، اگر بڑھ گئے ہوں تو نکالنا ۔ بغل کے بال اور موئے زیرِ ناف کا نکالنا اور مونچھ کے بالوں کا کم کرنا ۔ خوشبو[4] کا استعمال ۔

آدابِ خطبۂ جمعہ ۔ مستحب ہے کہ خاموش رہے اور خطبہ سُنے ۔ جب مسجد میں داخل ہو اور امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو دو خفیف رکعتیں تحیۃ المسجد کی پڑھے اور بیٹھ جائے ۔ اور جو شخص مسجد میں ہو اور خطبہ شروع ہو چکا ہو تو اُس کو اثنائے خطبہ میں کسی نماز کے لئے اُٹھنا نہیں چاہئے ۔ نووی نے شرحِ مہذّب میں اس کی نسبت تحریم کا حکم دیا ہے اور اجماع اسی پر ہے ۔

عیدین

حُکم ۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نمازیں سُنّتِ مؤکّدہ ہیں ، جماعت کے ساتھ یا منفرد ، مسافر اور مقیم اور مرد اور عورت کے لئے ۔ شرائط جو جماعت ، خطبے اور جمعہ میں ہیں ، عیدین میں نہیں ہیں ۔

وقت ۔ نماز کا وقت سورج کے طلوع اور زوال کے درمیان ہے ۔ لیکن مستحب ہے کہ سورج کے ایک نیزہ برابر بلند ہونے تک انتظار کیا جائے ۔ عید الفطر میں تاخیر کرنا اور نماز سے پہلے کچھ کھانا اور عید الاضحیٰ میں جلدی کرنا اور نماز سے پیشتر کچھ نہ کھانا افضل ہے ۔

نماز ۔ عید کی نماز کی دو رکعتیں ہیں ، نیّت کرے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیْنِ سُنَّةَ عِیْدِ الْفِطْرِ (یا عِیْدِ الْاَضْحٰی)[1] اَللّٰہُ اَکْبَرُ (میں نیّت کرتا ہوں دو رکعت نمازِ سنّت عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی) دعائے استفتاح وَجَّھْتُ وَجْھِیَ ۔ آخر تک پڑھے ۔ پہلی رکعت میں تکبیرِ تحریمہ کے بعد سات مرتبہ تکبیر کہے اور ہر تکبیر[2] کے ساتھ رفعِ یدین کرے اور ہر تکبیر کے بعد سینے کے نیچے ہاتھ باندھے ۔ ہر تکبیر کے بعد تسبیح پڑھے سُبْحَانَ اللّٰہِ

[1] لا ظاہر ہو صحیح ۲۳
[2] قول نوری

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اور تکبیروں کے بعد قرأت یعنی اَعُوْذُ اور اس کے بعد سورہ فاتحہ اور سورہ ق جہر سے پڑھے خواہ نماز ادا ہو یا قضاء۔ دوسری رکعت میں تکبیر قیام کے بعد پانچ مرتبہ تکبیر کہے اور تکبیروں کے بعد قرأت یعنی اَعُوْذُ اور سورہ فاتحہ اور سورہ اِقْتَرَبَتْ جہر سے پڑھے۔ جماعت کی صورت میں نماز کے بعد دو خطبے پڑھے پہلے خطبے کی ابتدا میں نو مرتبہ اور دوسرے خطبے کی ابتدا میں سات مرتبہ تکبیر کہے۔ تکبیر کی دو قسمیں ہیں تکبیر مرسل اور تکبیر مقیّد لیکن صیغۂ تکبیر ایک ہی ہے۔ تکبیر مرسل اُس تکبیر کو کہتے ہیں جس کے لئے نماز کے بعد ہونے کی قید نہیں ہے۔ یہ تکبیر عید الفطر کے قبل کی شام یعنے سورج کے غروب کے بعد سے امام کے عید کی نماز میں مصروف ہونے تک کہی جائے۔ مرد اور عورتیں حاضر اور مسافر منزل میں اور راستے میں، مسجد میں اور بازار میں، یہ تسبیح کہتے رہیں۔ عید الفطر کی رات کو نمازوں کے بعد تکبیر سُنّت نہیں ہے لیکن نووی نے اس کو بھی سُنّت بتایا ہے۔ تکبیر مقیّد وہ تکبیر ہے جو عید الاضحیٰ میں، عرفہ کی صبح سے تشریق کے روز آخر کی عصر تک، ہر ایک نماز کے بعد کہی جاتی ہے۔ تشریق دسویں ذی الحجہ کے متصلہ تین دنوں کو کہتے ہیں۔ صیغۂ تکبیر یہ ہے۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اللہ سب سے بڑا ہے بزرگی میں۔ اور سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے زیادہ پاکی ہے اللہ کی صبح اور شام (یعنی ہر وقت)

وَحْدَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَاَعَزَّ جُنْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔

نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے۔ اکیلا۔ اس کا وعدہ سچا ہوا۔ اور مدد کیا اپنے بندے کی اور غالب کیا اپنے لشکر کو اور تنہا شکست دی اس نے (مخالف) جماعتوں کو

فطرہ عید الفطر کا بیان زکوٰۃ میں اور قربانی عید الاضحیٰ کا بیان ذبیحہ کی ضمن اضحیہ میں مذکور ہے۔

کُسُوف وخُسُوف

سورج گرہن ، چاند گرہن

حکم۔ کسوف اور خسوف کی نمازیں سُنّتِ مؤکدہ ہیں اور ان میں جماعت بھی مسنون ہے۔ ان کے فوت ہونے پر قضا نہیں ہے۔

وقت۔ کسوف کی نماز سورج سے گرہن کے کھل جانے یا گرہن کے ساتھ سورج کے غروب ہو جانے پر فوت ہو جاتی ہے۔ خسوف کی نماز چاند سے گہن کے کھل جانے یا سورج کے طلوع ہو جانے پر فوت ہو جاتی ہے۔ فجر کے طلوع ہونے یا گہن کے ساتھ چاند کے ابر میں غائب ہو جانے پر فوت نہیں ہوتی۔

نماز۔ کسوف اور خسوف کے لئے دو دو رکعت نماز ہے۔ کسوف یا خسوف کے تعیّن کے ساتھ نیت کرے اور دعائے استفتاح

وَجَّهْتُ وَجْهِيَ پڑھے۔ اقل نماز ظہر کی دو سنّت رکعتوں کی مانند ہے اور اکمل نماز یہ ہے کہ ہر رکعت میں دو مرتبہ قیام کرے اور دو مرتبہ رکوع کرے اس طرح کہ تعوّذ، سورۂ فاتحہ اور ایک سورہ پڑھے اور رکوع میں جائے اور پھر رکوع سے سر اٹھائے اور قیام کرے اور سورۂ فاتحہ اور ایک سورہ پڑھے اور پھر دوبارہ رکوع کرے جو پہلے سے خفیف تر ہو پھر اعتدال میں آئے اور دو سجدے کرے۔ رکوع سجود اور اعتدال ان سب میں طمانیت کرے۔ اسی طرح دوسری رکعت دو قیام دو رکوع دو اعتدال اور سجدوں کے ساتھ پڑھے۔ چاروں قیام میں طویل سورتیں اور رکوع اور سجود میں طویل تسبیح پڑھے کسوف کی نماز اسرار سے اور خسوف کی نماز جہر سے پڑھے۔

خطبہ۔ نماز کے بعد امام دو خطبے، عیدین کے خطبوں کی طرح، بغیر تکبیروں کے پڑھے۔ دونوں خطبوں میں گناہوں سے توبہ کرنے صدقہ دینے اور نیک کام کرنے کی ترغیب دلائے۔ خطبہ کی شرط صرف اس صورت میں ہے جب کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھی جائے۔ منفرد کے لئے اور عورتوں کی جماعت کے لئے خطبہ نہیں ہے۔

استسقاء

حکم۔ حاجت کے وقت جب کہ بارش رک جائے یا کنویں کا پانی خشک ہو جائے یا ایسی ہی ضرورت واقع ہو تو اللہ تعالیٰ سے پانی مانگنے کو استسقاء کہتے ہیں۔ استسقاء کی نماز مقیم اور مسافر دونوں کے لئے سنّتِ مؤکدہ ہے۔ نماز استسقاء دو یا زیادہ مرتبہ اس وقت تک پڑھی جائے جب تک کہ اللہ تعالیٰ دعا قبول کرے اور پانی برسائے۔

آداب۔ امام کے لئے مستحب ہے کہ لوگوں کو حکم اور ہدایت دے کہ گناہوں سے توبہ کریں (لوگوں پر لازم ہے کہ اس کے حکم کی تعمیل کریں۔ یوں بھی گناہوں سے توبہ کرنا واجب ہے خواہ امام نے حکم دیا ہو یا نہ دیا ہو)۔ صدقہ دیں، ظلم اور آپس کی عداوت ترک کریں۔ تین روز روزہ رکھیں، چوتھے روز روزے کی حالت میں امام سب کو ساتھ لیکر، خوشبو لگائے بغیر اور زینت کے بغیر غریبانہ اور کاروباری لباس میں خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز استسقاء کے لئے نکلے۔ بچے بوڑھے بوڑھیاں اور جانور بھی ساتھ ہوں۔

نماز۔ امام دو رکعت نماز عیدین کی نماز کی طرح، ان سب کے ساتھ پڑھے۔ دعائے استفتاح اور تعوّذ کے ساتھ پہلی رکعت میں سات تکبیر اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیر مع رفع یدین کے ساتھ کہے۔

خطبہ۔ نماز کے بعد عیدین کی طرح، دو خطبے ارکان وغیرہ کے ساتھ مستحب ہیں۔ لیکن آغاز میں تکبیروں کے عوض استغفار

یعنی طلبِ مغفرت، پہلے خطبہ میں نو مرتبہ اور دوسرے خطبہ میں سات مرتبہ پڑھے۔ صیغۂ استغفار یہ ہے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ چادر کو اس طرح تحویل کریں یعنی الٹیں کہ چادر کے داہنے جانب کو بائیں جانب اور بائیں جانب کو داہنے جانب اور نیچے کے حصے کو اوپر کریں اور کثرت سے دعا کریں۔ جب امام آہستہ دعا کرے تو سب آہستہ دعا کریں اور جب پکار کر دعا کرے تو سب آمین کہیں۔ امام کثرت سے استغفار کرے اور اس آیت کو پڑھے۔ اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ مِّدْرَارًا وَّیُمْدِدْکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ جَنّٰتٍ وَّیَجْعَلْ لَّکُمْ اَنْھٰرًا اور امام خطبۂ اولیٰ میں وہ دعا مانگے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی تھی اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا سُقْیَا رَحْمَۃٍ وَّلَا سُقْیَا عَذَابٍ وَّلَا مَحْقٍ وَّلَا بَلَآءٍ وَّلَا ھَدْمٍ وَّلَا غَرَقٍ۔ اَللّٰھُمَّ عَلَی الظِّرَابِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِیَۃِ۔ اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُّغِیْثًا ھَنِیْٓئًا مَّرِیْٓئًا مَّرِیْعًا سَحًّا عَامًّا غَدَقًا طَبَقًا مُّجَلِّلًا دَآئِمًا اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا الْغَیْثَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْقَانِطِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّ بِالْعِبَادِ وَالْبِلَادِ مِنَ الْجَھْدِ وَالْجُوْعِ وَالضَّنْکِ مَا لَا نَشْکُوْ اِلَّا اِلَیْکَ اَللّٰھُمَّ اَنْبِتْ لَنَا الزَّرْعَ وَاَدِرَّ لَنَا الضَّرْعَ وَاَنْزِلْ عَلَیْنَا مِنْ بَرَکَاتِ السَّمَآءِ وَاَنْبِتْ لَنَا مِنْ بَرَکَاتِ الْاَرْضِ وَاکْشِفْ عَنَّا مِنَ الْبَلَآءِ مَا لَا یَکْشِفُہٗ غَیْرُکَ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُکَ اِنَّکَ کُنْتَ غَفَّارًا فَاَرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْنَا مِدْرَارًا

تسبیح رعد۔ بادل کی گرج پر تسبیح پڑھے۔ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ مِنْ خِیْفَتِہٖ[۱]

تسبیح برق۔ بجلی کی چمک پر تسبیح پڑھے۔ سُبْحَانَ مَنْ یُّرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا[۲]

صلاۃ خوف

خوف کی حالت میں جو نماز پڑھی جائیگی اُس کی جملہ سولہ قسمیں ہیں جن کے منجملہ امام شافعیؒ نے چار شکلیں اختیار کیں اور ان میں سے

ترجمہ [۱] بادل تسبیح پڑھتا ہے اس کی تعریف میں اور فرشتے (تسبیح پڑھتے ہیں) اس کے خوف سے۔
[۲] پاک ہے وہ ذات جو دکھاتی ہے تم کو بجلی خوف و رجا کی حالت میں۔

صرف تین کا ذکر شیخ ابوشجاع نے کیا ہے۔ **پہلی صورت** یہہ ہے کہ دشمن قبلہ کی جہت میں نہ ہو اور دشمن کی تعداد قلیل اور مسلمانوں کی تعداد اس قدر کثیر ہو کہ ہر ایک فرقہ دشمن کا مقابلہ کرسکے۔ امام جماعت کو دو فرقوں میں تقسیم کرے گا۔ ایک فرقہ دشمن کے مقابلہ میں کھڑا رہے گا اور نگرانی کرے گا اور دوسرا فرقہ امام کے پیچھے کھڑا رہے گا اور امام اُس فرقہ کے ساتھ جو اُس کے پیچھے ہے ایک رکعت پڑھے گا اور پھر جب امام دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگا تو یہ فرقہ اپنی بقیہ نماز آپ تمام کرے گا اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد دشمن کے مقابلہ میں نگرانی کرنے کے لئے چلا جائیگا اور پھر دوسرا فرقہ جو پہلی رکعت کے وقت حفاظت کررہا تھا آئے گا اور امام اس فرقہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے گا اور جب تشہد کے لئے امام بیٹھے تو یہہ فرقہ امام سے فرقت اختیار کرے گا یعنی جدا ہو جائے گا اور اپنی نماز کی تکمیل کرے گا اور امام ان کا انتظار کرے گا اور ان کے ساتھ سلام پھیرے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح جنگِ ذات الرقاع میں نماز پڑھی تھی۔ یہہ طریقہ دو رکعت والی نماز کا ہے اگر نماز تین رکعت والی ہو تو امام پہلے فرقہ کے ساتھ دو رکعت اور دوسرے فرقہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے گا۔ چار رکعت والی نماز میں امام پہلے فرقہ کے ساتھ دو رکعت اور دوسرے فرقہ کے ساتھ بقیہ دو رکعت پڑھے گا۔ **دوسری** صورت یہہ ہے کہ دشمن قبلہ کی جہت میں ہو اور ایسے مقام میں ہو کہ مسلمانوں کی نظر سے اُن کو چھپانے کے لئے کوئی چیز بیچ میں حائل نہ ہو اور مسلمانوں میں ایسی کثرت ہو کہ امام اُن کو تقسیم کرسکے۔ پس امام جماعت کی دو صفیں بنائیگا اور ان سب کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہے گا اور امام کے ساتھ صرف ایک صف پہلی رکعت میں دونوں سجدے کرے گی اور دوسری صف کے لوگ اس صف کی حفاظت کریں گے اور جب امام سجدوں سے سر اُٹھائے گا تو دوسری صف کے لوگ اپنے سجدے پورے کرکے امام کے ساتھ مل جائیں گے اور امام دونوں صفوں کے ساتھ تشہد پڑھے گا اور سلام پھیرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح عسفان کی جنگ میں نماز پڑھی تھی۔ **تیسری صورت** یہہ ہے کہ جنگ گھمسان چل رہی ہو اور شدید خوف ہو، جنگ سے باز رہنا ممکن نہ ہو، سوار سواری سے اُتر نہ سکے، پیادہ مڑ نہ سکے، تو ہر ایک شخص جس طرح ممکن ہو اپنی نماز فرداً فرداً آپ پڑھے گا، خواہ پیادہ ہو یا سوار، قبلہ رُو ہو سکے یا نہ ہو سکے۔ اس طرح اثنائے نماز میں متواتر وار کرنے کی وجہ سے جو اعمالِ کثیرہ وقوع میں آئیں اُس کے لئے ہر ایک معذور ہے۔

جنائز
جمع جنازہ

حکم۔ میت کے بارے میں چار چیزیں فرض کفایہ ہیں۔ غسل[۱]، کفن[۲]، نماز[۳] اور دفن[۴]۔ یہہ حکم عام میت سے متعلق ہے جو

محرم، شہید یا سقط کی نہ ہو۔ فرضِ کفایہ کے حکم کا تعلق مکلف اشخاص سے ہے۔ فرضِ کفایہ ایسا فرض ہے جو بعض کے عمل کرنے سے باقی اشخاص کے ذمے سے ساقط ہو جائے۔ اگر میت کا علم ایک ہی شخص کو ہو تو چاروں امور کی تکمیل اسی کے ذمے ہوگی۔

مصارفِ تجہیز کی نسبت یہ حکم ہے کہ عینِ جائداد متروکہ کے ساتھ حقوقِ رہن اور زکات وابستہ ہیں۔ اس کے بعد مصارفِ تجہیز کا درجہ ہے اور مصارفِ تجہیز کے بعد قرض کی ادائی اور وصیت کی تعمیل اور میراث کی تقسیم ہوگی۔

کافر کی میت کا غسل جائز ہے لیکن اس پر نماز حرام ہے۔ کافر ذمی کی تکفین اور تدفین واجب ہے جبکہ مسلمانوں کے سوائے دوسرے ذمی نہ پائے جائیں۔ کافر حربی اور مرتد کی تکفین اور تدفین واجب نہیں ہے۔

محرم وہ شخص ہے جس نے حج یا عمرہ کے لئے احرام کیا ہوا اور ابھی تحلیل نہ کی ہو۔ اس کے لئے بھی چاروں امور فرضِ کفایہ ہیں لیکن کفن میں اس قدر فرق ہے کہ محرم مرد کا سر اور محرم عورت کا چہرہ کھلا رکھا جائے گا اور ان دونوں کے لئے سلے ہوئے کپڑے اور خوشبو کا استعمال بھی حرام ہے۔

شہید کی تکفین اور تدفین واجب ہے لیکن اس کا غسل اور اس پر نماز حرام ہے۔ شہید وہ شخص ہے جو کافروں کی لڑائی میں، لڑائی کی حالت میں، لڑائی کے سبب سے، فوت ہو، اس کو کسی کافر نے قتل کیا ہو یا کسی مسلم نے خطاً قتل کیا ہو، یا اسی کا ہتیار پلٹ کر لگا ہو، یا سواری سے گر کر فوت ہوا ہو یا اسی طرح اور کوئی صورت ہو۔ اگر لڑائی کے ختم ہونے کے بعد ایسے زخم سے فوت ہو جو لڑائی میں پہنچا ہو اور زخمی میں حیاتِ مستقرہ باقی رہی ہو تو اظہر یہ ہے کہ وہ شہید نہیں، حیاتِ مستقرہ نہ رہی ہو تو شہید ہے۔ اسی طرح جو باغیوں کے ساتھ لڑائی میں فوت ہو تو وہ بھی شہید نہیں۔

سقط اس حمل کو کہتے ہیں جس کے چھ مہینے کی مدت پوری نہ ہوئی ہو۔ مدتِ حمل چھ مہینے پوری ہو گئی ہو یا مولود میں ولادت کے بعد حیات کے علامات پائے گئے ہوں تو اس کے لئے چاروں امور واجب ہیں۔ مولود میں علاماتِ حیات نہ پائے جائیں لیکن خلقت پائی جائے تو غسل تکفین اور تدفین تینوں واجب ہیں، نماز واجب نہیں۔ اگر مولود میں خلقت بھی ظاہر نہ ہو۔ تو اس کے لئے کوئی چیز واجب نہیں، بلکہ اس پر نماز حرام ہے۔ سنت یہ ہے کہ اس کو کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔

غسل۔ مسلم میت کا غسل واجب ہے اور کافر حربی اور ذمی کا غسل جائز ہے۔ شہید اور سقط کو غسل نہ دیا جائے۔ غسل سے قبل میت کو وضو کرایا جائے۔ غسل میت کے لئے نیت واجب نہیں سنت ہے۔ نَوَیْتُ اَدَاءَ الْغُسْلِ عَنْ هٰذَا الْمَيِّتِ (یعنی نیت کرتا ہوں اس میت کے غسل کی ادائی کی)۔ میت کو طاق مرتبہ یعنی تین یا پانچ یا اس سے زیادہ مرتبہ نہلائے۔ پہلے غسل میں بیری یا خطمی کا پتہ یا صابون وغیرہ

استعمال کیا جائے۔ آخری غسل میں اُس میّت کے، جو مُحرِم نہ ہو، تھوڑا سا کافور، جس سے پانی متغیّر نہ ہو، استعمال کیا جائے۔ اقلِ غسل یہ ہے کہ تمام بدن کو پانی سے ایک مرتبہ دھوئے۔ میّت مرد کی ہو تو مرد کا غسل دینا اور میّت عورت کی ہو تو عورت کا غسل دینا اولیٰ ہے۔ شوہر اپنی زوجہ کو اور زوجہ اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے۔ جس مرد کو غسل میں اولویّت حاصل ہے نماز پڑھانے میں بھی اُس کو اولویّت حاصل ہے۔ اولویّت میں سب سے پہلے نسب میں عصبی رشتہ رکھنے والے مرد ہیں۔ عورت کے غسل کے لئے اولیٰ اُس کے قریبی عورت ذات محرم رشتہ دار ہیں۔ لڑکا جو حدِ شہوت کو نہ پہنچا ہو اُس کو مرد اور عورت غسل دے سکتے ہیں۔ اگر کسی عُذر کی وجہ سے میّت کو غسل نہ دیا جا سکتا ہو تو اُس کو تیمّم کرایا جائے گا۔

کفن۔ کپڑے کے تین لفافوں یعنی چادروں کا کفن میّت کو پہنانا واجب ہے خواہ میّت مرد کی ہو یا عورت کی، بالغ کی ہو یا نابالغ کی۔ تینوں لفافے ہی ہوں اور تینوں طول و عرض میں مساوی ہوں۔ ہر ایک لفافہ اتنا ہو کہ پورے بدن کو ڈھانپے۔ سُنّت ہے کہ کفن کا کپڑا دھویا ہوا اور سفید ہو۔ مرد کے لئے افضل بھی یہی تین لفافے ہیں۔ لیکن پانچ کپڑوں کا کفن بھی جائز ہے جس میں اولیٰ یہ ہے کہ تین لفافے اور ایک قمیص اور ایک عمامہ ہو۔ عورت کے لئے دو لفافے، ازار، قمیص اور اوڑھنی جملہ پانچ کپڑوں کا کفن افضل ہے۔ ازار اُس کپڑے کو کہتے ہیں جو کمر پر باندھا جائے اور ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصّے کو ڈھانپے خمار اور اوڑھنی وہ کپڑا ہے جس سے سر کو ڈھانپا جائے۔ اگر کفن کسی دوسرے کے مال سے ہو تو اقلِ کفن ایک کپڑا ہے جو پورے بدن کو ڈھانپے۔ اور اس صورت میں واجب بھی اسی قدر ہے۔ کفن ایسے کپڑے کا ہو جس کا بحالتِ حیات پہننا جائز ہے۔ کافرِ ذمّی کی تکفین واجب ہے، کافرِ حربی یا مُرتد کی تکفین واجب نہیں۔ احرام کی حالت میں موت واقع ہو تو میّت کو کفن اس طرح پہنایا جائے کہ مرد کا سر اور عورت کا چہرہ نہ ڈھانپا جائے۔

نماز۔ نماز کے وجوب اور صحت کے لئے جو شرائط ہیں وہ نمازِ جنازہ کے لئے بھی ہیں۔ نمازِ جنازہ کے سات ارکان ہیں۔ نیّت نَوَیْتُ الصَّلٰوةَ عَلٰی هٰذَا الْمَیِّتِ (میں اس میّت کی نماز کی نیت کرتا ہوں)۔ نیّت کا اقتران تکبیرِ تحریمہ کے ساتھ ہو۔ امام کی اقتدا کی نیّت بھی ضروری ہے۔ قیام بصورتِ قدرت۔ چار تکبیریں بشمولِ تکبیرِ تحریمہ۔ ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنا سُنّت ہے۔ قراءتِ سورۂ فاتحہ پہلی تکبیر کے بعد۔ سورۂ فاتحہ سے قبل تعوّذ اور بعد میں تامین، اور قراءت کا اسرار سے پڑھنا سُنّت ہے۔ دعائے افتتاح اور دیگر سورے کی قراءت سُنّت نہیں ہے۔ درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دوسری تکبیر کے بعد۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے بعد آلِ نبیؐ پر درود بھیجنا سُنّت ہے۔ اقلِ درود اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ہے اور اکملِ درود

وہ ہے جو تشہد آخر میں پڑھا جاتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا
اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ
وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؕ۔ دعا میّت کے لئے تیسری تکبیر کے بعد۔
اقلّ دعا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ (لَھَا) ہے اور ادنی اکمل دعا یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَ
یا اللہ بخش دے اس کو — یا اللہ بخش دے ہمارے زندہ اور مردہ اور حاضر
غَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا۔ اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ
اور غائب اور چھوٹے اور بڑے اور مرد اور عورت سب کو۔ یا اللہ جس کو تو زندہ رکھے ہم میں سے پس زندہ رکھ اس کو اسلام پر اور جس کو وفات
تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ (لَھَا) ۔۔۔۔
دے ہم میں سے وفات دے اس کو ایمان پر — یا اللہ بخش دے اس کو
وَارْحَمْہُ۔ (ھَا) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اکمل دعا یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ
اور رحم کر اس پر
لِحَیِّنَا سے فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ تک پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ
یا اللہ تحقیق یہ تیرا بندہ اور تیرے دو بندوں کا بیٹا
خَرَجَ مِنْ رَوْحِ الدُّنْیَا وَسَعَتِھَا وَمَحْبُوْبِہٖ وَاَحِبَّائِہٖ فِیْھَا اِلٰی ظُلْمَۃِ الْقَبْرِ وَمَا ھُوَ لَاقِیْہِ کَانَ
نکلا ہے دنیا کی راحت اور وسعت سے اور اپنے محبوب سے اور دوستوں سے جو دنیا میں تھے قبر کی تاریکی کی طرف اور جو کچھ اس پیش آنے والا ہے۔
یَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ
وہ گواہی دیتا تھا کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے تیرے اکیلے کوئی تیرا شریک نہیں ہے — اور تحقیق کہ محمد تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں
وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنَّا۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ نَزَلَ بِکَ وَاَنْتَ خَیْرُ مَنْزُوْلٍ بِہٖ وَاَصْبَحَ فَقِیْرًا
اور تو اس میت کو ہم سے زیادہ بہتر جانتا ہے۔ یا اللہ وہ تیرے پاس مہمان آیا ہے اور تو بہتر میزبان ہے — وہ تیری رحمت کا محتاج
اِلٰی رَحْمَتِکَ وَاَنْتَ غَنِیٌّ عَنْ عَذَابِہٖ وَقَدْ جِئْنَاکَ رَاغِبِیْنَ اِلَیْکَ
ہوکر آیا ہے — اور تجھ کو اس کے عذاب کی حاجت نہیں ہے۔ اور تحقیق کہ ہم تیرے سامنے حاضر ہوتے ہیں ان کی سفارش
شُفَعَاءَ لَہٗ۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِیْ اِحْسَانِہٖ وَاِنْ کَانَ
کے طلبگار ہوکر — یا اللہ اگر وہ نیکوکار تھا تو اس کی نیکی میں زیادتی کر — اور اگر وہ بدکار تھا تو
مُسِیْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْہُ وَلَقِّہٖ بِرَحْمَتِکَ رِضَاکَ وَقِہٖ فِتْنَۃَ الْقَبْرِ وَ
درگزر فرما اس سے — اور اپنی رحمت سے اپنی رضا عطا کر اور بچا اس کو قبر کے فتنہ اور
عَذَابَہٗ وَافْسَحْ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ وَجَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَیْہِ وَلَقِّہٖ بِرَحْمَتِکَ
عذاب سے — کشادہ کر اس کی قبر کو — اور دور کر زمین کو اس کے دونوں جانب سے — اور اپنی رحمت
الْاَمْنَ مِنْ عَذَابِکَ حَتّٰی تَبْعَثَہٗ اٰمِنًا اِلٰی جَنَّتِکَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔
سے اپنے عذاب سے اس کو محفوظ رکھ یہاں تک کہ اس کو بھیجے تو امن کے ساتھ تیری جنت کی طرف اپنی رحمت سے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا سے فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ تک عام دعا ہے جو سنّت ہے اور اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ
اقل دعا اور اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا عَبْدُکَ سے بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ تک اکمل دعا خاص کر میت کے لئے ہے
دو ارکان میں داخل ہے اور واجب ہے۔ صغیر کی میت ہو تو خاص دعائے میت مصرحہ بالا کے عوض اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ (ھَا)
یا اللہ بنا اس کو اس

لِوَالِدَیْہِ (ھَا) فَرَطًا وَّذُخْرًا وَّعِظَۃً وَّاعْتِبَارًا وَّسَلَفًا وَّشَفِیْعًا وَّثَقِّلْ بِہٖ (بِھَا) مَوَازِیْنَھُمَا

ماں باپ کے لئے فرط، ذخیرہ، نصیحت، عبرت، پیشرو اور سفارش کرنے والا۔ اور بوجھل کر اس کے ذریعہ ان دونوں کے

وَاَفْرِغِ الصَّبْرَ عَلٰی قُلُوْبِھِمَا وَلَا تَفْتِنْھُمَا بَعْدَہٗ (ھَا) وَلَا تَحْرِمْھُمَا اَجْرَہٗ (ھَا) پڑھے۔ اگر میت صغیرہ

نیکیوں کے وزن کو اور ان کے دلوں پر صبر بکھیر دے اور اس کے بعد ان کو فتنہ میں مبتلا نہ کر اور نہ ان کو اس کے اجر سے محروم کر۔

فرط اس شخص کو کہتے ہیں جو پہلے سے منزل کو پہنچ کر قیام اور طعام وغیرہ کا انتظام کرے۔

کی ہو تو اوّل دعا اور صغیر (لڑکا) کی دعا میں توسین کی تانیث کی ضمیریں پڑھی جائیں اور اکمل دعا میں بھی بلحاظ ضرورت تانیث کے جملے اختیار کئے جائیں۔ چوتھی تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھنا مسنون ہے۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ (ھَا) وَلَا تَفْتِنَّا

یا اللہ ہم کو اس کے اجر سے محروم مت کر اور نہ اس کے بعد فتنہ

بَعْدَہٗ (ھَا) فَاغْفِرْ لَنَا وَلَہٗ (لَھَا) اور اس کے بعد سلام اصل رکن اور واجب ہے۔ دیگر نمازوں کی طرح نماز جنازہ میں

میں مبتلا کر۔ بس بخش دے ہم کو اور اس کو۔

بھی پہلا سلام واجب ہے اور دوسرا سلام مندوب ہے اور وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کا اضافہ بھی مندوب ہے۔

متفرق ۔ نماز جنازہ مسجد میں تین یا زیادہ طاق صفوں میں پڑھنا سنت ہے۔ نماز جنازہ غائب اور مدفون پر بھی پڑھی جاتی ہے۔

دفن ۔ میت کو سیدھی کروٹ، قبلہ رو کر کے دفن کرنا واجب ہے۔

قبر ۔ اقل دفن یہ ہے کہ میت بدبو کے پھیلنے سے اور درندوں وغیرہ کے گزند سے محفوظ رہے اور اکمل یہ ہے کہ قبر کا عمق قد آدم اور ہاتھ کی بلندی کے برابر یعنی ساڑھے چار ہاتھ ہو۔ قبر کی دو قسمیں ہیں۔ شق اس قبر کو کہتے ہیں جو بالکل سیدھی اور پانی کی نالی کی مانند ہو اور لحد اس قبر کو کہتے ہیں جس کی تہہ میں قبلہ کی جانب اتنا کھودیں کہ میت اس میں سما سکے اور چھپ جائے۔ اگر زمین سخت ہو تو لحد میں دفن کرنا سنت اور افضل ہے۔ اگر زمین نرم ہو تو شق کی طرح کھود کر اس کے دونوں جانب دیوار اٹھائی جائے اور اس میں میت کو رکھنے کے بعد اس کے اوپر خام اینٹوں سے چھت بنائی جائے۔ قبر کے اوپر کی سطح مسطح رکھی جائے اس کا کوئی حصہ اونٹ کے کوہان کی طرح بلند نہ کیا جائے۔ اس کو پختہ نہ کیا جائے اور نہ کوئی عمارت اس پر تعمیر کی جائے۔ قبر پر گچ کرنا مکروہ ہے۔ دو میتوں کو بغیر حاجت کے ایک قبر میں دفن نہ کرنا چاہئے، بجز اس کے کہ زمین تنگ ہو اور میتوں کی کثرت ہو۔

متفرق ۔ جنازے کو قبر کے پائین میں رکھیں۔ دفن کرنے کے لئے میت کو سر کی جانب سے آہستگی سے اٹھائیں۔ قبر میں اتارتے وقت اتارنے والے کے لئے سنت ہے کہ کہے بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سنت مؤکدہ ہے کہ دفن کے وقت پردہ پکڑا جائے، میت مرد کی ہو یا عورت کی۔ میت کا رخسار زمین پر رکھنا بھی سنت ہے۔ میت پر چیخے چلائے بغیر، موت واقع ہونے کے بعد یا قبل، رونے میں مضائقہ نہیں ہے لیکن اس کا ترک اولیٰ ہے۔ آواز کے

ساتھ رونا مکروہ ہے۔ بغیر آواز کے رُونا جس میں آنکھوں سے آنسو بہیں جائز ہے۔ کپڑے پھاڑنا اور سر اور سینہ پیٹنا حرام ہے۔

تعزیت ۔ مصیبت پر صبر کرنے کی ہدایت کرنے کو تعزیت کہتے ہیں اور شرع میں تعزیت چند اُمور پر شامل ہے۔ صبر کی ہدایت کرنا، صبر پر ثواب کی اُمید دِلانا، میّت کی مغفرت اور پس ماندوں کے رنج کی تلافی کے لئے دُعا کرنا۔ میّت کے اقربا خُرد و کلان، مرد اور عورت کے ساتھ تعزیت کرنا اور اظہارِ ہمدردی کرنا مسنون ہے اور تعزیت کی اِجابت (جواب دینا) بھی اِن معنی میں کہ جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا وَتَقَبَّلَ اللّٰہُ عَنْکَ (جزائے خیر دے اور قبول کرے تیری دعا) بھی سُنّت ہے۔ دَفن سے پہلے اور دَفن کے بعد تین دِن تک تعزیت سُنّت ہے بشرطیکہ فریقین ایک ہی مقام پر رہتے ہوں۔ اگر اِن میں سے کوئی ایک غائب ہو تو اُس کی حاضری کے بعد بھی تعزیت ادا کی جا سکتی ہے۔

زکات

زکات کے معنی زیادتی کے ہیں اور شرع میں خاص نوعیّت کے مال سے چند مقرّرہ اُصول کے تحت مُعیّنہ شرح سے بعض حِصّہ مال کے لینے اور مخصوص طبقۂ اشخاص پر اُس کے صرف کرنے کو زکات کہتے ہیں۔

شرائطِ وجوبِ زکات ۔ زکات کے واجب ہونے کے لئے چھہ شرائط ہیں۔ اسلام[1] ۔ کافرِ اصلی پر زکات واجب نہیں ہے۔ لیکن مرتد کے مال پر زکات ملتوی رہیگی۔ اگر اسلام کی طرف عود کرے تو زکات واجب ہوگی ورنہ نہیں۔ حریت[2] یعنی آزادی غلام کے لئے زکات نہیں ہے۔ ملکیت[3] کامل۔ ملکیت میں کوئی نقص ہو تو زکات واجب نہیں ہے۔ نصاب[4] مقدارِ مقرّرہ جس پر زکات واجب ہے اور اِس سے کم ہو تو زکات واجب نہیں۔ ہر چیز کے لئے جداگانہ نصاب ہے۔ حَول[5] یعنی پورے ایک برس کی مدّت کا انقضاء (گزرنا)۔ اگر اِس مدّت میں کمی ہو تو زکات واجب نہیں۔ ثمرہ (پھل) درختاں و پیداوارِ زراعت کے لئے مدّت مشروط نہیں ہے۔ سَوم[6] ۔ چراگاہ میں چرائی۔ یہ شرط صرف مویشی کے لئے ہے۔

اشیاءِ زکات ۔ وہ چیزیں جن پر زکات واجب ہے پانچ ہیں۔ مویشی[1] یعنی چوپائے۔ اشیائے[2] قیمتی۔ زراعت[3] ۔ میوہ[4] ۔ مالِ تجارت[5] ۔

مویشی میں صرف اونٹ[ا]۔ بقر[ا] گائے اور بیل (بھینس[ا] گائے میں داخل ہے) ۔ اور غنم[ب] یعنی مینڈی و بکری بشمول نر و مادہ، پر زکات واجب ہے ۔ گھوڑے پر زکات واجب نہیں ۔ مویشی پر زکات کے وجوب کے لئے سَوم کی شرط ہے ۔ جو جانور برس کے اکثر حصّے میں چارے پر پالے جاتے ہیں اُن کے لئے زکات نہیں ہے ۔ اگر برس کے نصف یا اس سے کمتر زمانے میں چارہ صرف اس مقدار میں دیا گیا ہو کہ اُس کے بغیر بھی مویشی زندہ رہ سکتے تھے تو اُن کے لئے بھی زکات واجب ہے ورنہ نہیں ۔ نصاب کی تفصیل یہہ ہے :-

اونٹ کا نصاب پانچ کی تعداد سے شروع ہوتا ہے اور پانچ اونٹوں پر ایک بکری یا مینڈی کی زکات واجب ہے ۔ بکری اور مینڈی میں نر اور مادہ دونوں کی اجازت ہے لیکن فرق یہہ ہے کہ مینڈی میں ایک سالہ اور بکری (چھیلی) میں دو سالہ کی قید ہے ۔ دس اونٹوں میں دو بکریاں ۔ پندرہ میں تین ۔ بیس میں چار بکریوں کی زکات ہے ۔ پچیس اونٹوں میں ایک سالہ اونٹ ۔ چھتیس میں دو سالہ اونٹ ۔ چھیالیس میں تین سالہ اونٹ ۔ اکسٹھ میں چار سالہ اونٹ ۔ چھتّر میں دو سالہ دو اونٹ اکیانوے میں تین سالہ دو اونٹ ۔ ایک سو اکیس میں دو سالہ تین اونٹ کی زکات واجب ہے ۔ اس کے بعد ہر چالیس میں ایک دو سالہ اونٹ اور ہر پچاس میں ایک سہ سالہ اونٹ کی زکات دیجائیگی ۔ مثلاً ایک سو چالیس میں دو سہ سالہ اور ایک دو سالہ اونٹ اور ایک سو پچاس میں تین سہ سالہ اونٹ کی زکات دیجائیگی ۔

بقر یعنی گائے بیل کا نصاب تیس کی تعداد سے شروع ہوتا ہے اور اس میں ایک سالہ ایک پاڑے نر کی زکات واجب ہے اگر بجائے نر کے مادہ یعنی پاڑی کی زکات دی جائے تو اولیٰ ہے ۔ چالیس میں دو سالہ پاڑی یا ایک سالہ دو پاڑے نکالے جاسکتے ہیں اور علیٰ ہذا ۔ مثال ایک سو بیس بقر پر تین دو سالہ پاڑیوں یا چار ایک سالہ پاڑیوں کی زکات ہوگی ۔

غنم یعنی بکری اور مینڈی نر و مادہ کا نصاب چالیس کی تعداد سے شروع ہوتا ہے اور ان میں ایک مینڈی یا بکری کی زکات دی جائیگی خواہ نر ہو یا مادہ لیکن فرق یہہ ہے کہ مینڈی میں ایک سالہ اور بکری میں دو سالہ کی قید رہے گی ۔ ایک سو اکیس میں دو بکریاں ۔ دو سو ایک میں تین ۔ چار سو میں چار اور پھر ہر سو میں ایک بکری کی زکات واجب ہوگی ۔

اشتراک ۔ دو اشخاص کے مویشی مشترکہ ہوں تو مجموعی تعداد پر ایک شخص کے مویشی کے حساب سے زکات دیجائیگی ۔ اشتراک کے چار مختلف اثرات ہیں :- (۱) اشتراک دونوں شریک کے لئے بعض وقت زکات کی تخفیف کی باعث ہوسکتی ہے جیسا کہ دونوں شریک کی مشترکہ ملکیت میں اَسّی بکریاں ہوں تو اِن میں ایک بکری کی زکات ہوگی ۔ (۲) اشتراک بعض وقت

دونوں شریک کے لئے اضافۂ زکات کی باعث بھی ہوسکتی ہے جیسا کہ دو کی مشترکہ ملکیت میں چالیس بکریاں ہوں تو ان میں ایک بکری زکات ہوگی (۳) کبھی شرکت ایک شریک کے لئے تخفیف اور دوسرے کے لئے اضافہ کی باعث ہوتی ہے جب کہ دو کی مشترکہ ملکیت میں ساٹھ بکریاں ہوں جن میں سے ایک شریک کی ایک تہائی اور دوسرے کی دو تہائی بکریاں ہوں (۴) کبھی شرکت سے نہ تخفیف ہوتی ہے اور نہ اضافہ جب کہ دونوں کی مشترکہ ملکیت میں دو سو بکریاں مساوی طور پر ہوں۔

شرائط شراکت۔ شراکت کے سات شرائط ہیں۔ رات کے بسیرے کی جگہ ایک ہو۔ چراگاہ کو لیجانے سے قبل جمع کرنے کی جگہ ایک ہو۔ چراگاہ اور چرواہا ایک ہو۔ سانڈھ ایک ہو۔ پانی پلانے کی جگہ مثل چشمے نہر وغیرہ کے ایک ہو اور دودھ دھونے کی جگہ ایک ہو۔ دودھ دھونے والے یا دودھ دھونے کے برتن کا ایک ہونا ضروری نہیں ہے۔

اشیاء قیمتی میں سونے اور چاندی پر زکات واجب ہے سکّے کی شکل میں ہوں یا نہ ہوں۔ کھیٹ سونے اور کھیٹ چاندی میں کوئی زکات نہیں ہے جب تک کہ اس کے خالص کا اندازہ نہ ہو اور جب تک کہ وہ خالص نصاب کے موافق نہ ہو۔ مباح زیورات میں بھی کوئی زکات نہیں ہے لیکن ان چیزوں میں جن کا استعمال حرام قرار دیا گیا ہے زکات واجب ہے۔ نصاب کی تفصیل یہ ہے۔

سونے کا نصاب بیس مثقال مکہ کے وزن سے شروع ہوتا ہے۔ مثقال ۱ $\frac{3}{7}$ درہم کے مساوی ہے اور ہندوستان میں بیس مثقال کا وزن ساڑھے سات تولے ہے۔ زکات اس کا چالیسواں حصہ نصف مثقال یعنی دو ماشے دو رتّی ہوگی اور جو مقدار بیس مثقال پر زیادہ ہوگی اس کی زکات اسی حساب سے ہوگی۔

چاندی کا نصاب دو سو درہم یعنی ساڑھے باون تولے سے شروع ہوتا ہے اور چالیسواں حصہ پانچ درہم یعنی ایک تولہ تین ماشے اور پانچ رتی زکات ہوگی۔ زیادہ پر بھی یہی حساب ہوگا۔

پیداوار زراعت میں صرف ان اجناس پر زکات واجب ہے جو غذا کے طور پر کھائے جاتے ہیں۔ جیسے گیہوں جوار۔ چنا۔ جو۔ باجری وغیرہ۔ پیداوار زراعت پر زکات کے وجوب کے لئے چار شرائط ہیں۔ آدمیوں نے بویا ہو۔ اگر پانی کے بہا لانے اور ہوا کے اڑا لانے سے خود رو طریقہ پر اگ جائے تو اس میں زکات نہیں ہے۔ زراعت میں ایک برس کی مدت کی شرط نہیں ہے۔ ہر ایک جنس کی تیاری پیمائش کی حد تک زکات واجب ہو جاتی ہے۔ کھانے کے اجناس ایسے ہوں جو ذخیرہ کئے جاسکتے ہوں یعنی شمار کئے جاسکتے ہوں۔ اگر ایسی جنس ہو جو غذا کی طور پر کھائی جائے یا ذخیرہ کرنے کے قابل نہ ہو تو اس پر زکات نہیں ہے۔ نصاب کے تعین میں چھلکا اور بھوسہ خارج کیا جائیگا۔

اجناس کا نِصاب پانچ وَسق سے شروع ہوتا ہے۔ پانچ وَسق ساڑھے سات سو سیر یا ایک کھنڈی کے مساوی ہیں۔ اس سے زیادہ پر بھی یہی حساب ہوگا۔ زراعت مینہ کے پانی یا بہتے ہوئے پانی سے ہو تو اُس کا دسواں حصّہ اور اگر ڈول یا موٹ یا یاتم سے پانی دیا جائے یا مشک پیپہ بنڈی یا جانور کے ذریعہ پانی پہنچایا جائے تو بیسواں حصّہ زکات واجب ہوگی۔ اگر قدرتی پانی اور مشقّت سے حاصل کیا ہوا پانی دونوں مقدار میں مساوی ہوں تو چالیسویں حصّے کا سہ چند حصّہ زکات ہوگی۔

میوہ میں صرف کھجور اور انگور پر زکات واجب ہے۔ میوے کے نِصاب اور مقدار زکات اور شرح زکات کی نسبت وہی شرایط اور قیود ہیں جو پیداوارِ زراعت کے لئے مقرّر ہیں۔

مالِ تجارت میں زکات کے وجوب کے لئے وہی شرایط ہیں جو قیمتی اشیاء کے لئے ہیں۔ مالِ تجارت پر زکات، پورا برس گزرنے پر خریدی ہوئی قیمت پر واجب ہوگی۔ مالِ تجارت کی قیمت آخر سال سے قبل نصاب کی مقدار کو پہنچی تھی یا نہ پہنچی تھی کوئی بات نہیں ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ آخر سال میں اُس کی قیمت نصاب کی مقدار کو پہنچی ہے یا نہیں۔ اور اگر پہنچی ہے تو زکات دیجائے گی ورنہ نہیں۔ قیمت کا چالیسواں حصّہ زکات کے لئے نکالا جائیگا۔

مَعدَن سے جو سونا اور چاندی نکالی جائے نِصاب ہو تو اُس کا چالیسواں حصّہ زکات ہوگی۔ معدن کا نصاب وہی ہے جو قیمتی اشیاء کا ہے۔

دفینہ، جو دستیاب ہو، نِصاب کی مقدار میں ہو تو اُس کا پانچواں حصّہ زکات ہے۔ دفینہ کا نِصاب وہی ہے جو قیمتی اشیاء کا ہے۔

فِطرہ کی زکات کے وجوب کے لئے چار شرایط ہیں۔ اسلام۔ اصلی کافر پر فطرہ نہیں مگر اُس پر اُس کے ایسے غلام اور قریب کے رشتہ داروں کا فطرہ ہوگا جو مسلمان ہوں اور جن کا نفقہ اُس کے ذمّے ہو۔ حُرّیّت یعنی آزادی۔ رمضان کے آخری روز سورج کا غروب۔ فطرہ اُس شخص کے لئے دیا جائے گا جو غروب کے بعد فوت ہو جائے بخلاف اُس بچّے کے جو غروب کے بعد پیدا ہو۔ زیادتی ایسی جو اپنے اور اپنے اہل و عیال کے عید کی صبح و شام دونوں وقت کی غذا سے با آسانی ہو سکے۔ اُن مسلمان متعلّقین کی طرف سے فِطرہ دیا جائیگا جن کی پرورش اُس کے ذمّے ہو۔ غلام، قرابت دار اور زوجہ کا فطرہ، جو کافر ہوں، مسلم پر واجب نہیں ہے اگرچہ اُن کا نفقہ اُس پر واجب ہے۔ فطرے کی مقدار اُس شہر کے غلّہ سے ایک صاع یعنی ڈھائی سیر ہے۔ اگر شہر میں متعدّد اجناس کے کھانے کا رواج ہو تو اُس میں سے فطرہ دیا جائیگا جو غالب طور پر کھائی جاتی ہے۔

بصورتِ عدمِ استطاعت ایک صاع سے کم بھی فطرہ دیا جاسکتا ہے۔

مستحقینِ زکات۔ آٹھ طبقوں کے لوگ زکات پانے کے مستحق ہیں جن کا ذکر کلامِ مجید میں ہے۔ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ۔ اِن کی تفصیل یہ ہے:۔

فقراء وہ لوگ ہیں جن کے پاس کوئی مال نہ ہو اور نہ کوئی کام ایسا ہو جس کے ذریعہ اپنی ضروریات پوری کر سکیں۔

مساکین اُن لوگوں کو کہیں گے جو مال یا ہنر آثار رکھتے ہوں جو اُن کی ضروریات کی تکمیل کے لئے کافی نہ ہو۔ جیسا کہ ایک شخص کے ضروریاتِ زندگی کے لئے دس درہم کی ضرورت ہو اور اُس کے پاس سات ہوں۔

عاملین وہ اشخاص جن کو امام نے صدقات کے وصول کرنے اور صدقات کو مستحقین پر تقسیم کرنے کے لئے مقرر کیا ہو۔

مؤلفۂ قلوب یعنی نومسلمین جن کو تالیفِ قلوب کے لئے زکات دی جاتی ہے اُن کی چار قسمیں ہیں۔ ایک وہ شخص جو اسلام لایا ہو مگر اس کا اسلام ضعیف ہو اور زکات اُس کے تالیفِ قلب کی باعث ہوسکے۔ دوسرا وہ شخص جو اسلام لایا ہو اور ارادہ قوی رکھتا ہو اور اُس کو اُس کی قوم میں ایسا شرف حاصل ہو کہ اُس کی قدر افزائی دوسرے کفّار کو اسلام کی طرف ترغیب دلائے۔ تیسرا وہ شخص جو اپنے اطراف کے کفّار کے شر سے ہم کو محفوظ رکھ سکے۔ چوتھا وہ شخص جو زکات کے مانعین کے شر سے ہم کو بچائے۔

رقاب یعنی غلاموں کو غلامی سے رہائی دلانے کے لئے زکات دی جائے۔ غلاموں سے وہ مکاتب مراد ہیں جن کے حق میں صحیح کتابت تحریر کی گئی ہو۔ دشمن کے ہاتھ قید شدہ لوگوں کا فدیہ بھی اسی مد میں داخل ہے۔

غارمین یعنی مقروضین جن کو ادائی قرضہ کے لئے زکات دی جائے۔ اِن کی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ شخص جس نے دو فرقوں کے درمیان برپا شدہ فتنہ کو رفع کرنے کے لئے قرض لیا ہو۔ دوسرا وہ شخص جو اپنے یا اپنے عیال کے مباح اغراض کی تکمیل کے لئے قرض لیا ہو اور تیسرا وہ شخص جس نے دوسرے کی ضمانت کے لئے قرض لیا ہو۔

سبیل اللہ یعنی ایسے غزاۃ کی امداد کے لئے جو خدا کے واسطے لڑنے نکلے ہوں۔ جن کا کوئی حصہ دفترِ مرتزقہ میں نہیں ہے۔ اس طبقہ کے لوگوں کو باوجود توانگر ہونے کے زکات دی جائے گی۔

ابن السبیل یعنی مسافرین جن کو مال کی حاجت ہو اور سفر معصیت کے لئے نہ ہو۔

ان آٹھوں طبقوں میں سے جو لوگ موجود ہوں اُن کو زکات دیجائے گی۔ اگر یہ سب کے سب مفقود ہوں تو زکات کو ان لوگوں کے دستیاب ہونے تک محفوظ رکھا جائے گا۔ ہر ایک طبقے میں سے کم از کم تین اشخاص کو زکات دی جائیگی البتہ طبقۂ عاملین میں ایک پر بھی اکتفا کی جا سکتی ہے۔

ممنوعینِ زکات۔ پانچ طبقے کے لوگوں کو زکات دینا جائز نہیں ہے۔ تونگر کو خواہ مال کی وجہ سے ہو یا ہُنر کی وجہ سے۔ غلام کو۔ اُس شخص کو جو بنی ہاشم اور بنی مطلب کے خاندان سے ہو۔ البتہ اُن کو صدقۂ تطوع دیا جا سکتا ہے۔ کافروں کو۔ اُن اشخاص کو جن کی پرورش اپنے ذمہ ہو فقراء وغیرہ کے زمرے میں شریک کر کے زکات کا دینا جائز نہیں ہے۔ البتہ غازی یا مقروض کے نام سے اِن کو زکات دی جا سکتی ہے۔

صیام

روزہ

صیام اور **صوم** کے معنی اِمساک یعنی رُکے رہنے کے ہیں اور شرع میں ایک خاص نیّت کے ساتھ روزے کو توڑنے والے اُمور سے دن بھر پرہیز کرنے کو صیام کہتے ہیں، اُس شخص کے جانب سے جو روزے کی اہلیّت رکھتا ہو۔

شرائطِ صحتِ صیام۔ روزے کے صحیح ہونے کے لئے چار شرطیں ہیں۔ اسلام۔ عقل۔ نقاء عن الحیض والنفاس یعنی عورت کے لئے حیض و نفاس سے پاک ہونا بھی شرط ہے۔ اوقاتِ صبح صادق اور مغرب سے واقفیّت۔ اس لئے کہ ان دونوں اوقات کے درمیان کھانے پینے سے پرہیز درکار ہے۔

شرائطِ وجوبِ صیام۔ روزے کے واجب ہونے کے لئے چار شرطیں ہیں۔ اسلام۔ بلوغ۔ عقل۔ اور قدرت یعنی روزہ رکھنے کے لئے طاقت ہو۔ ان چاروں صفات کے خلاف میں روزہ واجب نہیں ہے۔

ارکانِ صیام۔ روزے کے ارکان جن کو فرائض بھی کہا گیا ہے چار ہیں۔ نیّت۔ نیّت قلب سے ہو، زبان سے اظہار کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ نیّت کی تبییت یعنی نیّت کا رات میں واقع ہونا بھی ضروری ہے اگر روزہ فرض یا

نذر کیا ہوا ہو۔ نفل روزے میں نیت کی تبییت کی قید نہیں ہے۔ فرض روزے میں روزے کا تعیّن بھی واجب ہے۔ جیسا کہ رمضان کا روزہ۔ رمضان کے روزے کی اقل نیت نَوَیْتُ صَوْمَ رَمَضَانَ اور اکمل نیت نَوَیْتُ صَوْمَ غَدٍ عَنْ اَدَاءِ فَرْضِ رَمَضَانَ هٰذِهِ السَّنَةِ لِلّٰهِ تَعَالٰی ہے۔ عمداً کھانے پینے سے پرہیز کرنا۔ بھول کر یا جہالت کی وجہ سے کھائے یا پیے تو روزہ نہیں ٹوٹیگا بشرطیکہ ناواقفیت علماء سے دوری کی وجہ سے ہو۔ عمداً جماع سے پرہیز کرنا۔ بھول کر جماع کرنے کا حکم وہی ہے جو بھول کر کھانے پینے کا ہے۔ عمداً قے کرنے سے پرہیز کرنا۔ اگر اپنے سے قے ہوجائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

مُبطلاتِ صیام۔ روزے کے توڑنے والے امور دس ہیں۔ کسی چیز کا عمداً معمولی ذریعے سے یا غیر معمولی زخم وغیرہ کے ذریعے سے پیٹ میں یا سر میں پہنچانا۔ چیز سے مراد دنیوی مادی شئی ہے۔ اور تنباکو وغیرہ کا دھواں بھی اس میں داخل ہے۔ حقنے کے ذریعے کوئی چیز آگے یا پیچھے کے راستے سے پہنچانا۔ عمداً قے کرنا۔ اگر قے اپنے سے ہوجائے تو روزہ نہ ٹوٹیگا۔ عمداً شرمگاہ میں وطی کرنا۔ اگر بھول کر وطی کرے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ انزال یعنی منی کا اخراج مباشرت کی وجہ سے بغیر جماع کے محرم ہو یا غیر محرم ہو۔ مباشرت دو اشخاص کے بشروں یعنی جلدوں کے بغیر حائل کے راست چھو لینے کو کہتے ہیں۔ مباشرت کی قید سے احتلام خارج ہوگیا۔ روزہ احتلام کی وجہ سے نہیں ٹوٹتا۔ حیض۔ نفاس۔ جنون اور ردّت۔ ان آخری چار امور میں سے کوئی بات ذری بھی روزے میں ظاہر ہو تو روزے کو توڑے گی۔

مستحبّاتِ صیام۔ روزے میں تین باتیں مستحب ہیں۔ تعجیل افطار میں بشرطیکہ سورج کا غروب متحقق ہوجائے۔ اگر سورج کے غروب میں شک ہو تو افطار میں جلدی نہ کی جائے۔ کھجور سے ورنہ پانی سے ورنہ میٹھی چیز سے افطار کرنا سنّت ہے۔ افطار کے بعد کہے اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ ذَهَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔ تاخیر سحری کرنے میں بشرطیکہ وقت کی نسبت کوئی شک نہ ہو اگر شک ہو تو تاخیر نہ کیجائے۔ سحری کا وقت نصفِ شب سے شروع ہوتا ہے۔ سحری کا مقصد تھوڑے سے کھانے پینے سے بھی حاصل ہوتا ہے۔ ترکِ فحش کلامی۔ جھوٹ، غیبت اور گالی گلوج سے روزہ دار اپنی زبان کو محفوظ رکھے۔ گالی کے جواب میں روزہ دار کہے کہ "میں روزے سے ہوں" نووی نے لکھا ہے کہ زبان سے کہے اور رافعی نے نقل کیا ہے کہ اپنے دل

میں کہہ لے اور بس اسی پر اکتفا کرے۔

حرام ہے پانچ دنوں میں روزہ رکھنا۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دو دن اور تشریق کے تین دن جو عید الاضحیٰ کے دن کے بعد میں متصل ہیں۔ دیگر ہر سہ ائمہؒ کے پاس ایّام تشریق دو ہیں۔

مکروہِ تحریمی ہے شک کے دن بغیر کسی سبب کے روزہ رکھنا سوائے اس کے کہ اُس دن ثواب کے طور پہ روزہ رکھنے کی عادت رہی ہو جیسا کہ اُس شخص کے لئے جو ہر دوسرے دن روزہ رکھتا ہو اور شک کا دن روزے کی باری کا دن ہو۔ نذر کیا ہوا اور قضا، روزہ بھی شک کے دن رکھا جا سکتا ہے۔ شک کا دن شعبان کا تیسواں دن ہے جب مطلع ابر آلود نہ ہونے کے باوجود ہلال نظر نہ آئے اور لوگ ہلال کا نظر آنا بیان کریں مگر کس نے دیکھا ظاہر نہ ہو یا رؤیت ہلال کی شہادت بچے غلام یا فاسق و فاجر ادا کریں۔ ابر ہو تو کسی شک کی گنجائش ہی نہیں وہ دن قطعی طور پر شعبان میں شمار ہوگا۔

کفّارہ ۔ وہ شخص جس پر رمضان کا روزہ فرض ہو اور رات میں روزے کی نیّت کر چکا ہو عمداً شرمگاہ میں وطی کرے تو اُس پر روزے کی قضا اور کفّارہ دونوں واجب ہیں۔ کفّارہ یہ ہے کہ ایک ایسے مسلمان غلام یا باندی کو آزاد کرے جو معذور نہ ہو اور لائق کار ہو۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو دو مہینے مسلسل روزے رکھے جائیں۔ اگر اس طرح روزے بھی نہ رکھے جا سکیں تو ساٹھ فقیروں اور مسکینوں کو فی کس ایک مُدّ یعنی دس چھٹانک کے حساب سے ایسی غذا کھلائی جائے جس کی شرط صدقۂ فطر میں ہے۔ اگر ان سب سے عاجز ہو تو کفّارہ اُس کے ذمّے باقی رہے گا۔ جب کبھی متذکرۂ بالا صورتوں میں سے کسی صورت پر قدرت حاصل ہو تو اُس پر عمل کیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص رمضان کا روزہ کسی عذر کی وجہ سے اپنے ذمّے رکھ کر فوت ہو جائے جیسا کہ مرض کی وجہ سے روزہ توڑا گیا ہو اور قضا نہ کیا گیا ہو اور مرض مُنجر (پہنچانے والا) بہ ہلاکت ہو جائے تو اُس روزے کے فوت ہونے کی وجہ سے اُس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اگر روزہ بغیر کسی عذر کے فوت ہو جائے اور قضا پر قدرت پانے سے پیشتر وہ شخص فوت ہو جائے تو ولی کو چاہئے کہ میّت کے ترکہ سے ہر ایک فوت شدہ روزے کے عوض ایک مُدّ غذا جو دس چھٹانک کے برابر ہے صدقہ دے۔ قولِ قدیم میں یہ جائز اور سُنّت تھا کہ میّت کی طرف سے ولی روزہ رکھے۔ بوڑھا شخص اور ایسا مریض جس کی صحت یابی کی اُمید نہ ہو اگر روزہ نہ رکھ سکے تو ہر روزہ کے لئے ایک مُدّ کھانا کھلائے۔ جس روزے کی بابتہ صدقہ دیا جا رہا ہے اُس روزے کی شام سے پیشتر صدقہ دینا جائز نہیں ہے۔ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو روزہ رکھنے کی وجہ سے اپنی ذات کو کسی ضرر کے پہنچنے کا خوف ہو تو مثل مریض کے روزہ توڑ سکتی ہے اور اُس پر روزے کی قضا واجب

ہو گی۔ اگر عورت کو خوف پیدا ہو کہ اُس کے بچے کو نقصان پہنچے گا تو بھی وہ روزہ توڑ سکتی ہے لیکن اُس پر قضا اور کفّارہ دونوں واجب ہونگے اور کفارہ روزانہ ایک مُد کے حساب سے ہوگا۔ مریض اور مسافر روزے سے مضرت کا خوف کریں تو روزہ توڑ سکتے ہیں لیکن اُن پر قضا واجب ہے۔ مسافر کے لئے شرط ہے کہ سفر طویل اور مباح ہو۔ مریض کا مرض دن اور رات میں مسلسل جاری ہو یا روزے کے آغاز کا وقت ہی علالت کا وقت ہو تو رات ہی کو نیّت ترک کرے، ورنہ رات کو نیّت کرے اگر علالت عود کرے اور روزہ توڑنے کی نوبت آئے تو روزہ توڑ سکتا ہے۔

صیامِ تطوّع۔ ان ایّام میں نفل روزہ رکھنا مستحب ہے۔ عرفہ، نویں ذی الحجّہ۔ عاشوراء، دسویں محرّم۔ تاسوعاء، نویں محرّم۔ اور ایّامِ بیض یعنی چاندنی کی راتوں کے تین دن تیرہویں سے پندرہویں تک اور ستّہ شوال یعنی شوال کے چھ دن لیکن ان کا عید سے متصل اور مسلسل رکھنا افضل ہے۔

اِعتکاف

اِعتکاف کے معنی کسی بات پر قائم رہنے کے ہیں نیک ہو یا بد اور شرع میں مسجد میں ایک خاص طریقہ پر اقامت کرنے کو اِعتکاف کہتے ہیں۔ اعتکاف سُنّت ہے۔ بافضل نے سُنّتِ مؤکّدہ لکھا ہے۔ اعتکاف واجب ہے اگر نذر کیا گیا ہو، حرام ہے اگر عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اعتکاف کرے اور مکروہ ہے اگر خوبصورت اور شکیل عورت اعتکاف کرے خاوند کی اجازت کے باوجود۔

وقتِ اعتکاف۔ ہر ایک وقت اعتکاف کیا جا سکتا ہے۔ رات یا دن کی قید نہیں ہے اور نہ روزے کی قید ہے لیکن رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف افضل ہے اس لئے کہ بقولِ امام شافعیؒ لیلۃ القدر ان ہی دنوں میں واقع ہوئی ہے۔ ان راتوں میں سے ہر ایک رات کی نسبت لیلۃ القدر کا احتمال ہے اور طاق تاریخوں کی راتوں میں احتمال قوی ہے اور ان میں بھی اکیسویں اور تیئیسویں تاریخوں میں قوی تر احتمال ہے۔

شرائطِ صحّتِ اعتکاف۔ اعتکاف کے صحیح ہونے کے لئے اسلام عقل اور حیض نفاس اور جنابت سے پاکی کی شرط ہے۔ کافر مجنون حائض نفساء اور جُنب کا اعتکاف صحیح نہیں ہے۔

ارکانِ اعتکاف۔ اعتکاف کے ارکان یا فرائض یہ ہیں۔ نیّت، نذر کئے ہوئے اعتکاف میں فرضیّت کی نیّت کی جائے۔ نیّت قلب سے ہوگی سنّت میں نَوَیْتُ الْاِعْتِکَافَ، میں اعتکاف کی نیّت کرتا ہوں، اور نذر کی صورت میں

نَوَيْتُ الْاِعْتِكَافَ الْمَنْذُوْرَ کہے۔ قیامِ مسجد میں۔ قیام طمانیت کے اندازے پر کافی نہیں ہے بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہو تاکہ ایسا قیام عکوف کہلائے۔ طمانیت اس قدر زمانہ کو کہتے ہیں جس میں تسبیح سُبْحَانَ اللّٰہِ کہی جا سکے مُعتکفِ نذر کے ہوئے اعتکاف سے خارج نہیں ہو سکتا سوائے انسانی حوائج پیشاب پاخانہ یا غسل جنابت کی ضرورت کے لاحق ہونے کے۔ عورت حیض و نفاس کے عذر کی وجہ سے مسجد سے نکل جائے گی۔ ایسے مرض کے عذر کے باعث بھی جس کے ساتھ مسجد میں قیام کرنا ممکن نہ ہو مسجد سے خارج ہو سکتے ہیں اس کا نتیجہ یہ کہ خفیف علالت یا بخار وغیرہ کی وجہ سے مسجد سے خارج نہ ہو۔ اعتکاف وطی سے ٹوٹتا ہے۔

حج

حج کے معنی قصد اور ارادے کے ہیں اور شرع میں عبادت کی غرض سے بیت الحرام کا قصد کرنے کو حج کہتے ہیں۔ عُمرہ کے معنی زیارت کے ہیں اور شرع میں عبادت کی غرض سے بیت الحرام کی زیارت کو عُمرہ کہتے ہیں۔ حج اور عُمرہ میں فرق یہ ہے کہ حج میں وقوفِ عرفہ ایک رکن ہے جو عُمرہ میں نہیں ہے۔

شرائطِ وجوبِ حج۔ سات شرائط پائے جائیں تو حج واجب ہوتا ہے اور یہی شرائط عُمرہ کے لئے بھی ہیں۔ اسلام[۱] بلوغ[۲] عقل[۳] حُرّیت[۴]۔ ان چاروں صفات کے خلاف یعنی بحالتِ کفر، نابالغی، جنون و غلامی حج واجب نہیں ہے۔ استطاعت[۵]۔ اس میں زادِ راہ، سامانِ سفر سواری اور متعلقین کا نفقہ بھی داخل ہے۔ سواری کی شرط صرف اُس صورت میں عائد ہوگی جب کہ مکّہ کی مسافت دو منزل یا اس سے زیادہ ہو۔ اس قدر مسافت میں حاجی کے پیادہ چلنے کی صلاحیت اور عدمِ صلاحیت کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ اگر مسافت دو منزل سے کم ہو اور قویٰ میں چلنے کی صلاحیت اور قدرت ہو تو اُس پر حج بغیر سواری کے بھی واجب ہے۔ اُن اشخاص کے لئے جن کی سکونت مکّہ کے قریب ہو سواری کی شرط نہیں ہے۔ یہ بھی شرط ہے کہ قرض کا بار نہ ہو اور اگر ہو تو ادائی کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اپنے زمانۂ غیاب اور مدّتِ سفر میں اُن اشخاص کے حالات کے بموجب نفقہ، سکونت اور خدمت گذاری وغیرہ کے انتظام کے مصارف کی گنجائش رکھتا ہو جن کی پرورش اس کے ذمہ ہو۔ راستہ پُر امن ہو۔ امن کی توقع ہو اور کسی خطرہ کا احتمال نہ ہو۔ اگر کسی شخص کو سفر میں اپنی ذات، مال یا سامان کو مضرت پہنچنے کا

خوف ہو تو اُس پر حج واجب نہیں۔ راستے میں ٹھہرنے کے مقامات پر پانی وغیرہ کی سہولت بھی شروط ہے۔ وقت اتنا ہو کہ سفر طے کیا جا سکے۔ اس میں وہ وقت بھی شامل ہے جو سامانِ سفر اور سواری کی تیاری کے لئے درکار ہو۔ اگر بوجہ تنگیٔ وقت کسی ایک دن میں دو منزل کا سفر طے کرنے پر مجبور ہو اور اُس سے ضرر کا احتمال ہو تو اُس شخص پر حج واجب نہیں ہے۔

ارکانِ حج پانچ ہیں۔ احرام یعنی حج میں داخل ہونے کی نیت نَوَیْتُ الْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِهٖ لِلّٰهِ تَعَالٰی (میں حج کی نیت کرتا ہوں اور احرام کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے لئے) نیت کا مرکز قلب ہے لیکن زبان سے کہنا بھی سُنّت ہے۔ احرام کے لئے غسل کرنا بھی سُنّت ہے۔ اگر غسل نہ کر سکے تو تیمم کرے۔ احرام میں افضل یہ ہے کہ احرام اُس وقت کرے جب کہ راستے کا رُخ کرے۔ احرام میں حج یا عُمرے یا دونوں کا تعین بھی کرے۔ وقوف بہ عرفہ۔ اس سے مراد حاجی کی مقامِ عرفہ پر کم از کم ایک لحظہ حاضری ہے عرفہ یعنی نویں ذی الحجّہ کے روز سُورج کے زوال کے بعد بشرطیکہ عبادت کے اہل ہو یعنی عقل وحواس قائم ہوں۔ وقوف کا وقت یوم نحر یعنے دسویں ذی الحجّہ کی فجر تک جاری رہتا ہے۔ سُنّت یہ ہے کہ عرفہ کے دن کو آئندہ رات کے ساتھ ملائے اور غروب تک توقف کرے۔ اس رُکن کو تنہا حج کے مساوی تصور کیا گیا ہے۔ ذکر اور دعا میں کثرت بھی مسنون ہے۔ اور افضل دعا یہ ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ
(نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور وہ تنہا ہے۔ اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں اسی کی حکومت ہے اور اسی کے لئے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ اے اللہ)
اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ
(روشن) کر میرے دل میں نور اور میری آنکھ میں نور یا اللہ کھول دے میرے سینہ کو اور آسان کر میرے کام کو

طواف۔ خانۂ کعبہ کے سات طواف کئے جائیں۔ خانۂ کعبہ بائیں جانب رہے۔ حجرِ اسود سے طواف کی ابتدا کرے اور جب حجرِ اسود کے پاس سے گزرے تو اپنے پورے بدن سے اُس کے محاذی (مقابل) ہو جائے۔ اگر حجرِ اسود سے ابتدا نہ کی گئی ہو تو اُس طواف کا شمار ہی نہ ہوگا۔ سعی۔ صفا اور مروہ کے درمیان سات مرتبہ سعی کرنا۔ صفا سے ابتدا کرکے مروہ پر ختم کیجائے۔ صفا سے مروہ کا سفر ایک سعی اور واپسی کو دوسری سعی شمار کیجائے۔ صفا کوہِ ابی قبیس کے کنارے کو اور مروہ مکّہ کے ایک مشہور مقام کو کہتے ہیں۔ اور ان دونوں کے درمیان فصل سات سو تہتر ہاتھ یعنی تین سو چھیاسی گز ہے۔ اور حلق یعنی بال مونڈھنا اور تقصیر یعنی بال ترشوانا۔ وہ بال جو سر کے حد سے خارج ہوں اُن کی حلق یا تقصیر بھی کافی ہے بخلاف وضو کے مرد کے لئے حلق اور عورت کے لئے تقصیر افضل ہے۔ اقلِ حلق اور تقصیر یہ ہے کہ سر سے تین بالوں کا ازالہ کرے۔ جس کے سر میں بال نہ ہوں اُس کے لئے سر پر استرا پھیرنا سُنّت ہے۔ سر کے علاوہ دوسرے مقامات داڑھی وغیرہ کے بالوں

سے اس رکن کی تکمیل نہیں ہوتی - واجب ہے جملہ ارکان پر احرام کی تقدیم اور طواف اور حلق یا تقصیر پر وقوف کی تقدیم اور سعی پر طواف کی تقدیم ۔ حلق یا تقصیر اور طواف کے مابین کوئی ترتیب نہیں ہے ۔ اس ترتیب کو بعض نے ایک مستقل اور چھٹا رکن قرار دیا ہے ۔ حلق اور تقصیر کو ابو شجاع نے واجبات میں شمار کیا تھا لیکن ابن قاسم اور بیجوری کا قول ہے کہ ارکان میں داخل ہے اور اعتماد اسی پر ہے ۔ ارکان اور واجبات میں فرق یہ ہے کہ ارکان پر حج موقوف ہے جس کی تلافی دم سے نہیں ہوسکتی اور واجبات پر حج موقوف نہیں ہے اور ان کی تلافی دم سے ہوسکتی ہے ۔

ارکانِ عمرہ چار ہیں ۔ احرام یعنی نیّت نَوَیْتُ الْعُمْرَةَ وَاَحْرَمْتُ بِهَا لِلّٰهِ تَعَالٰی (میں عمرہ کی نیت کرتا ہوں اور احرام کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے لئے) ۔ طواف ۔ سعی ۔ اور حلق یا تقصیر ۔ ان کی تفصیل ارکانِ حج میں بیان کی جاچکی ہے ۔

واجباتِ حج ۔ حج کے واجبات جو ارکان میں داخل نہیں ہیں وہ یہ ہیں ۔ احرام میقات سے ۔ میقات کی دو قسمیں ہیں میقاتِ زمانی یعنی وہ وقت جس میں احرام کیا جاسکتا ہے اور میقاتِ مکانی وہ مکان جہاں احرام کرنا چاہئے ۔ میقاتِ زمانی حج کے لئے شوال ، ذی القعدہ اور ذی الحجہ کی دس راتیں ہیں ۔ اور عمرہ کے لئے برس کے پورے دنوں میں احرام ہوسکتا ہے ۔ میقاتِ مکانی حج کے لئے اُس شخص کے لئے جو مکہ میں مقیم ہو ، مکی ہو یا آفاقی نفسِ مکہ ہے اور غیر مقیم کے لئے جو بیرونِ مکہ سے آئے آنیوالے مقامات کے جہات کے لحاظ سے علٰحدہ علٰحدہ میقات مقرر ہے ۔ مدینہ کی سمت کے لئے ذُوالحلیفہ میقات ہے ۔ شام مصر یا مغرب کے لئے الجحفة ۔ تہامۃ الیمن کے لئے یلملم ، ہندوستان کے لئے بھی یلملم ۔ نجدِ حجاز اور نجدِ یمن کے لئے قرن اور مشرق کے لئے ذاتَ عرق ہے ۔ عمرہ کے لئے میقاتِ مکانی اُس شخص کے لئے جو بیرونِ حرم ہو وہی ہے جو حج کی میقات ہے اور اُس شخص کے لئے جو حرم میں ہو حل ہے یعنی خارج از حرم معتمر کو احرام کے لئے قریب ترین حل تک جانا ہوگا ۔ افضل حلِ جعرانۃ ہے ۔ اُس کے بعد تنعیم اور حدیبیہ ۔

رمیِ جمرات ۔ رمی کنکری مارنے کو اور جمرہ اُس ستون کو کہتے ہیں جس کو کنکری ماری جاتی ہے ۔ جملہ تین جمرے ہیں ۔ پہلا جمرۂ کبریٰ جو مسجدِ خیف کے قریب ہے اور اُس کے بعد جمرۂ وسطیٰ یعنی درمیانی اور آخر میں جمرۂ عقبہ جو مکہ کے قریب ہے ۔ یوم نحر یعنی دس ذی الحجہ کو سات کنکریاں صرف جمرۂ عقبہ پر اور تشریق کے ہر سہ روز ہر سہ جمرات پر سات سات کنکریاں مارنا واجب ہے ۔ شرائطِ صحتِ رمی یہ ہے کہ جمرات کے مارنے میں ترتیب ہو ۔ کبریٰ سے ابتدا کرے اُس کے بعد وسطیٰ کو اور پھر عقبہ کو مارے ۔ ہر ایک جمرے میں سات کنکریاں ایک کے بعد ایک مارے ۔ اگر دو کنکریاں وقتِ واحد میں مارے تو ایک ہی

شمار ہوگی۔ البتہ ایک ہی کنکری کو سات دفعہ مارا جا سکتا ہے مگر یہ مکروہ ہے۔ جُمرے کو مارنے کے ارادہ سے کنکری مارے۔ مَرمی کو کنکری کے پہنچنے کی توقع بھی ہو۔ کنکریاں پتھر کی قسم سے ہوں۔ کنکری ہاتھ سے پھینکی جائے۔ اَوقات۔ یومِ نحر کی (جس کو کنکری ماری جاتی ہے)
جُمرہ عقبہ کی رَمی کا وقت نحر کی آدھی رات سے شروع ہوتا ہے اور وقتِ فضیلت سورج کے بلند ہونے کے بعد سے زوال تک ہے۔ وقتِ اختیاری دِن کے آخر تک اور وقتِ جواز تشریق کے تیسرے روز کے آخر تک ہے۔ ایامِ تشریق کے ہر سہ جمرات کے رَمی کا وقت سُورج کے زوال سے شروع ہوتا ہے اور وقتِ اختیاری آخرِ روز تک اور وقتِ جواز آخرِ یومِ تشریق کے آخر تک ہے۔ سُنّت ہے کہ کنکری دو اُنگل سے کم ہو۔ اگر کنکری کی طہارت میں شبہ ہو تو دھولی جائے۔ یومِ نحر کے لئے مزدلفہ سے اور ایّامِ تشریق کے لئے وادی محسر سے کنکریاں حاصل کی جائیں۔ ہر کنکری کے مارنے کے وقت یہ پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَأَعَزَّ
شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے۔ اور اللہ بزرگ ہے۔ سچ کیا اللہ نے اپنا وعدہ اور مدد کیا اپنے بندہ کی اور
جُنْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ مُخْلِصِينَ
غالب کیا اُس کے لشکر کو اور شکست دی جماعتوں کو اس نے تنہا۔ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے۔ اور ہم عبادت نہیں کرتے مگر اُسکی۔ اس کے لئے
لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ ۝
دین کو خالص کرکے۔ اور اگرچہ کہ کافر لوگوں کو ناگوار ہو۔

واجباتِ عُمرہ دو ہیں۔ احرام[1] میقات سے۔ اُس کی تفصیل واجباتِ حج میں بیان کی جا چکی ہے۔ اجتناب[2] احرام کے محرّمات سے۔ جو اُمور کہ احرامِ حج میں ممنوع ہیں احرامِ عُمرہ میں بھی ممنوع ہیں۔ (پرہیز کرنا۔)

سُنَنِ حج وعُمرہ۔ حج و عُمرہ کی سُنتیں نو ہیں۔ افراد[1]۔ حج پہلے اور عُمرہ بعد۔ حج اور عمرہ کی ادائی کے تین طریقے ہیں پہلا طریقہ افراد، اس طرح کہ حج کی میقات سے حج کے لئے احرام کرے اور مناسکِ حج ادا کرے اور اس سے فراغت پانے کے بعد مکّہ سے باہر نکلے اور حِل کے قریب تر مقام تک پہنچے اور عُمرہ کے لئے احرام کرکے مناسکِ عُمرہ ادا کرے۔ حِل کا افضل مقام جِعْرَانَة ہے، اُس کے بعد تنعیم اور پھر حُدَيْبِيَة۔ دوسرا طریقہ تمتُّع ہے۔ اس طرح کہ پہلے عُمرے کے لئے احرام کرے اور مناسکِ عُمرہ ادا کرے اور عُمرے سے فراغت پانے کے بعد حج کے لئے احرام کرے۔ تیسرا طریقہ قِران ہے۔ وہ اس طرح کہ حج اور عُمرہ دونوں کے لئے ایک ساتھ احرام کرے یا پہلے عُمرے کے لئے احرام کرے اور مناسکِ عُمرہ کے شروع کرنے سے پیشتر ہی حج کے لئے احرام کرے اور اُس کے بعد مناسک ادا کرے تو حج اور عُمرہ دونوں حاصل ہو جاتے ہیں۔ افراد افضل ہے اور اُس کے بعد تمتُّع کا درجہ ہے اور پھر قِران کا۔ تلبیہ[2]۔ احرام کے زمانہ میں تلبیہ کا کثرت سے کہنا

سُنّت ہے۔ البتہ طواف اور سعی کے لئے دوسرے اذکار ہیں اور رمی کے لئے بھی علیحدہ تکبیر ہے۔ تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں۔

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ
یا اللہ میں تیری دعوت کی اجابت پر قائم ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہے بےشک تمام تعریف اور تمام نعمت تیرے ہی لئے ہے اور حکومت تیری ہی ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہے

سنت ہے کہ ان الفاظ میں نہ کمی کرے اور نہ اضافہ۔ اور تلبیہ کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور درود کی آواز تلبیہ کی آواز سے کسی قدر پست رہے۔ اس کے بعد دعا مانگے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ
یا اللہ میں مانگتا ہوں تجھ سے

رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ سَخَطِكَ وَالنَّارِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لَكَ وَلِرَسُوْلِكَ
تیری رضا اور جنت اور پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے تیرے غصے اور دوزخ سے۔ یا اللہ مجھ کو ان لوگوں میں سے کر جنھوں نے تیری اور تیرے پیغمبر کی

وَاٰمَنُوْا بِكَ وَوَثِقُوْا بِوَعْدِكَ وَوَفُوْا بِعَهْدِكَ وَاتَّبَعُوْا اَمْرَكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنْ وَفْدِكَ الَّذِيْنَ
دعوت پر جواب دیا اور تجھ پر ایمان لائے اور بھروسہ کیا تیرے وعدے پر اور پورا کیا تیرے عہد کو اور پیروی کی تیرے حکم کی۔ یا اللہ بنا مجھ کو تیرے پاس آنے والے ان لوگوں میں سے جن سے

رَضِيْتَ وَارْتَضَيْتَ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِيْ اِذَا مَا نَوَيْتُ وَتَقَبَّلْ مِنِّيْ يَا كَرِيْمُ۔ مرد تلبیہ بلند آواز سے کہے۔ کسی
تو راضی ہوا اور پسند کیا۔ یا اللہ آسان کر میرے لئے جب کہ میں ارادہ کروں اور قبول کر مجھ سے اے کریم

پسندیدہ یا مکروہ چیز پر نظر پڑے تو سنت ہے محرم کے لئے کہنا لَبَّيْكَ اِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْاٰخِرَةِ۔ اور غیر محرم کے لئے کہنا اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْاٰخِرَةِ۔ طوافِ قدوم۔ یہ طواف اُس شخص کے لئے مخصوص ہے جو عید کی نصف شب سے قبل مکہ میں داخل ہو۔ نصف شب کے گزر جانے کے بعد طوافِ قدوم مسنون نہیں ہے۔ اس لئے کہ نصف شب کے بعد طوافِ افاضہ کرنا ہوگا۔ شب باشیِ مزدلفہ۔ یعنی مزدلفہ میں شبِ عید کے نصفِ آخر میں کم از کم ایک لحظہ کے لئے موجود رہنا اور مزدلفہ سے یومِ نحر کے رمیِ جمار کے لئے کنکریوں کا حاصل کرنا سنت ہے۔ دو رکعتِ طواف۔ طواف سے فارغ ہونے کے بعد دو رکعت نماز دن میں اسرار سے یعنی آہستہ اور رات میں جہر سے پڑھی جائیں۔ اس نماز کے لئے سب سے افضل مقامِ ابراہیم ہے اُس کے بعد کعبہ اور پھر حطیم اور پھر بقیۂ مسجد اور دارِ خدیجہ و دارِ خیزران۔ اور بقیۂ مکہ بقیۂ حرم اور پھر حِل۔ شب باشیِ منیٰ۔ ایامِ تشریق کی تینوں راتوں کا بڑا حصہ منیٰ میں گزارنا۔ مزدلفہ کی طرح اس بارے میں بھی رافعی اور نووی میں اختلاف ہے۔ طوافِ وداع۔ مکہ سے واپسی کے وقت طواف، حج کیا ہو یا نہ کیا ہو، سفر طویل ہو یا مختصر۔ اس طواف کو حج سے تعلق نہیں ہے۔ یہ طواف ہر شخص پر جو مکہ سے سفر کرے واجب ہے۔ آبِ زمزم کا پینا، حاجی معتمر اور دوسروں کے لئے۔ زیارتِ مزارِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حاجی معتمر اور دوسروں کے لئے۔ حرمِ مدینہ میں داخل ہونے سے قبل غسل بھی سنت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آہستہ آواز میں سلام بھیجے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ
اے خدا کے رسول تم پر سلام ہو اے خدا کے نبی تم پر سلام ہو اے خدا کے دوست تم پر سلام ہو

أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ حَقًّا بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَأَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ
میں گواہی دیتا ہوں تحقیق کہ یہ سچ ہے کہ آپ خدا کے پیغمبر ہیں۔ آپ نے خدا کے پیغام کو پہنچایا اور پوری کی امانت کو اور نصیحت کی امت کو اور
وَكَشَفْتَ الْغُمَّةَ وَجَلَوْتَ الظُّلْمَةَ وَنَطَقْتَ بِالْحِكْمَةِ وَجَاهَدْتَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا أَفْضَلَ الْجَزَاءِ
اور دور کی تکلیف کو اور روشن کی تاریکی کو اور جو کہا حکمت کے ساتھ کہا اور آپ نے جہاد کیا اللہ کے رستہ میں سچا جہاد۔ اللہ آپ کو بہترین جزا دے ہماری طرف سے

احرام کے وقت مرد کو چاہیئے کہ سِئے ہوئے اور بُنے ہوئے کپڑے ٹوپی خف اور جُوتے وغیرہ اُتار دے اور تہمد اور چادر دونوں سفید اور جدید استعمال کرے اور اگر جدید نہ ہوں تو پاک صاف ہوں تو بھی کافی ہے۔ نووی نے اس عمل کو مستحب ظاہر کیا تھا لیکن بیجوری نے اُس کے وجوب کی رائے دی ہے اور اعتماد اسی پر ہے۔

محرّمات احرام ۔ احرام کی حالت میں مُحرِم پر دسؔ چیزیں حرام ہیں۔ سِئی ہوئی چیز قمیص، قبا، خُف، بُنی ہوئی چیز زرہ مندے کی طرح جمائی ہوئی چیز لبادہ وغیرہ کا بدن کے کسی حصہ پر بھی استعمال کرنا حرام ہے۔ مردؔ کے لئے پورے سر یا اس کے بعض حصے کا ستر کرنے والی چیز یعنی شملا اور ٹوپی وغیرہ سے ڈھانپنا حرام ہے۔ اگر وہ چیز ساتر نہ تصوّر کی جائے تو مضائقہ نہیں۔ جیسا کہ سر کے کچھ حصے پر ہاتھ رکھے یا محمل کے زیر سایہ رہے۔ عورت کے لئے چہرے یا اس کے کچھ حصے کا ایسی چیز سے جو ساتر تصوّر کی جائے ڈھانپنا حرام ہے۔ عورت چہرے کے صرف اُس قدر حصے کو ڈھانپ سکتی ہے جس کے بغیر سر نہ ڈھانپا جا سکے۔ عورت کے لئے جائز ہے کہ کپڑا لکڑی یا بدے وغیرہ کے توسّط سے اس طرح لٹکائے کہ چہرے سے دور رہے۔ بالوںؔ کی ترجیل یعنی کنگھا کرنا بھی حرام ہے۔ ناخن سے بالوں کا کھجانا بھی ترجیل میں داخل ہے۔ شرح مہذب میں ترجیل کو مکروہ لکھا ہے۔ بالوںؔ کا ازالہ مونڈنے اکھیڑنے یا جلانے سے حرام ہے بھول کر کیوں نہ ہو۔ ہاتھ پاؤں کے ناخن نکالنا کاٹ کر یا کسی اور طرح بھی حرام ہے۔ مُحرِم کا کوئی ناخن ٹوٹے اور باعث تکلیف ہو تو صرف اُسی ناخن کو نکالا جا سکتا ہے۔ خوشبوؔ کا استعمال اس ارادے سے کہ بُو سے خوش حاصل کی جائے جیسے مشک اور کافور وغیرہ کا استعمال بدن یا لباس پر حرام ہے۔ ارادے کی قید سے دیگر صورتیں خارج ہو جاتی ہیں جب کہ ہوا خوشبو اڑا لائے یا خوشبو کی تحریم سے واقف نہ ہو یا یہ کہ احرام کی حالت یاد نہ رہی ہو۔ ان اشکال میں فدیہ بھی نہیں ہے۔ اگر تحریم کا علم ہو تو فدیہ واجب ہو جائے گا۔ قتلِ صیدؔ۔ شکار خشکی کے ماکول اللحم (کھانے کے لائق حیوان کا گوشت) حیوان کا یا ایسے وحشی چرندے اور پرندے کا جس کا اصل ماکول ہو حرام ہے۔ جانور کا قتل کرنا، جال یا پھاندے سے پکڑنا اور جانور پر ہاتھ ڈالنا اور اُس کے کسی جزو اور بال

اور پر کو چھیڑنا بھی شکار میں داخل ہے۔ عقدِ نکاح مُحرِم پر اپنے لئے ہو یا غیر کے لئے، وکالتاً ہو یا ولایتاً، حرام ہے۔ وطی عاقل کی جانب سے تحریم کا علم رکھتے ہوئے حج کی حالت میں یا عمرے میں، حرام ہے۔ مباشرت شہوت کے ساتھ شرمگاہ کے علاوہ دوسرے طریقے مساس یا بوسہ وغیرہ سے، حرام ہے۔ بغیر شہوت کے مباشرت حرام نہیں ہے۔

ان تمام محرمات کے ارتکاب کی صورت میں فدیہ ہے سوائے عقدِ نکاح کے جو منعقد ہی نہیں ہوتا۔ ان محرمات کی وجہ سے حج اور عمرہ کے مناسک میں کوئی فساد واقع نہیں ہوتا بجز اس کے کہ شرمگاہ میں وطی کی جائے۔ ایسی وطی سے صرف اس عمرہ میں فساد واقع ہوگا جو بطورِ مفردہ (بطریقۂ افراد) حج سے علیحدہ کیا جا رہا ہو۔ لیکن وہ عمرہ جو حج کے ضمن میں قران کی صورت میں ادا کیا جا رہا ہو صحت اور فساد دونوں میں حج کے تابع ہے۔ حج میں جب تحلّلِ اوّل سے قبل جماع واقع ہو، خواہ وقوف سے قبل ہو یا بعد، تو حج میں فساد واقع ہو جائیگا۔ لیکن تحلّلِ اوّل کے بعد جماع ہو تو حج میں کوئی فساد نہ ہوگا۔ مباشرت جو شرمگاہ کے سوائے ہو اور دیگر محرّمات کی صورت میں فساد واقع نہ ہوگا۔ فساد کے واقع ہونے سے مُحرِم احرام سے خارج نہیں ہوتا بلکہ اُس پر حج و عمرہ کے بقیہ اعمال کی تکمیل واجب ہے۔

تحلّل۔ حج میں دو تحلّل ہیں۔ **تحلّلِ اوّل** اُس حالت کو کہتے ہیں جب کہ تین امور رمیِ جمرۃ العقبہ، طوافِ افاضہ اور ازالۂ شعر (بال اتارنا) میں سے کوئی دو ادا ہو جائیں اور **تحلّلِ دوم** اُس حالت کو کہتے ہیں جب کہ تیسرا امر بھی ادا ہو جائے۔ تحلّلِ اوّل کے بعد جملہ محرّمات بجز محرّماتِ جنسی (عورت کے تعلق سے) حلال ہو جاتے ہیں اور تحلّلِ دوم سے محرّماتِ جنسی بھی حلال ہو جاتے ہیں لیکن بقیۂ اعمالِ حج، ہر سہ جمار کی سنگساری اور ایامِ تشریق میں منیٰ میں شب باشی کی تعمیل واجب ہے۔ عمرہ میں ایک ہی تحلّل ہے اور وہ جملہ اعمالِ عمرہ سے فراغت پانے پر حاصل ہوتا ہے۔

متروکاتِ حج۔ عرفہ میں وقوف، بہ عذر یا بلا عذر، ترک ہو جائے تو اعمالِ عمرہ کی طرف تحلّل کرکے طواف اور سعی کرے۔ فرض ہو یا نفل اصل نُسُک (عبادت) کی قضا واجب ہے بشرطیکہ بربنائے حصر (روکنا) نہ ہو۔ اگر کوئی شخص ایک راستہ سے روکا جائے اور اس کے لئے دوسرا راستہ کھلا ہو تو اس پر لازم ہے کہ دوسرا راستہ اختیار کرے۔ اگر بوجہ حصر حج فوت ہو اور عمرہ کی طرف تحلّل کرے تو اس پر قضا نہیں ہے۔ جس نے وقوفِ عرفہ کو ترک کیا اس پر ہدیؔ (قربانی) بھی واجب ہے جس کی تفصیل آئندہ آئیگی۔ رُکن جس پر حج اور عمرہ موقوف ہے ترک ہو جائے تو احرام سے خارج نہ ہوگا جب تک کہ اس رُکن کو ادا نہ کرے۔ رُکنِ متروک کا جبر دَم (قربانی) کے ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ حج یا عمرے سے واجب ترک ہو جائے تو اس پر دَم واجب ہے۔ واجب کے ترک کا جبر دَم سے ہو سکتا ہے۔ سُنّت

ترک ہو جائے تو کوئی چیز لازم نہیں آتی۔

دمائے واجبہ۔ دِماء، دَم کی جمع ہے اور دَم کے معنی خون کے ہیں۔ احرام کی حالت میں کسی واجب کے ترک ہونے یا کسی فعلِ محرّم کے عمل میں آنے سے بہ حکمِ شرع جو حیوان ذبح کیا جاتا ہے یا اُس کے عوض جو روزے رکھے جاتے ہیں یا غذا کھلائی جاتی ہے اُس کو دَم اور ہَدیؔ بھی کہتے ہیں۔ دمائے واجبہ کی پانچ قسمیں ہیں۔

۱۔ دَمِ ترکِ نُسک۔ وہ دَم جو عبادت کے ترک کی وجہ سے واجب ہوتا ہے جیسا کہ تمتّع۔ قِران۔ فوتِ حج۔ میقات سے احرام نہ کرنا۔ مُزدلفہ اور منیٰ میں رات نہ گزارنا۔ کنکریاں نہ مارنا۔ طوافِ وداع نہ کرنا۔ خلاف ورزیٔ نذرِ مسنونہ۔ اس دَم کی ترتیب یہ ہے کہ ایک بکری کی قربانی دی جائے۔ بکری میں مینڈھی نر اور مادہ سب شامل ہیں۔ بکری نہ ملے یا واجبی قیمت سے زیادہ ہو پہلے تو دس روزے رکھے جائیں تین حج کے زمانہ میں اور سات وطن کو واپسی کے بعد۔ حج کے تین روزوں میں مستحب یہ ہے کہ عرفہ سے قبل چھٹی سے آٹھویں تاریخ تک رکھے جائیں۔ اثنائے سفر میں وطنی روزوں کا رکھنا جائز نہیں ہے۔ اگر مکہ میں قیام ہی کا ارادہ ہو تو یہ سات روزے بھی رکھے جائیں گے۔ اگر تین روزے حج کے زمانہ میں رکھے بغیر وطن کو لوٹ جائے تو وطن میں دس کے دس روزے رکھنا لازم ہے۔ ان تین اور سات روزوں کے درمیان کم از کم چار روز کے فصل کی ضرورت ہے۔ اس کو دَمِ ترتیب کہتے ہیں۔ جس کی تقلید ابو شجاع نے کی ہے۔ لیکن محررؔ اور منہاج کی رُو سے اس میں ترتیب کے ساتھ تعدیل بھی ہے پہلے بکری کی قربانی واجب ہوتی ہے اور بکری نہ مل سکے تو اُس کی قیمت سے غذا خرید کر صدقہ دیجائے اگر یہ نہ ہو سکے تو ہر مُد کے عوض ایک روزہ رکھا جائے۔

۲۔ دَمِ حلق و ترفّہ۔ سر کے بال اور ناخن نکالنے، خوشبو کا استعمال کرنے اور سر میں تیل ڈالنے، لباس پہننے سے جو دَم واجب ہوتا ہے اُس میں اختیار ہے۔ ایک بکری یا تین روزے یا تین صاع غلہؔ کا صدقہ چھ مسکینوں یا فقیروں پر ہر ایک کو نصف صاع کے حساب سے۔

۳۔ دَمِ احصار۔ اِحصار حج اور عُمرہ کے مناسک سے روکنے اور منع کرنے کو کہتے ہیں۔ احصار چھ طرح ہو سکتا ہے۔ دشمن روک دے۔ بلا وجہ حبس میں رکھے۔ غلام کو مالک، زوجہ کو شوہر، اولاد کو اُن کے اُصول اور مدیون کو دائن روکے۔ احصار کی وجہ سے مُحرِم تحلّل کرے۔ تحلّل مناسک سے خارج ہونے کا ارادہ کرنے کو کہتے ہیں۔ اس کا دَم ایک بکری ہے اور یہ اُس جگہ ذبح کی جائیگی جہاں کہ روکا گیا۔ احصار کی وجہ سے حج یا عُمرہ سے خروج کی نیّت کرے تو احرام سے خارج ہوگا۔

۴ ۔ **دَمِ صَید**۔ شکار کی وجہ سے جو دَم واجب ہوتا ہے اُس میں تین اُمور میں اختیار ہے۔ جِس جانور کی مثال صورت اور خلقت میں ہو تو اُس کو ذبح کرے اور حرم کے مسکینوں اور فقیروں کو تقسیم کرے۔ یا اُس شکار کے جانور کی قیمت کا تعین رائج الوقت سکہ میں کر کے اُس سے غذا خریدے اور حرم کے مسکینوں اور فقیروں کو تقسیم کرے۔ یا ہر ایک مُد اور اُس کے ہر ایک کسر کے معاوضہ میں ایک روزہ رکھے۔ شکار کے جانور کی مثال بظاہر موجود نہ ہو تو دو امور میں اختیار ہے اس کی قیمت سے غذا خریدے اور صدقہ دے یا ہر ایک مُد اور ہر ایک کسر کے عوض ایک روزہ رکھے۔

۵ ۔ **دَمِ وَطی**۔ وطی جو عاقل کے جانب سے عمداً اُس کی تحریم کے علم کے ساتھ ہو تو اُس پر اِس ترتیب سے دم واجب ہے ایک اُونٹ کی قربانی دیجائے ورنہ ایک گائے کی ورنہ سات بکریوں کی۔ ورنہ اونٹ کی قیمت کا تعین کر کے اُس سے غذا خریدی جائے اور حرم کے مسکینوں اور فقیروں پر تقسیم کی جائے۔ فی کس کس مقدار میں غذا دی جائے اُس کی قید نہیں ہے۔ اصل قیمت کا صدقہ دینا بھی کافی نہیں ہے۔ یہ نہ ہو سکے تو ہر ایک مُد کے عوض ایک روزہ رکھے۔

مقامِ ہدیؔ اِطعام و روزہ۔ ہدی جانور کے ذبح کرنے کو کہتے ہیں اور اِس کی دو قسمیں ہیں۔ جو ہدی احصار کی وجہ سے ہو تو اُس کا حرم کو بھیجنا واجب نہیں ہے بلکہ احصار کے مقام پر قربانی دی جائے۔ بغیر ذبح کرنے کے زندہ حیوان کا صدقہ دینا کافی نہیں ہے۔ جو ہدی واجب کے ترک اور محرمات کے ارتکاب کی وجہ سے ہو تو حرم ہی میں قربانی دی جائے۔ مُعتمر (عمرہ ادا کرنے والا) کے ہدی کا ذبح **مروہ** میں اور حاجی کا منیٰ میں ہوگا۔ غذا بھی حرم میں کھلائی جائیگی۔ مذبوحہ جانور کم از کم تین مسکینوں یا فقیروں کو دیا جائیگا۔ معتمر یا حاجی اِس میں سے کچھ نہ کھائے گا۔ اختیاری روزے کا حرم و غیر حرم میں رکھنا جائز ہے۔

شرایطِ ہدیؔ و طعام۔ اُضحیہ کے جانور اور فطرہ کے غلہ کی نسبت جو شرایط ہیں وہ یہاں بھی ہیں۔

حُرمتِ حَرَم۔ حرم کے صید کا قتل جائز نہیں ہے۔ اِس حکم کو احرام سے تعلق نہیں، مُحرم اور مُحل دونوں کے لئے یکساں ہے۔ اِس کا تعلق رقبۂ حرم سے ہے۔ حرم میں حرمِ مکہ اور حرمِ مدینہ دونوں داخل ہیں اور تحریم میں یہ دونوں مساوی بھی ہیں۔ لیکن فرق یہ ہے کہ حرمِ مکہ کی خلاف ورزی میں دَم ہے اور حرمِ مدینہ کی خلاف ورزی میں کوئی حکم نہیں ہے۔ حرم کے درختوں کی قطع و برید بھی جائز نہیں ہے۔ بڑے درخت کے لئے ایک گائے اور چھوٹے کے عوض ایک بکری ذبح کی جائیگی۔ حرم کی خود رَو نباتات کا، جس کو بویا نہ گیا ہو، کاٹنا اور اکھیڑنا جائز نہیں ہے۔ لیکن خشک گھانس کا کاٹنا جائز ہے اکھیڑنا جائز نہیں۔

اِس حکم میں مُحِلّ اور مُحرِم برابر ہیں۔ اذخر (ایک گھاس) اور کانٹے اور چوپایوں کا چارہ اور دوا کی جڑی بوٹی اور زراعت کے فصل کا درو (کاٹنا) جائز ہے۔ فتح المبین

ذبیحہ

حیات۔ ذبح کے تعلق سے جانور کی زندگی کے تین مدارج ہیں۔ حیاتِ مُستَقِرّہ میں حیوان کی بینائی، آواز اور حرکت تینوں اختیاری ہوتی ہیں۔ اُس کی علامت خون کا کودنا اور حرکتِ عنیفہ ہے۔ اور حیاتِ مُستَقِرّہ کے لئے اِن دونوں میں سے کسی ایک کا ظاہر ہونا کافی ہے۔ اِس حالت میں حیوان کچھ وقت یا کچھ دِن (اضطراری) زندہ رہ سکتا ہے۔ حیاتِ مُستَمِرّہ وہ حالت ہے جو جسم سے جان کے نکل جانے تک قائم رہتی ہے۔ اِس کی علامت جان کی موجودگی ہے۔ حرکتِ مذبوح وہ حالت ہے جس میں بینائی، آواز اور حرکت تینوں اختیاری نہیں رہتے بلکہ اضطراری ہو جاتے ہیں اور حیوان کی موت فی الحال واقع ہوتی ہے۔

حیوانِ ماکول (کھانے کے لائق) دو قسم کے ہیں۔ **بحری** یعنی پانی کے جانور جو سوائے پانی کے زندہ نہیں رہ سکتے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ جانور مچھلی ہی کی شکل میں ہوں۔ یہ جانور بغیر ذبح کے حلال ہیں۔ بَرّی یعنی خشکی میں زندہ رہنے والے جانور۔ یہ جانور بغیر ذبح کے حلال نہیں ہیں۔

ذبح سے مقصود یہ ہے کہ حیوان کے جسم کے خون کا اخراج کر کے حرارتِ غریزی کو دور کیا جائے اور گوشت کو کھانے کے لائق بنایا جائے۔ ذبح کی سہولت یا دشواری کے لحاظ سے ماکول حیوانوں کو پھر دو قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

مقدور علیہ یعنی وہ حیوان جس کے ذبح کرنے پر قدرت ہو۔ اگر اُس کی گردن چھوٹی اور معمولی ہو جیسا کہ گائے بکری تو گردن کے اعلیٰ حصے یعنی حلق کے پاس ذبح کرنا چاہئے۔ اگر اونٹ کی طرح گردن لمبی ہو تو گردن کے اسفل حصے میں جو جسم سے متصل ہوتا ہے ذبح کرنا چاہئے۔ اِن کے علاوہ دیگر مقامات پر بھی ذبح کرنا جائز ہے مگر مسنون یہ مقامات ہیں۔

غیر مقدور علیہ۔ وہ حیوان جس کے ذبح پر قدرت نہ ہو جیسا کہ ہرن وغیرہ وحشی جانور یا پالتو جانور جو وحشی یا بے قابو ہو جائے۔ اُس کے بدن کے جس مقام پر ہو سکے ایسا زخم پہنچایا جائے جو مُزہِقِ روح یعنی جان لینے والا ہو۔ مُزہِق کی شرط سے وہ زخم

خارج ہو جاتا ہے جو خفیف ہو یا جان لینے والا نہ ہو۔

واجباتِ ذبح۔ ذبح میں دو چیزیں واجب ہیں۔ حُلقوم[1] یعنی نرخرا اور سانس کے آمد و رفت کی نالی اور مَری[2] یعنی غذا اور پانی کی نالی جو حلق سے معدہ کو جاتی ہے اور حُلقوم کے پیچھے ہوتی ہے۔ ان دونوں کا قطع کرنا واجب ہے۔ یہ بھی واجب ہے کہ قطع کرنے میں کوئی طویل فصل نہ ہو حُلقوم اور مَری دونوں پوری طور پر قطع کی جائیں۔ اگر ان کا کوئی حصہ باقی رہا تو ذبیحہ حلال نہ ہوگا۔

سُنَنِ ذبح۔ ذبح کی سُنّتیں یہ ہیں۔ دونوں[1] شہ رگوں کا جو گردن میں حُلقوم کے دونوں جانب ہوتی ہیں قطع کرنا۔ ان شہ رگوں کے علاوہ مزید کسی چیز کا قطع کرنا سُنّت نہیں ہے۔ تسمیہ[2] یعنی ذبح کے وقت بِاسْمِ اللّٰهِ کہنا۔ اکمل بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہے۔ تسمیہ کے بغیر بھی ذبیحہ حلال ہے لیکن عمداً تسمیہ کا ترک کرنا مکروہ ہے۔ اللہ کے سوائے کسی دوسرے کے نام سے ذبح کرنا حلال نہیں ہے۔ تسمیہ دیگر ائمہ کے پاس واجب ہے۔ درود[4] نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ خدا کے نام کے ساتھ رسول کا نام ملانا مکروہ ہے۔ استقبال[5] قبلہ اس طرح کہ جانور کی گردن اور ذبح کرنے والے کا رُخ قبلہ کی طرف ہو۔ تکبیر[6] یعنی "اللّٰهُ اَکْبَر" تسمیہ کے پہلے یا بعد قربانی اور عقیقہ میں۔ دعا[7] قبول کے لئے "اَللّٰهُمَّ هٰذَا مِنْكَ وَلَكَ (یا اللہ یہ تیری طرف سے ہے اور تیرے ہی لئے ہے) فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ یا مِنْ فُلَانٍ (قبول کر میری جانب سے یا فلاں کی جانب سے)" قربانی میں۔ آلۂ ذبح[8] کو تیز کرنا مگر جانور کو نہ دکھاتے ہوئے۔ ایک[9] جانور کو دوسرے جانور کی نظر میں ذبح نہ کرنا۔

آلۂ ذبح۔ لوہے یا تانبے وغیرہ کے دھار دار آلہ کے ذریعہ جس میں زخم پہنچانے کی صلاحیت ہو ذبح کرنا جائز ہے سوائے دانت ہڈی اور ناخن کے۔ دھار دار آلہ کی قید اس لئے عائد کی گئی ہے کہ اس کے ذریعہ جان لینے میں عجلت کا امکان بھی ہے ایسے ذرائع سے بھی ذبح نہیں کیا جا سکتا جو گلا گھوٹنے کی تعریف میں داخل ہوں۔

مجازِ ذبح۔ ہر مسلم بالغ اور مُمیّز کا ذبیحہ حلال ہے جو ذبح کی طاقت رکھتا ہو۔ اور ہر کتابی کا یہودی ہو یا نصرانی بحکم آیت وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ (جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے ان کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے) حلال ہے۔ اور بقولِ اظہر مجنون اور نشہ کے ہوئے شخص کا ذبیحہ بھی حلال ہے۔ اندھے شخص کا ذبیحہ مکروہ ہے۔ مجوسی (آتش پرست) اور بُت پرست کا ذبیحہ حلال نہیں ہے اور نہ مرتد کا جس کی کوئی کتابِ الٰہی نہیں ہوتی۔ عورت بھی ذبح کر سکتی ہے مگر مرد عورت سے افضل ہے اور عورت مُمیّز سے۔ اگر کتابی کسی ذبیحہ کو ذبح کرنا بیان کرے تو اس کا کھانا حلال ہے۔

جنین ۔ بچہ جو ابھی شکم میں ہو اور پیدا نہ ہوا ہو اُس کی ماں کے ذبح ہونے سے حلال ہو جاتا ہے یعنی ماں کے ذبح کے بعد بچہ مُردہ برآمد ہو یا اُس میں حیاتِ غیر مستقرہ ہو تو اُس کے ذبح کی ضرورت نہیں۔ اگر ماں کے شکم سے برآمد ہونے کے بعد بچہ زندہ پایا جائے اور اُس میں حیاتِ مستقرہ ہو تو اُس کو ذبح کیا جائے گا۔ مُضغہ اور عَلَقہ حرام ہیں۔
(گوشت اور خون کے لوتھڑے)

جُزءِ حیوان ۔ وہ جُزء جو زندہ حیوان سے زندگی میں قطع کیا جائے مُردار ہے حیوانِ ماکول کے بالوں کے سوائے۔ طہارت اور نجاست میں جُزء کا حکم وہی ہے جو اُس کے میتہ کا ہے۔ مچھلی ٹڈی اور آدمی کا جُزء طاہر ہے اور گدھے اور بلی کا نجس۔ حیوانِ ماکول کی قید سے گدھے اور بلی کے بال خارج ہو جاتے ہیں اور نجس ہیں۔

حیواناتِ حلال و حرام ۔ حلال ہے ہر وہ حیوان جس کو دولت مندِ مرفہ الحال اور سلیم الطبع اہلِ عرب نے پسند کیا ہو سوائے اُس حیوان کے جس کی نسبت شرع نے تحریم کا حکم دیا ہو۔ تحریم کی نسبت صریح حکم کے بعد اہلِ عرب کی پسندیدگی کوئی چیز نہیں۔ خچر اور شہری گدھا نص سے حرام گردانے گئے ہیں۔ وہ جانور بھی حرام ہیں جن کا قتل ایذا رسانی کی صفت کی وجہ سے مستحب قرار دیا گیا ہے جیسا کہ سانپ بچھو چوہا گھونس ان کے علاوہ سُور بھی حرام ہے۔ حرام ہے ہر وہ حیوان جس کو اہلِ عرب نے پسند نہ کیا ہو سوائے اُس حیوان کے جس کی نسبت شرع نے اباحت (حلال ہونا) کا حکم دیا ہو۔ ضبع (ترس) خرگوش ثعلب (لومڑی) سمور سنجاب دُلدُل حلال ہیں۔ چوپایوں میں سے وہ حرام ہیں جن کے دانت قوی اور دوسرے جانور کو زخم پہنچانے اور مغلوب کرنے کے قابل ہوں جیسے شیر، بور بچہ، بھیڑیا، ریچھ، بندر، کتا، سُوَر، بلی وغیرہ۔ پرندوں میں سے وہ پرند حرام ہیں جن کے چنگال (پنجہ) قوی اور زخم پہنچانے کے قابل ہوں جیسے صقر، باز، شاہین وغیرہ۔

اَکلِ میتہ ۔ وہ شخص جو کھانے کے لئے حلال چیز نہ پائے اور بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے نفس کی ہلاکت یا کسی مُہلک مرض کے پیدا ہونے یا انقطاعِ رفقار (ساتھیوں کے چھوٹ جانے) کا اندیشہ کرے، سدِ رمق یعنی بقیہ جان کو بچانے کی حد تک مردہ جانور کو کھا سکتا ہے۔

حیواناتِ مُردہ ۔ دو قسم کے مُردہ حیوانات حلال ہیں۔ مچھلی۔ مچھلی سے مُراد ہر وہ جانور ہے جو پانی کے سوائے زندہ نہ رہ سکے اور خشکی پر اُس کی زندگی صرف عیشِ مذبوح کی طرح ہو۔ عیشِ مذبوح اُس حالتِ زندگی کو کہتے ہیں جو کسی جانور کے ذبح کرنے کے بعد اُس کے ہلاک ہونے تک طاری ہوتی ہے (جان کنی کی حالت)۔ وہ جانور جو خشکی اور تری دونوں میں زندہ رہتے ہیں حرام ہیں جیسا کہ مینڈک سرطان (کیکڑا) اور تنابیل وغیرہ۔ اور جراد یعنی ملخ اور ٹڈی۔ خون بھی دو قسم کے حلال ہیں۔ کبد (جگر) اور طحال (تلی)۔

مختصر یہ کہ حیوانات کی تین قسمیں ہیں۔ پہلی قسم وہ ہے جس کے کھانے کی اجازت ہی نہیں، ذبح کئے گئے ہوں یا مردہ ہوں

دوسری قسم وہ ہے جس کے کھانے کی اجازت ہے مگر شرعی طریقہ پر ذبح کرنے کے بعد اور تیسری قسم وہ ہے جو مُردہ اور بغیر ذبح کئے بھی کھائی جاسکتی ہے جیسے مچھلی اور ٹڈی ۔

صَید

حکم ۔ تعلیم دئے ہوئے شکاری درندے چیتے اور کُتّے وغیرہ اور پرندے باز بہری وغیرہ کا شکار کیا ہوا اور مار ڈالا ہوا شکار کا جانور حلال ہے ۔ چونکہ شکار شدہ جانور مقدور علیہ نہیں ہے اس لئے اُس کے جسم کے کسی خاص حصّہ پر زخم پہنچانے کی قید نہیں ہے ۔ زخم سے تعبیر عام حالات کے لحاظ سے کی گئی ہے ورنہ زخم کی بھی قید نہیں ہے ۔ شکار شدہ جانور میں حیاتِ مُستقرّہ ہو تو اُس کا ذبح کرنا ضروری ہے ۔ حرکتِ مذبوح کی حالت میں اس کی بھی ضرورت نہیں ۔ کُتّے کا زخمی کیا ہوا حصّہ نجس کی تعریف میں داخل ہے اور سات مرتبہ پانی سے دھونے سے پاک ہو جائے گا جس میں سے ایک مرتبہ مٹّی استعمال کی گئی ہو ۔

شرائطِ تعلیم ۔ شکاری جانوروں کی تعلیم کے چار شرائط ہیں ۔ شکاری جانور شکار پر چھوڑا جائے تو روانہ ہو ۔ روانہ ہونے کے بعد اگر روکا جائے تو رُکے ۔ اعتماد اس پر ہے کہ یہ شرط صرف تعلیم دئے ہوئے درندے کے لئے ہے نہ کہ پرندے کے لئے ۔ شکار کو مارے تو اُس سے کوئی چیز نہ کھائے اور اِن طریقوں کی تکرار کرے جس سے اُس کی تعلیم کی نسبت قیاس کیا جاسکے ۔ تکرار کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہے ۔ جانوروں کے طبائع کے لحاظ سے اس پر عمل پیرا ہونا چاہئے ۔ ان میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہو تو مارا ہوا شکار حلال نہیں ہے سوائے اس کے کہ شکار زندہ دستیاب ہو اور اُس میں حیاتِ مستقرّہ ہو اور ذبح کیا جائے ۔

اُضحیہ

قربانی

اُضحیہ اُس مویشی کو کہتے ہیں جو عیدُ الاضحیٰ اور تشریق کے دنوں میں اللہ تعالیٰ سے حصولِ تقرّب کے لئے ذبح کئے جاتے ہیں جس کو یہاں قربانی کہا جاتا ہے ۔ قربانی سُنّتِ مؤکّدہ ہے بطورِ کفایہ کہ گھروالوں میں سے کسی ایک کا قربانی دینا دوسروں کے لئے کافی ہے ۔ گو قربانی سُنّت ہے لیکن نذر کی جائے تو واجب ہو جاتی ہے ۔ قربانی کے استحباب کے لئے اسلام بلوغ عقل آزادی اور استطاعت کی شرط ہے ۔ استطاعت سے مُراد یہاں اتنے مال کا وجود ہے جو اپنے اور اپنے متعلقین کی عید اور ایامِ تشریق کی غذا کی قیمت سے فاضل ہو ۔ سُنّت ہے کہ مرد اپنے ہاتھ سے ذبح کرے اور عورت دوسرے سے ذبح کروائے ۔ قربانی دینے والے کے لئے ذی حجہ کے ابتدائی دس روز اور قربانی دینے تک بال اور ناخن کا نہ نکالنا سُنّت ہے

حیوانات مجزائت ۔ اِن حیوانات سے قربانی ادا ہوتی ہے ۔ ضأن، مینڈھا یا دُنبہ، جس میں مادہ بھی شامل ہے۔ ایک سال پورا ہوا ہو۔ معز، چھیلا یا بکری، جس میں مادہ بھی شامل ہے ۔ دو سال پورے ہوئے ہوں ۔ اونٹ۔ پانچ سال پورے ہوئے ہوں ۔ اور گائے جس میں بیل بھی داخل ہے ۔ دو سال پورے ہوئے ہوں ۔ اونٹ اور گائے کی قربانی سات آدمیوں یا سات گھروں کی طرف سے شترکا دی جا سکتی ہے ۔ ہر ایک کو اپنے حصّہ سے کچھ صدقہ دینا ہوگا۔ سات کی تعداد کا حکم حج کے سات اغراض کی قربانیوں پر بھی حاوی ہے ۔ بکری کی قربانی صرف ایک شخص کی طرف سے ہو سکتی ہے ۔ بکری میں افراداً (قربانی میں تنہائی) اونٹ اور گائے میں شرکت سے افضل ہے ۔ قربانی میں افضل اونٹ ہے پھر گائے اور پھر بکری۔

حیوانات غیر مجزائت ۔ معیوب جانوروں کی قربانی جائز نہیں ہے ۔ جانوروں کا عیوب سے پاک ہونا ضروری ہے۔ صاف اندھا، خواہ ایک آنکھ سے ہو ۔ صاف لنگڑا ۔ بیمار ۔ بیماری سے گوشت میں خرابی پیدا ہوتی ہے ۔ اگر یہ جملہ عیوب کم ہوں تو کوئی حرج نہیں ۔ ایسا لاغر کہ اُس کا دماغ خالی ہو گیا ہو ۔ کان کٹا ہوا یا بے کان والا ۔ دُم کٹا ہوا خصّی شدہ اور شکستہ سینگھ والے جانور کی قربانی جائز ہے ۔

مدّتِ اُضحیہ ۔ قربانی کے ذبح کرنے کی مدّت عیدالاضحیٰ کی نماز کے وقت سے آغاز ہوتی ہے ۔ اُس وقت تک تاخیر کرنا افضل ہے جب کہ سُورج کے ایک نیزہ برابر بلند ہونے کے بعد اتنا وقت گزرے کہ دو رکعت نماز اور دو خطبے مختصر پڑھے جا سکیں ۔ اور تشریق کے آخری دِن سُورج کے غروب ہونے تک جاری رہتی ہے ۔ یومِ نحر یعنی دسویں ذی الحجّہ سے متّصل تین دِنوں کو ایامِ تشریق کہتے ہیں ۔ یومِ نحر اور ایامِ تشریق دونوں کو ملا کر جملہ چار دِن ہیں جِن میں قربانی دی جا سکتی ہے ۔ جو جانور نماز سے قبل ذبح کیا جائے قربانی میں داخل نہ ہوگا ۔

طعامِ اُضحیہ ۔ منذورہ ذبیحہ ہو تو نذر کرنے والے کے لئے جائز نہیں ہے کہ اُس میں سے کچھ کھائے بلکہ واجب ہے کہ سب کا سب فقیروں اور مسکینوں پر (بحیثیت ہدیہ یا عطیہ) تقسیم کر دے ۔ اُس کے چمڑے وغیرہ سے بھی خود استفادہ نہ کرے ۔ حج کے ہدیٔ منذور اور دمِ جبران کا بھی یہی حکم ہے ۔ متطوّع یعنی بطور ثواب کے ذبیحہ میں سُنّت ہے کہ ایک ثُلث سے زیادہ حصّے سے استفادہ نہ کرے اور دوسرا ثُلث فقرا پر تقسیم کرے اور تیسرا ثُلث دیگر اشخاص کو بطور ہدیہ بھیجے ۔ ذبیحہ منذورہ ہو یا متطوّع اُس کا گوشت چمڑا بال وغیرہ کسی چیز کا فروخت کرنا حرام ہے ۔ اِس کا کوئی حصّہ بطورِ اُجرت قصّاب کو دینا بھی حرام ہے ۔ افضل یہ ہے کہ بطورِ تبرّک خود چند لقمے کھائے اور پورا تقسیم کر دے ۔

عقیقہ

عقیقہ اُن بالوں کو کہتے ہیں جو ولادت کے وقت بچے کے سر پر ہوتے ہیں اور شرع میں اُس ذبیحہ کو کہتے ہیں جو بچے کے لئے ولادت کے ساتویں دِن ذبح کیا جاتا ہے۔ گنتی میں وِلادت کا دِن بھی شمار کیا جائیگا۔ ساتویں دن کے قبل ہی بچہ فوت ہوجائے تو بھی عقیقہ کیا جائے گا۔ تاخیر کی وجہ سے عقیقہ فوت نہ ہوگا۔ بلوغ کے بعد عقیقہ وَلی سے ساقط ہوجائے گا لیکن خود کو اختیار رہے گا کہ اپنی ذات کے لئے عقیقہ دے۔ عقیقہ سنّتِ مؤکّدہ ہے۔ اس کا وقت بچّے کے پیدا ہونے سے شروع ہوجاتا ہے۔

لڑکے کے لئے دو اور لڑکی کے لئے ایک بکری یا بھیڑ ذبح کی جائے گی۔ اَولاد کے تعدّد کے باوجود عقیقہ ایک بھی ہوسکتا ہے لیکن اکمل یہ ہے کہ ہر ایک کے لئے ایک عقیقہ ہو۔ اِس کو میٹھے زبیب (کشمش) اور شہد وغیرہ کے ساتھ پکایا جائے گا اور فقیروں اور مسکینوں کو پہنچایا جائے گا۔ ولیمہ کی طرح دعوت نہیں دی جائے گی۔ اگر توانگروں کو بھیجا جائے تو وہ اُس میں تصرّف کا حق نہ رکھتے ہیں۔ ہڈیوں کو توڑنا مکروہ نہیں ہے لیکن جوڑوں سے جُدا کرنا مندوب ہے۔ عقیقہ کے جانوروں کی عُمر، اُن کے عیوب سے پاک ہونے، اُن کے کھانے اور صدقہ دینے، بیع نہ کرنے اور نذر کرنے کے بارے میں وہی احکام ہیں جو اُضحیہ میں بیان کئے گئے ہیں۔ نذر کئے ہوئے عقیقہ سے کچھ نہ کھانا چاہیئے البتہ مُتطوّع عقیقہ سے کچھ کھایا جاسکتا ہے۔

بچّے کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اِقامت کہنا سُنّت ہے۔ بچّے کے داہنے کان میں سورۂ اِنَّآ اَنْزَلْنَاہُ پڑھنا بھی مندوب بیان کیا گیا ہے کھجور کو چبا کر بچّے کو چٹایا جائے۔ خُشک کھجور نہ ہو تو پتلا کھجور ورنہ کوئی شیریں چیز چٹائی جائے۔ تسمیہ (نام رکھنا) وِلادت کے ساتویں دِن سُنّت ہے۔ اس کے قبل اور بعد بھی جائز ہے۔ نووی نے لکھا ہے کہ تسمیہ وِلادت کے ساتویں دِن یا وِلادت کے دِن سُنّت ہے۔ اچھا نام رکھنا بھی مسنون ہے۔

شُفعہ

شُفعہ کے معنی ضم کرنے اور مِلانے کے ہیں اور شرع میں ملکیّت کے اُس جبری استحقاق کو کہتے ہیں جو بسببِ شرکت شریکِ سابق کو اُس شریکِ حال کے خلاف حاصل ہے جس نے عوض ادا کیا ہے۔ جس جائداد پر بغیر کسی عوض کے ادا کرنے کے حق حاصل ہوا ہو

جیسا کہ وراثت میں تو شفیع وارث سے جائداد کو حاصل نہیں کر سکتا۔ وصیت اور ہبہ بلا ثواب کا بھی یہی حکم ہے۔ بعض دوسرے شرعی حیلے بھی ہیں جو حقِ شُفعہ کو بے اثر کر سکتے ہیں۔ شُفعہ واجب ہے شُفعہ کے واجب ہونے کے شرعی معنی ایسے فعل کے، جس کے کرنے میں ثواب اور نہ کرنے میں گناہ ہے، نہیں ہے۔ بلکہ یہاں وجوب سے مراد قانونی حق کے ثابت ہونے کے ہیں۔ حقِ شُفعہ کا معاف کرنا افضل ہے۔ اور اس کا حق شریک کو خلطت یعنی شرکت کی بنا پر حاصل ہوتا ہے نہ کہ جوار اور ہمسائگی کی وجہ سے۔ ایسے ہمسایہ کو جس کی جائداد ملصق اور ملی ہوئی ہو یا نہ ہو کوئی شُفعہ کا حق حاصل نہیں ہے بخلاف مذہب حنفی۔ اگر حنفی حاکم نے شافعی ہمسایہ کے حق میں ایسا تصفیہ کیا تو اس کا تصفیہ قطعی ہوگا۔ شُفعہ کا حق ایسی جائداد میں ہوتا ہے جو لائق تقسیم ہو اور تقسیم ایسی ہو جس کی وجہ سے اس کے استفادہ کی غرض میں خلل نہ واقع ہو۔ جو جائداد تقسیم نہ ہو سکتی ہو یا جس کے استفادہ میں تقسیم کی وجہ سے خلل واقع ہو، اس میں شُفعہ نہیں ہے۔ جیسا کہ ایک چھوٹا سا حمام۔ اگر حمام بڑا ہو اور اس میں تقسیم ہو سکتی ہو اور دو حمام کر دئے جا سکتے ہوں تو اس میں شُفعہ ہے۔ شُفعہ ثابت ہے ہر ایسی جائداد میں جو غیر منقولہ ہے اور زمین سے منتقل نہ ہو سکے اور موقوفہ نہ ہو جیسے عمارت اور درخت جو زمین پر ہوں اور دروازے جو عمارت میں نصب ہوں۔ موقوفہ جائداد میں شُفعہ نہیں ہے۔ شفیع اس حصہ جائداد کو اس کے عوض کو ادا کر کے حاصل کریگا جس پر کہ بیع واقع ہوئی ہو۔ اگر قیمت ایسی ہو جس کا مثل ہو جیسے غلہ یا نقد تو اس کو ادا کرے گا۔ دیگر اشیاء کی قیمت مقرر کی جائے گی۔ حقِ شُفعہ علی الفور اور بلا تاخیر طلب کیا جائیگا۔ علی الفور کی قید بیع کا علم ہونے کے بعد عائد ہو گی۔ اگر شفیع کو بیع کا علم نہ ہو سکے تو اس کا حق مدتِ دراز تک جاری رہ سکتا ہے۔ جائداد کے بیع ہونے کا علم ہوتے ہی شفیع اس کے حصول کی نسبت مبادرت کرے گا۔ طلبِ شُفعہ میں مبادرت اسی حد تک ہو گی جس کی عام طور پر عادت ہے شفیع ایسی عجلت پر مجبور نہ ہو گا جو خلافِ عادت ہو۔ قاعدہ یہ ہے کہ کوئی ایسا عمل نہ کیا جائے جو سستی اور غفلت پر محمول ہو سکے۔ بیع کے علم کے ساتھ طلبِ حق کی قدرت حاصل ہو اور پھر تاخیر کرے اور مبادرت نہ کرے تو حقِ شُفعہ زائل ہو جائے گا۔ اگر شفیع بیمار ہو یا مشتری کے شہر سے غائب ہو لیکن اس کو طلبِ حق کے لئے اپنے جانب سے دوسرے کی توکیل پر قدرت ہو تو وکیل مقرر کرے گا۔ اور اگر توکیل کی قدرت نہ ہو تو طلبِ حقِ شُفعہ کی نسبت اشہاد کرے گا یعنی گواہ رکھے گا۔ اگر باوجود قدرت توکیل نہ کرے یا اشہاد نہ کرے تو اظہر قول یہ ہے کہ حقِ شُفعہ زائل ہو جائے گا۔

بہرحال توکیل کو اشہاد پر ترجیح حاصل ہے۔ اگر شفیع کا ادعا یہ ہو کہ علی الفور طلب کرنے کی شرط سے وہ واقف نہ تھا اور اس کی حیثیت کے لحاظ سے اس ادعا کی گنجائش بھی ہو تو اس کے قول کی تصدیق اس کے حلف سے ہو گی۔ اگر کوئی مرد کسی عورت

سے کسی جائدادِ مشترکہ کو مہر قرار دیکر عقد کرے تو شفیع اس جائداد کو مہر مثل کے معاوضہ میں حاصل کرے گا۔ اگر شفیع متعدد ہوں تو ہر ایک اپنے حصۂ مملوکہ کے تناسب کے لحاظ سے جائدادِ مشفوع میں حصہ پائے گا۔ یہی قول معتمد علیہ ہے ورنہ بعض فقہائے بلحاظِ تعدادِ رؤس اس حق کو ثابت قرار دیا ہے۔

خلاصہ۔ شفعہ کے تین ارکان ہیں۔ شفیع۔ شفعہ کا حق رکھنے والا۔ اس کے لئے شرط یہ ہے کہ خلطتِ شیوع یعنی ملکیت میں شرکت ہو نہ کہ جوار اور ہمسائگی۔ مشفوع۔ وہ چیز جس پر حقِ شفعہ نافذ کیا جاتا ہے۔ اس میں شرط یہ ہے کہ وہ چیز لائقِ تقسیم ہو اور غیر منقولہ ہو۔ مشفوع منہ۔ مشتری جس کے خلاف حق شفعہ نافذ کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے شرط یہ ہے کہ اس کو ملکیت شفیع کی ملکیت کے بعد حاصل ہوئی ہو۔

وقف

وقف کے معنی حبس یعنی روکنے کے ہیں اور شرع میں ایسے مال کے روکنے کو وقف کہتے ہیں جو معین ہو اُس سے انتفاع عین کے بقاء کے ساتھ ممکن ہو۔ اس جائداد میں واقف اپنے تصرف کو اس غرض سے منقطع کرتا ہے کہ نیک کام میں اللہ تعالے کی طرف تقرب حاصل کرنے کے لئے اس کو صرف کیا جائے۔

شرائطِ وقف۔ چند شرائط پر وقف جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔ مالِ موقوف ایسا ہو جس کے عین کو باقی رکھکر انتفاع کیا جائے اور وہ انتفاع مباح ہو۔ عین کے بقاء کے لئے کسی مدت کی قید نہیں ہے۔ تھوڑی مدت بھی کافی ہے اس لئے کہ حقیقی دوام مخلوقات میں غیر ممکن ہے۔ انتفاع کی قید عام ہے فی الحال انتفاع ہو سکے یا زمانہ آئندہ میں ممکن ہو۔ بقاءِ عین کی قید سے وہ اشیاء خارج ہو جاتے ہیں جن کے عین کے صرف کے بغیر انتفاع ممکن نہ ہو جیسا کہ شمع یا غذا۔ مباح کی قید سے لہو ولعب کے اغراض خارج ہو جاتے ہیں۔ موقوف علیہ۔ وقف ایسے اصل پر ہو جو فی الحال موجود ہو۔ اس شرط سے وہ وقف خارج ہو جائیگا جو قریب میں پیدا ہونے والے بچے پر کیا جائے۔ ایسے وقف کو منقطع الاول کہتے ہیں منقطع اوسط اور آخر کی نسبت اختلاف ہے اور معتمد علیہ یہ ہے کہ جائز ہے۔ غرضِ وقف حرام نہ ہو کسی معصیت کے لئے نہ ہو۔ قصدِ تقرب الی اللہ کے ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں۔ غرض معصیت کی نفی کافی ہے۔ فقیروں کے علاوہ تونگروں پر بھی وقف ہو سکتا ہے۔ عدمِ توقیت۔ وقف کسی خاص مدت کے لئے نہ ہو۔ اور نہ وقف کو کسی شرط کے ساتھ معلق کیا جائے۔ واقف۔ بچے اور مجنون کی

جانب سے وقف صحیح نہیں ہو سکتا۔ وہ وقف خارج ہو گا جو کراہتہ کیا گیا ہو۔ صیغۂ وقف کی نسبت جو الفاظ استعمال کئے جائیں صراحتہً بھی ہو سکتے ہیں اور کنایتہً بھی۔ عمل وقف۔ وقف کی نسبت واقف کے مقرر کردہ شرائط پر عمل ہو گا۔ تقدیم کی شرط اس طرح ہو گی کہ میں وقف کیا اپنی اولاد میں سے اُن پر جو نیکوکار ہوں۔ تاخیر کی شرط اس طرح ہو گی کہ اس کو میں اپنی اولاد پر وقف کیا اور جب وہ گزر جائیں تو اُن کی اولاد پر۔ تسویہ اس طرح کہ میں اپنی اولاد پر مساویانہ مردوں اور عورتوں پر وقف کیا۔ تفضیل اس طرح کہ وقف کیا میں اپنی اولاد پر اس حساب سے کہ ایک مرد کو دو عورتوں کے برابر حصّہ ملے۔

ہبہ

ہبہ ہبوب سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہوا کے چلنے اور بہنے کے ہیں۔ نیند سے بیدار ہونے کو بھی ہبہ کہا گیا ہے۔ شرع میں ہبہ کی عام تعریف یہ ہے کہ اپنی زندگی میں تطوّع کے لئے مال کی ملکیت کو بغیر کسی عوض کے منتقل کیا جائے۔ اس تعریف میں صدقہ جو معطی کے ثواب یا معطی لہٗ کی احتیاج کی وجہ سے دیا جائے اور ہدیہ جو معطی لہٗ کو تعظیماً یا تکریماً دیا جائے داخل ہیں۔ ہبہ کی خاص تعریف یہ ہے کہ اپنی زندگی میں تطوّع کے لئے مال کی ملکیت کو بغیر کسی عوض کے منتقل کیا جائے کسی کی تعظیم کے لئے نہیں اور نہ کسی کی احتیاج کی وجہ سے اور جس میں ایجاب اور قبول ہو۔ اس تعریف سے صدقہ اور ہدیہ خارج ہو جاتے ہیں۔

ارکانِ ہبہ۔ ہبہ کے ارکان چار ہیں۔ واہب۔ ہبہ کرنے والا۔ شرط یہ ہے کہ اس کی ملکیت حقیقی اور حکمی ہو۔ موہوب لہٗ۔ وہ شخص جس کے فائدے کے لئے ہبہ کیا گیا۔ اس کے لئے شرط یہ ہے کہ اس میں شئے ہبہ شدہ کی ملکیت کی اہلیت ہو اگرچہ غیر مکلّف ہو۔ اُس بچہ کے لئے جو ابھی حمل میں ہو یا جانور کے لئے ہبہ نہ ہو گا۔ موہوب۔ وہ چیز جو ہبہ کی گئی۔ شرط یہ ہے کہ ہبہ کی ہوئی چیز معلوم، طاہر، قابلِ استفادہ، غیر مغصوب ہو۔ صیغہ۔ الفاظ جو ہبہ کرنے والا بطور ایجاب بولے اور جس کے حق میں ہبہ کیا گیا بطور قبول کہے۔ ایجاب و قبول کے معنی میں موافقت بھی مشروط ہے۔

حکم۔ ہر وہ چیز جس کی بیع صحیح ہے اُس کا ہبہ صحیح ہے اور جس چیز کی بیع صحیح نہیں اُس کا ہبہ بھی صحیح نہیں۔ مجہول و نامعلوم چیز کا ہبہ جائز نہیں جیسا کہ کوئی کہے کہ ان دو کپڑوں میں سے ایک کو ہبہ کیا۔ نامعلوم کی طرح نجس اور مغصوب شئے کا ہبہ بھی جائز نہیں۔ ہبہ کی بناء پر ملکیت حاصل نہیں ہوتی جب تک کہ واہب کی اجازت سے قبضہ نہ کیا جائے۔ اگر بغیر اجازت کے قبضہ

کیا جائے تو ملکیت حاصل نہ ہوگی۔ اگر موہوب لہٗ یا واہب موہوب پر قبضہ ہونے کے قبل فوت ہو جائے تو ہبہ فسخ نہ ہوگا اور ورثائے فریقین قبضہ لینے اور قبضہ دینے میں قایم مقام ہونگے۔ موہوب لہٗ اُس پر قبضہ کرے تو واہب رجوع نہیں کرسکتا سوا اس کے کہ وہ والدین یا جدّین وغیرہ اُصول کے رشتہ داروں میں سے ہو۔ اجازتِ قبضہ دینے اور قبضہ لینے سے قبل بھی رجوع ہوسکتا ہے۔ اگر عمر بھر کے لئے یا موت کے اِنتظار میں کوئی چیز کسی دوسرے شخص کو دیجائے اور موہوب لہٗ اُس کو قبول کرکے قبضہ کرلے تو وہ چیز موہوب لہٗ کی ہوگی اور اُس کے بعد اُس کے ورثا کی۔ شرطِ فاسد ساقط ہوجائے گی اور معاہدہ قایم رہے گا جیسا کہ کوئی شخص ایک مکان کے بارے میں یہ کہے کہ اگر تم مجھ سے پہلے فوت ہو تو مکان کی ملکیت میری طرف عَود کرے گی اور اگر میں تم سے پہلے فوت ہوں تو مکان تمہارا ہو جائے گا۔ ان دونوں صورتوں میں مکان موہوب لہٗ اور اُس کے ورثا کا ہوگا۔

فرایض

فرایض فریضہ کی جمع ہے اور فریضہ فرض سے مشتق اور مفروضہ کے معنی میں ہے۔ فرض کے معنی تقدیر کرنے (اندازہ کرنا) اور مقرر کرنے کے ہیں اور شرعاً وراثت میں وارث کے مقررہ حصّہ کو فرض کہتے ہیں اور فرایض سے مُراد، فقہ کا وہ شعبہ ہے جس میں ترکہ کی تقسیم کے مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں وراثت پانے کا حق صِرف مَردوں کو تھا اور عورتوں کو نہ تھا، بڑوں کو حق تھا چھوٹوں کو نہ تھا۔ ابتدائے اسلام میں حلف یعنی ایک دوسرے کی امداد اور تعاون کے عہد پر ترکہ میں حصّہ ملتا تھا۔ اس کے بعد اسلام اور ہجرت کے تعلّق سے ایک دوسرے سے حِصّہ پاتے تھے۔ پھر وصیّت کے ذریعہ حِصص کا تعیّن ہوتا تھا۔ بالآخر کلامِ مجید کے آیاتِ مواریث کے ذریعہ اس شعبۂ فقہ کی تکمیل ہوئی۔ فرایض کے لئے تین علوم، علمِ نسب، علمِ حساب اور علمِ فتویٰ کی ضرورت ہے۔ وراثت کے ارکان تین[3] ہیں۔ وارث[1]، مورِث[2] اور حقِ موروث[3]۔ وراثت تین[3] اُمور پر موقوف ہے۔ اسباب[1] کی موجودگی۔ موانع کی نفی[2] اور شرائط[3]۔ اسبابِ وراثت چار[4] ہیں، نسب[1]، نکاح[2]، ولا[3]، جہتِ[4] اسلام۔ نفیِ موانع میں چار[4] اُمور کی نفی لازم ہے۔ غلامی[1]، قتل[2]۔ اختلافِ[3] مِلّتین اور دوری[4] حکمی۔ شرائط بھی چار[4] ہیں مورِث[1] کی موت کا تیقّن وارث[2] کی حیات۔ رشتہ[3] میّت کا علم۔ جہتِ[4] ارث کا علم۔

ورثاء ذکور۔ مردوں میں سے وراثت پانے والوں کی تعداد مجملاً دس[10] اور تفصیلاً پندرہ[15] ہے۔ باپ[1]۔ دادا[2] اور اسی طرح جہاں تک سلسلہ اوپر جائے۔ بیٹا[3]۔ پوتا[4] اور اسی طرح جہاں تک سلسلہ نیچے جائے۔ حقیقی بھائی[5]۔ علاتی بھائی[6] اور اخیافی بھائی[7] اور حقیقی بھائی کا بیٹا[8] اور علاتی بھائی کا بیٹا[9] اور اسی طرح ان کا سلسلہ۔ حقیقی چچا[10]۔ علاتی چچا[11]۔ حقیقی چچا کا بیٹا[12]۔ اور علاتی چچا کا بیٹا[13] اور ان کا سلسلہ۔ شوہر[14] اور مولیٰ[15] یعنی غلام کا مالک جس نے غلام کو آزاد کیا ہو۔ دس کی تعداد پر اختصار اس طرح ہو سکتا ہے کہ بھائی میں حقیقی علاتی اور اخیافی تینوں کو شمار کیا جائے اور بھتیجے میں حقیقی بھائی اور علاتی بھائی کا بیٹا اور چچا میں حقیقی اور علاتی چچا اور چچا کے بیٹے میں حقیقی اور علاتی چچا کا بیٹا شمار کئے جائیں۔ اگر یہ سب کے سب مرد ورثا موجود ہوں تو ان میں سے صرف تین اشخاص باپ بیٹا اور شوہر وراثت پائیں گے۔ پوتا بیٹے کی موجودگی کی وجہ سے وراثت نہ پائے گا اور دادا باپ کی وجہ سے اور باقی ورثا بیٹے اور باپ کی موجودگی کی وجہ سے وراثت نہ پائیں گے۔ اور ان حالات میں میت عورت کی ہوگی۔

ورثاء اناث۔ عورتوں میں سے وراثت پانے والوں کی تعداد اجمالاً سات[7] اور حقیقت دس[10] ہے۔ ماں[1]۔ دادی[2] نانی[3] اور اسی طرح ان کا سلسلہ جہاں تک اوپر جائے۔ بیٹی[4]۔ پوتی[5] اور اسی طرح ان کا سلسلہ جہاں تک نیچے جائے۔ حقیقی[6] بہن۔ علاتی بہن[7]۔ اخیافی بہن[8]۔ زوجہ[9] اور مولاۃ[10] یعنی غلام کی مالک عورت جس نے غلام کو آزاد کیا ہو۔ دادی میں نانی کو اور بہن میں حقیقی علاتی اور اخیافی بہنوں کو شمار کر لیا جائے تو ان کی تعداد سات ہو جاتی ہے۔ اگر یہ عورتیں سب کے سب موجود ہوں تو ان میں سے صرف پانچ[5] عورتیں ماں[1]۔ بیٹی[2]۔ پوتی[3]۔ زوجہ[4] اور حقیقی بہن[5] وراثت پائیں گی۔ بقیہ عورتیں اس طرح محجوب ہوتی ہیں۔ دادی اور نانی ماں کے وجود کی وجہ سے وراثت نہ پائیں گی اور اخیافی بہن بیٹی اور علاتی بہن کے وجود کی وجہ سے اور آزاد کئے ہوئے غلام کی مالکہ اصل قرابت داروں کے وجود کی وجہ سے وراثت نہ پائیں گے اور میت مرد کی ہوگی اگر ورثاء ذکور و ورثاء اناث سب کے سب باستثنائے زوجہ یا شوہر موجود ہوں تو باپ ماں بیٹا بیٹی اور شوہر یا زوجہ صرف پانچ اشخاص وراثت پائیں گے۔

ورثاء غیر ساقط الوراثت۔ ایسے ورثاء جن کی وراثت کسی حال میں ساقط نہیں ہوتی پانچ[5] ہیں۔ باپ[1]۔ ماں[2]۔ بیٹا[3]۔ بیٹی[4]۔ شوہر یا[5] زوجہ۔ البتہ باپ موجود ہو تو دادا اور بیٹا موجود ہو تو پوتا وراثت نہ پائیں گے۔

عصبہ

عصبہ کسی شخص کی پدری قرابت کو کہتے ہیں۔ اور شرع میں اُس شخص کو عصبہ کہتے ہیں جس کی قرابت میت کے ساتھ عورت کے

توسّط کے بغیر ہے اور جس کے لئے تعصیب کی صُورت میں کوئی حصّہ مقرر نہیں ہے۔ اگر تنہا ہو تو جملہ ترکہ کی وراثت پاتا ہے اور اگر ذوی الفروض کے ساتھ ہو تو ذوی الفروض کو اُن کے حِصص کے دینے کے بعد جو کچھ بچ رہے سب لے لیتا ہے تعصیب کی حالت میں صِرف باپ اور دادا کو داخل کرنے کے لئے حِصّہ مقرّر کیا گیا ہے۔ اِس لئے کہ ان دونوں کے لئے جب تعصیب میں نہ ہوں تو حصّہ مقرّر ہے۔ باپ دادا بیٹے کے ساتھ ہوں تو اِن کو چھٹا حصّہ ملتا ہے۔ عُصُوبت میں ترجیح جہت کے لحاظ سے ہوگی اور اگر جہت ایک ہی ہو تو قُربت کا لحاظ کیا جائیگا۔ جہت اور قُربت دونوں مساوی ہوں تو پھر قُوّتِ رشتہ کا لحاظ ہوگا۔ جہت کی تفصیل اور ترتیب عصبہ بنفسہٖ میں بیان کی گئی ہے۔ قُوّتِ رشتہ کی مثال عَلّاتی بھائی پر حقیقی بھائی کی ترجیح ہے۔ باپ کی جہت اصلی اور بیٹے کی جہت فرعی کہی جاتی ہے۔ جہت اور قُربت کے لحاظ سے رشتہ داروں کی ترتیب بھی مقرّر ہے۔ عصبہ تین[۳] قسم کے ہیں۔ عصبہ[۱] بنفسہٖ عصبہ[۲] بغیرہٖ اور عصبہ[۳] مَعَ الغیر۔

عَصبہ بنفسہٖ ۔ وہ قرابت دار جو بذاتِ خود تعصیب کا حق رکھتے ہیں اور دیگر قرابت داروں میں سے بعض کو اِن کے حصّہ سے بالکلیہ محروم کردیتے ہیں اور بعض کو اپنے ساتھ تعصیب میں شریک کرتے ہیں۔ بلحاظ استحقاق اِن کی ترتیب یہ ہے۔ بیٹا۔ پھر پوتا اور اِسی طرح جہاں تک نیچے جائے۔ پھر باپ پھر دادا اور اِسی طرح جہاں تک اوپر جائے۔ اور بھائی حقیقی۔ دادا اور حقیقی بھائی کے درمیان کوئی امتیاز نہیں ہے دونوں مساوی ہیں۔ پھر عَلّاتی بھائی۔ پھر حقیقی بھائی کا بیٹا۔ پھر عَلّاتی بھائی کا بیٹا۔ پھر چچا اِسی ترتیب سے۔ پھر چچا کا بیٹا۔ اور پھر عَلّاتی چچا اور پھر عَلّاتی چچا کا بیٹا۔ چچاؤں اور اُن کے بیٹوں میں حقیقی کو عَلّاتی پر ترجیح ہوگی۔ اگر نسب کے عصبات نہ ہوں تو مولیٰ یعنی غلام کا مالک وارث ہوگا (مرد ہو یا عورت) جس نے غلام کو رہا کیا۔ اگر میّت کے لئے نسب اور ولاء دونوں کے عصبات نہ ہوں تو ترکہ بیتُ المال میں داخل ہوگا۔

عصبہ بغیرہٖ ۔ وہ قرابت دار جن کو بطورِ خود تعصیب کا حق حاصل نہیں ہے بلکہ بعض دیگر عصبی قرابت داروں کے ساتھ اِن کو تعصیب کا حق حاصل ہوتا ہے۔ وہ اشخاص جن کی وجہ سے تعصیب کا حق پیدا ہوتا ہے چار مرد ہیں جو اپنی بہنوں کو عصبہ بناتے ہیں۔ اور ان میں ترکہ کی تقسیم مرد کو دو حصّے اور عورت کو ایک حصّہ کے حساب سے ہوتی ہے۔ بیٹا[۱]۔ پوتا[۲]۔ اور اِسی طرح جہاں تک نیچے جائے۔ حقیقی بھائی[۳] اور عَلّاتی بھائی[۴]۔ اخیافی بھائی اپنی بہن کو عصبہ نہیں بناتا بلکہ اِن دونوں کا ایک تہائی حصّہ ہے جس کی تقسیم مساوی ہوگی۔

عَصَبہ مَعَ الغیر ۔ وہ قرابت دار جن کو انفراداً تعصیب کا حق نہیں مگر جب آپس میں جمع ہوجائیں تو ایک دوسرے کو

عصبہ بناتے ہیں جیسا کہ بہنیں جب بیٹیوں یا پوتیوں کے ساتھ ہوں۔

ذوی الفروض

فروضِ مقدّرہ ۔ وہ حصے جو بروئے کلام مجید مقرر ہیں چھ ہیں۔ نصف، آدھا حصہ۔ ربع، پاؤ حصہ۔ ثمن، آٹھواں حصہ۔ ثلثان، دو تہائی حصہ۔ ثلث، ایک تہائی حصہ اور سدس، چھٹا حصہ۔ ان چھ حصوں کے علاوہ اور دو صورتیں بھی ہیں۔ عول اُس صورت کو کہتے ہیں جب کہ ذوی الفروض پر ترکہ کی تقسیم سے مال میں کمی واقع ہوتی ہو اور ردّ اُس صورت کو کہتے ہیں جب کہ تقسیم کے بعد مال باقی رہ جائے۔

نصف ۔ آدھا حصہ پانے والے پانچ اشخاص ہیں۔ بیٹی۔ پوتی اور اسی طرح سلسلہ جہاں تک نیچے جائے۔ جب کہ یہ دونوں تنہا ہوں اور ان کے ساتھ کوئی مرد عصبہ بنانے والا نہ ہو۔ حقیقی بہن۔ علاتی بہن، جب کہ ان کے ساتھ کوئی مرد عصبہ بنانے والا نہ ہو۔ شوہر، جس کے ساتھ بیٹا بیٹی پوتا پوتی وغیرہ نہ ہوں۔

ربع ۔ چوتھا حصہ پانے والے دو اشخاص ہیں۔ شوہر، جب کہ اُس کے ساتھ بیٹا بیٹی، پوتا پوتی وغیرہ موجود ہوں اُس سے پیدا ہوئے ہوں یا دوسرے شوہر سے۔ زوجہ، ایک ہو یا زیادہ، جب کہ ان کے ساتھ بیٹا بیٹی پوتا پوتی وغیرہ نہ ہوں۔

ثمن ۔ آٹھواں حصہ صرف زوجہ پاتی ہے خواہ ایک ہو یا زیادہ، جب کہ اس کے ساتھ بیٹا بیٹی پوتا پوتی وغیرہ ہوں۔

ثلثان ۔ دو تہائی حصہ پانے والے چار اشخاص ہیں۔ بیٹیاں، جب ایک سے زیادہ ہوں۔ پوتیاں جب ایک سے زیادہ ہوں اور اُن کے ساتھ صلبی بیٹی نہ ہو۔ بیٹی کی موجودگی میں پوتیوں کو ثلثین کا تکملہ سدس یعنی چھٹا حصہ ملیگا۔ حقیقی بہنیں جب ایک سے زیادہ ہوں۔ علاتی بہنیں جب ایک سے زیادہ ہوں اور ان دونوں یعنی نمبر ۳ و ۴ کے ساتھ ان کا بھائی نہ ہو۔ بھائی ان کے ساتھ ہو تو ان کو عصبہ بنا دے گا اور تعصیب میں ان کو بعض وقت ثلثین سے زیادہ اور بعض وقت ثلثین سے کم حصہ ملے گا۔

ثلث ۔ ایک تہائی حصہ پانے والے دو اشخاص ہیں۔ ماں جب محجوب نہ ہو یعنی جب کہ میت کو اولاد نہ ہو یا بھائیاں اور بہنیں حقیقی علاتی یا اخیافی دو کی تعداد میں نہ ہوں۔ اخیافی بھائیاں اور بہنیں جب ایک سے زیادہ ہوں، مرد ہوں یا عورت، مساوی حصہ پائیں گے اس لئے اس رشتہ میں جو محض ماں کے سبب سے ہے تعصیب نہیں ہے۔

سُدُس ۔ چھٹا حصّہ پانے والے سات[7] اشخاص ہیں۔ ماں[1] جب کہ اس کے ساتھ میّت کی اولاد، بیٹا بیٹی، پوتا پوتی وغیرہ یا ایک سے زیادہ حقیقی یا غیر حقیقی بھائی اور بہن ہو۔ جدّہ[2] یعنی دادی یا نانی، ماں کی عدم موجودگی میں۔ جدّات ایک سے زیادہ ہوں تو بھی ان سب میں یہی چھٹا حصّہ ملے گا۔ اگر ماں موجود ہو تو جدّہ ساقط ہو جائیگی اور اس کو کوئی حصّہ نہ ملے گا۔ باپ کے وجود سے دادی ساقط ہو جاتی ہے لیکن نانی ساقط نہیں ہوتی۔ اصول یہ ہے کہ ایک ہی جہت میں جو قریب تر ہوں وہ بعید کو محروم کرتے ہیں۔ پوتی[3] جو بیٹی کے ساتھ ہو۔ دو تہائی میں سے بیٹی کو نصف دینے کے بعد جو چھٹا حصّہ باقی رہتا ہے پوتی کو ملے گا۔ علاتی بہن[4] جو حقیقی بہن کے ساتھ ہو۔ باپ[5] جو میّت کی اولاد بیٹا بیٹی پوتا پوتی کے ساتھ ہو۔ میّت کے ایک بیٹی اور باپ ہو تو بیٹی کو نصف اور باپ کو چھٹا حصّہ بطور فرض ملے گا اور جو باقی رہے گا وہ بھی باپ کو بطور عصبہ ملے گا۔ میّت کے ایک بیٹا اور باپ ہو تو باپ کو صرف چھٹا حصّہ ملے گا اور باقی سب بیٹا بطور عصبہ پائے گا۔ دادا[6] باپ کی عدم موجودگی میں۔ نانا جدِّ فاسد کہلاتا ہے اور ذوی الارحام میں ہے۔ اور اخیافی[7] بھائی یا بہن میں سے ہر ایک کو۔

حَجْب

حَجْب ۔ حجب کے معنی منع کرنے اور روکنے کے ہیں۔ اور شرع میں وارث کو وراثت سے روکنے کو حَجْب کہتے ہیں۔ اس کی دو[2] قسمیں ہیں۔ حجب حرماں اور حجبِ نُقصان۔

حَجبِ حِرمان ۔ وراثت سے بالکلیہ روکنے اور محروم کرنے کو کہتے ہیں۔ اس کی دو[2] قسمیں ہیں۔ حَجب[1] حِرماں بالوصف اور حَجب[2] حِرمان بالشخص۔

حَجبِ حِرمان بالوصف ۔ وہ اشخاص جو ایک خاص صفت کی وجہ سے وراثت سے محروم کئے گئے ہیں۔ اُن کی چار[4] قسمیں ہیں۔ غلام[1]۔ قاتل[2] مقتول کی وراثت نہ پائیگا۔ اُس نے خود قتل کا ارتکاب کیا ہو یا اعانت کی ہو اور قتل[3] قتلِ عمد ہو یا قتلِ خطا یا شبہِ عمد۔ مُرتد[3]۔ اسی طرح زندیق جو کفر کو پوشیدہ رکھے اور اسلام کا اظہار کرے۔ اہلِ ملّتین[4] مختلف مذہب والے اشخاص مُسلم کافر سے اور کافر مُسلم سے وراثت نہ پائے گا۔ البتہ کافر کافر سے باوجودِ اختلافِ یہودیت و نصرانیت وراثت پائے گا۔ حربی ذِمّی سے اور ذِمّی حربی سے وراثت نہ پائے گا۔ مُرتد کسی سے وراثت نہ پائے گا، نہ مُرتد سے نہ مُسلم سے نہ کافر سے۔

حَجبِ حِرمان بالشخص ۔ وہ اشخاص جو بعض دیگر اشخاص کی موجودگی کی وجہ سے وراثت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

جَدّات (دادیاں نانیاں) قریب کی ہوں یا دُور کی، ماں کی موجودگی کی وجہ سے ساقط ہو جاتی ہیں۔ اور دادیاں باپ کی وجہ سے بھی۔ اَجداد (دادیاں) ساقط ہو جاتے ہیں باپ کی موجودگی کی وجہ سے اور اِسی طرح دُور کا دادا نزدیک کے دادا کی وجہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔ اخیافی بھائی اور بہن محروم ہو جاتے ہیں میت کی اولاد اور اَجداد کی وجہ سے۔ حقیقی بھائی تین اشخاص بیٹے، پوتے وغیرہ اور باپ کی وجہ سے محروم ہو جاتے ہیں۔ علاتی بھائی اور بہن، چار اشخاص بیٹے پوتے وغیرہ اور باپ اور حقیقی بھائی کی وجہ سے۔ حقیقی بھائی کا بیٹا چھ اشخاص باپ، دادا، بیٹا، پوتا، حقیقی بھائی اور علاتی بھائی کی وجہ سے۔ علاتی بھائی کا بیٹا سات اشخاص، سابقہ چھ اور حقیقی بھائی کے بیٹے کی وجہ سے۔ حقیقی چچا آٹھ اشخاص، سابقہ سات اور علاتی بھائی کے بیٹے کی وجہ سے۔ علاتی چچا نو اشخاص، سابقہ آٹھ اور حقیقی چچا کی وجہ سے۔ حقیقی چچا کا بیٹا دس اشخاص سابقہ نو اور علاتی چچا کی وجہ سے۔ علاتی چچا کا بیٹا گیارہ اشخاص، سابقہ دس اور حقیقی چچا کے بیٹے کی وجہ سے، غلام کا مُعتِق (رہا کرنے والا) غلام کے نسبی عصبہ کی وجہ سے محروم ہوتا ہے۔

حجبِ نقصان وراثت میں بڑے حصّے سے روک کر اُس سے کمتر حصّے کے دینے کو کہتے ہیں۔ اِس کی چھ قسمیں ہیں۔ ایک فرض سے دوسرا فرض۔ ماں کو تہائی سے چھٹا حصّہ، شوہر کو نصف سے پاؤ حصّہ، زوجہ کو پاؤ سے آٹھواں حصّہ۔ ایک تعصیب سے دوسری تعصیب۔ جیسا کہ بہن عصبہ مع الغیر سے عصبہ بغیرہ ہو جائے۔ بہن بیٹی کے ساتھ عصبہ مع الغیر ہے اور اُس کا حصّہ نصف ہے۔ جب بہن کے ساتھ اُس کا بھائی ہوگا تو عصبہ بغیرہ ہو جائے گی اور اُس کا حصّہ ایک تہائی ہوگا۔ فرض سے تعصیب۔ تنہا بیٹی کا نصف حصّہ تھا، بھائی کے ساتھ ہوگی تو عصبہ بنے گی اور ایک تہائی پائے گی۔ تعصیب سے فرض۔ جیسا کہ جد جو تنہا تعصیب کی بنا پر وراثت پاتا، بھائیوں کے ساتھ مقررہ حصّہ پایا۔ فرض میں مزاحمت بیٹیوں کا حصّہ دو تہائی ہے جس قدر زیادہ بیٹیاں ہونگی اُسی میں سے اپنا حصّہ پائیں گی۔ تعصیب میں مزاحمت۔ بیٹے جس قدر زیادہ ہوں ایک دوسرے کے حصّہ کو کم کریں گے۔

ذوی الأرحام

ذوی الأرحام کے معنی قرابت داروں کے ہیں اور شرع میں اُن قرابت داروں کو ذوی الارحام کہتے ہیں جو ذوی الفروض اور عصبات کے سوائے ہوں اور جن کی نسبت میت کے ساتھ عورت کے تعلق سے ہو۔ عصبات اور ذوی الفروض کی عدم موجودگی میں مال بیت المال میں داخل ہوگا۔ اگر بیت المال نہ ہو یا بیت المال کا انتظام اطمینان بخش نہ ہو تو ذوی الأرحام پر

تقسیم ہوگا۔ ذوی الارحام یہ ہیں۔ ۱۔ نانا، پرنانا، نانی، پرنانی وغیرہ۔ ۲۔ بیٹیوں کی اولاد۔ ۳۔ حقیقی اور علاتی بھائی کی بیٹیاں۔ ۴۔ حقیقی اور علاتی بہن کی اولاد۔ ۵۔ اخیافی بھائی کی اولاد۔ ۶۔ اخیافی چچا۔ ۷۔ حقیقی اور علاتی چچا کی بیٹیاں۔ ۸۔ پھوپیاں۔ ماموان۔ ۹۔ خالایان۔

متفرق۔ چار مرد ایسے ہیں جو وراثت پاتے ہیں لیکن اِن کی بہنیں وراثت نہیں پاتیں۔ ۱۔ حقیقی یا علاتی چچا۔ ۲۔ حقیقی یا علاتی چچا کے بیٹے۔ ۳۔ حقیقی یا علاتی بھائی کے بیٹے اور مولی المعتق کے عصبات وراثت پاتے ہیں اور اِن کی بہنوں پھوپی۔ چچا کی بیٹی اور بھتیجی کو تعصیب نہیں ہے اور ذوی الارحام سے ہیں۔

وصیّت

وصیّت کے معنی وصل کرنے اور ملانے کے ہیں اور شرع میں وصیّت کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ وصیّت جو بطور خیر و احسان کسی کے حق میں کی جائے اور اِس پر عمل کو موت کے بعد موقوف رکھا جائے۔ ۲۔ وصیّت جس کی رُو سے وصی کو اپنی موت کے بعد جائداد میں تصرّف کا اختیار اِس غرض سے دیا جائے کہ بچوں کی پرورش اور نگرانی، امانتوں کا استرداد اور قرضوں کی ادائی کرے لیکن اِس نوع کی وصیّت میں کوئی امر تبرّع اور خیر و احسان نہیں ہے۔

حکم۔ وصیت خیر و احسان کے لئے سُنّتِ مؤکّدہ ہے۔ تونگروں کے حق میں مباح ہے۔ ایک تہائی مال سے زیادہ کی نسبت وصیّت مکروہ ہے۔ اُس شخص کے حق میں جس کی نسبت علم ہو کہ ترکہ میں حق پیدا ہونے پر وہ ترکہ کو تباہ و تاراج کریگا وصیّت کرنا حرام ہے۔ اُن حقوق کی ادائی کی نسبت جو خود کے ذمّے ہیں وصیت کرنا واجب ہے۔ وصیّت کی مالیّت جائدادِ ترکہ کی مالیّت کے ایک تہائی سے زیادہ نہ ہو بلکہ مستحب ہے کہ ایک تہائی سے کچھ کم ہی ہو۔ زائد کی نسبت تعمیل ورثائے مجاز کی اجازت پر موقوف ہے۔ ورنہ زائد کی حد تک وصیّت باطل ہوگی۔ وصیّت کا نفاذ اُس صورت میں ہوگا جب ترکہ دَین میں مستغرق نہ ہو۔ ترکہ میں سب سے پہلے تجہیز کے مصارف ہوں گے پھر دَین کی ادائی ہوگی۔ اُس کے بعد وصیّت اور پھر میراث کی تقسیم ہوگی۔ وارث کے حق میں وصیت کرنا مکروہ ہے۔ اگر کی جائے تو اُس کا نفاذ نہ ہوگا جب تک کہ باقی ورثاء جو مجازِ تصرّف ہیں اجازت نہ دیں۔ وارث سے مُراد وہ شخص ہے جو موصی کی موت کے وقت وراثت کا مستحق ہو۔ اجازتِ ورثاء بھی مُوصی کی موت کے بعد ہوگی۔ موصی زندگی میں وصیّت سے رجوع کرسکتا ہے لیکن ورثاء اجازت سے رجوع نہیں کرسکتے۔

شرائطِ وصیّتِ تبرّع۔ خیر و احسان کے لئے جو وصیّت کی جائے اُس کے ارکان چار ہیں۔ ۱۔ مُوصی۔ ۲۔ مُوصٰی لہٗ۔ ۳۔ موصی بہٖ

صیغہ۔ موصی یعنی وصیت کرنے والے کے لئے شرط ہے کہ بالغ عاقل اور مختار ہو۔ مجنون بیہوش بچے اور مجبور کی وصیت جائز نہیں۔ موصیٰ لہٗ۔ جس کے حق میں یا جس کے فائدہ کے لئے وصیت کی جائے اُس کے لئے شرط ہے کہ اگر معیّن ہو تو اُس میں ملکیت کی اہلیت ہو۔ کسی میّت یا جانور کے حق میں وصیت نہیں ہو سکتی۔ نابالغ مجنون اور اُس بچّے کے حق میں وصیّت ہو سکتی ہے جو شکمِ مادر میں ہو۔ موصیٰ لہٗ مبہم نہ ہو معیّن ہو۔ موصیٰ لہٗ اصالتہً یا ولایتہً وصیت کو قبول بھی کرے موصی کی موت کے بعد نہ کہ قبل۔ موصیٰ لہٗ غیر معیّن بھی ہو سکتا ہے اور جہتِ عامّہ کے لئے وصیّت کی جا سکتی ہے۔ فی سبیل اللہ یعنی اللہ کے راستہ میں صرف کرنے کے لئے وصیّت کی جائے تو مالِ وصیّت غازیوں پر صرف کیا جا سکتا ہے۔ دیگر کارِ خیر یعنی فقراء کی اعانت اور مسجد کی تعمیر کے لئے بھی وصیت کی جا سکتی ہے۔ موصیٰ بہٖ۔ وہ چیز جس کی نسبت وصیّت کی جائے مقصود بہ ہو منتقل ہو سکتی ہو اور مباح ہو۔ اس کا معلوم اور موجود ہونا ضروری نہیں ہے۔ مجہول اور معدوم کی نسبت بھی وصیّت ہو سکتی ہے۔ جانور کے تھن میں جو دودھ ہے اور جس کی مقدار معلوم نہیں اور درخت کے ثمرے کی نسبت جو ابھی ظاہر نہیں ہوا ہے وصیت ہو سکتی ہے بشرطیکہ موصی کی میّت کے وقت وہ موصی کی مملوکہ ہو۔ صیغہ۔ ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں جن سے وصیت کا مقصد صریحاً یا کنایتہً ظاہر ہو سکے اور بمنزلہ ایجاب ہو۔ موصیٰ لہٗ کے جانب سے قبول کا فعل موصی کی موت کے بعد واقع ہو۔ موت سے قبل قبول کرنا بے سُود ہے اس لئے کہ موصی اپنی زندگی میں رجوع کر سکتا ہے۔ اگر موصیٰ لہٗ غیر معیّن ہو تو قبول کی شرط نہیں ہے اور وصیت پر عمل بمنزلہ قبول ہے۔

شرائط وصیتِ ایصاء۔ بعدِ موت اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونے کے لئے جو وصیّت کی جائے اُس کے ارکان بھی چار ہیں۔ موصی۔ وصی۔ موصیٰ فیہ اور صیغہ۔ موصی۔ وصیت کرنے والے کے لئے شرط ہے کہ بالغ عاقل مختار ہو۔ نابالغ مجنون یا مجبور نہ ہو۔ وصی۔ وہ شخص ہے جس کو وصیّت کی تعمیل کے لئے مقرر کیا گیا ہے اور نوعِ اول کے موصیٰ لہٗ کی جگہ ہے۔ وصی کے لئے چھ شرائط ہیں۔ اسلام۔ بلوغ۔ عقل۔ امانت بمنزلہ عدالت۔ صلاحیتِ تعمیلِ وصیت۔ کبرسنی و پیرانہ سالی مانعِ تقرر ہے۔ عدمِ وجہِ خصومت۔ وصیّت کی تعمیل کا تعلق جن اشخاص سے ہو اُن سے وصی کو کوئی خصومت نہ ہو۔ وہ اشخاص جو اِن صفات کے اضداد سے متصف ہوں وصی نہیں بنائے جا سکتے۔ وصی کے مرد ہونے کی شرط نہیں ہے عورت بھی ہو سکتی ہے۔ اگر یہ شرائط بچّے کی ماں میں موجود ہوں تو اُس کو دیگر اشخاص پر ترجیح ہے۔ موصیٰ فیہ۔ شئے وصیت جس کو نوعِ اوّل میں موصیٰ بہ کہا گیا ہے۔ اُس میں ایسے تصرّف کی شرط ہے جس کو تصرفِ مالی کہا جا اور یہ بھی شرط ہے کہ کارِ معصیت یعنی تعمیرِ کنیسہ

یا ہُبت تراشی کے لئے نہ ہو۔ صیغہ۔ ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں جن سے ایصاء کا مطلب ظاہر ہو اور بمنزلۂ ایجاب ہو۔ اس کا قبول موصی کی موت کے بعد جب چاہے ہو سکتا ہے۔

نِکاح

نِکاح کے معنی ضَم کرنے اور مِلانے کے ہیں اور شرع میں ایسے عقد و معاہدہ کو نکاح کہتے ہیں جس کے انعقاد سے وطی مباح ہوتی ہے۔ موسیٰ علیہ السّلام کی شریعت میں مردوں کے مصالحِ وقت کا لحاظ کرتے ہوئے عورتوں کی تعداد کی نسبت کوئی قید نہ تھی اور عیسیٰ علیہ السّلام کی شریعت میں مصالحِ اناث کی رعایت کرتے ہوئے بیویوں کی تعداد کو گھٹا کر ایک پر محدود کیا گیا اور شریعتِ محمّدی میں اِن دونوں مصالح کی رعایت رکھتے ہوئے خاص شرائط کے ساتھ ایک محدود تعداد کی اجازت دی گئی۔

حکم۔ اُس شخص کے لئے نکاح مستحب ہے جس کو نکاح کی حاجت ہو، وطی کی قوّت اور خواہش، اور مَہر و نفقہ وغیرہ کی استطاعت رکھتا ہو۔ مَہر و نفقہ کی عدمِ استطاعت کی صورت میں نکاح مستحب نہیں بلکہ اُس کا ترک مستحب ہے۔ اور اگر وطی کی قوّت یا خواہش نہ رکھتا ہو تو نکاح مکروہ ہے۔ مَرد چار عورتوں کو اور غلام دو کو نکاح میں جمع کر سکتا ہے۔ آزاد مرد باندی کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتا تین[۳] شرائط کے سوائے۔ آزاد[۱] عورت میسّر نہ آئے۔ نافرمانی[۲] کا خوف ہو اور باندی[۳] مسلمان ہو۔

نَظر۔ یہاں صرف آنکھ سے دیکھنے کے متعلّق احکام ہیں، اِس کو مَس کرنے اور چھونے سے تعلّق نہیں۔ جن مقامات پر نظر کرنا حرام ہے اُن کا چھونا بھی حرام ہے۔ جس چیز سے لذّت حاصل کرنا منع ہے اُس کی طرف شہوت سے نظر کرنا بھی حرام ہے اگرچہ وہ حیوانات یا جمادات سے کیوں نہ ہو۔ مَرد کی نظر عورت کی طرف نو[۹] طرح ہو سکتی ہے۔ ہر ایک صُورت میں اُس کے عکس یعنی "عورت کی نظر مَرد کی طرف" کے لئے بھی وہی حکم ہے۔ جو حکم مَرد کی نظر کی نسبت ہے وہی عورت کی نظر کی نسبت ہے۔ ۱۔ مَرد کی نظر اجنبی عورت کی طرف بغیر حاجت کے جائز نہیں ہے، بلکہ حرام ہے اگرچہ بغیر شہوت کے ہو۔ مَرد کی ضعیفی اور زناکاری

اِس حکم کو تبدیل نہیں کرتی۔ ۲۔ مرد کی نظر اپنی زوجہ اور باندی کے پورے بدن کی طرف جائز ہے مگر شرمگاہ کی طرف مکروہ ہے۔ ۳۔ مرد کی نظر محرم عورت یا مزوّجہ باندی کے بدن کے اُس حصّے کے سوائے جائز ہے جو ناف اور گھٹنے کے درمیان ہے۔ محرمیّت میں نسب، رضاعت اور مصاہرت کے رشتے شامل ہیں۔ ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصّہ پر نظر کرنا حرام ہے۔ مرد کی نظر مرد کی طرف اور عورت کی نظر عورت کی طرف بھی اسی حد تک محدود ہے۔ ۴۔ **نکاح کی غرض** سے عورت کے چہرے اور ہاتھوں پر نظر کرنا صرف جائز نہیں بلکہ سُنّت بھی ہے۔ مَس کرنے اور چھونے کی اجازت نہیں۔ عورت کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ ۵۔ **علاج** کے لئے اُس حصّہ بدن کی طرف نظر کرنا جائز ہے جس کے علاج کی ضرورت ہے۔ شرمگاہ بھی مستثنا نہیں ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کسی محرم قرابت دار یا شوہر کے مواجہ میں معاینہ ہو اور عورت معالج دستیاب نہ ہو۔ یہی حکم جنسِ مخالف کے لئے بھی ہے۔ ۶۔ **شہادت** کے لئے عورت کے اُس حصّہ بدن کی طرف نظر کرنا جائز ہے جس کی نسبت شہادت دینی ہے۔ ۷۔ **معاملتِ** خرید و فروخت وغیرہ کے لئے عورت کے چہرے کی طرف نظر کرنا جائز ہے۔ ۸۔ **باندی کی خریدی** کے وقت اُس کے بدن کے اُن مقامات کی طرف نظر کرنا جائز ہے جس سے اُس کی صلاحیّتِ کار کی نسبت قیاس کیا جاسکے۔ ۹۔ **تعلیم** کے لئے نظر کرنا جائز ہے۔

تنبیہ۔ بیجوری کا قول ہے کہ عورت کی آواز مستور یا چھپانے کے لائق نہیں ہے۔

ارکانِ نکاح نکاح کے پانچ[5] ارکان ہیں جن کے بغیر عقدِ نکاح صحیح نہیں ہوسکتا۔ شوہر[1]۔ زوجہ[2]۔ ولی[3]۔ شاہدین[4] (دو گواہان) اور صیغہ[5] یعنی الفاظِ ایجاب و قبول۔

شرایط۔ شوہر کے لئے پانچ[5] شرایط ہیں۔ حلال[1] رشتہ رکھتا ہو۔ محرم کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ مختار[2] ہو یعنی مجبور نہ ہو۔ متعیّن[3] ہو۔ غیر معیّن کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ علم[4] رکھتا ہو عورت کے نام اور حسب و نسب کا۔ مرد[5] ہو اور مردمی رکھتا ہو۔ زوجہ کے لئے چار[4] شرایط ہیں۔ حلال[1] رشتہ رکھتی ہو، محرم نہ ہو۔ متعیّن[2] ہو، غیر معیّن کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا۔ خالی[3] ہو دوسرے کے نکاح سے اور عدّت سے بھی۔ عدّت کے زمانہ میں بھی نکاح نہیں ہوسکتا۔ عورت[4] ہونا یقین ہو۔ ولی اور شاہدین کی اہلیّت کے لئے چھ[6] شرایط ہیں۔ اسلام[1]۔ بلوغ[2]۔ عقل[3]۔ حرّیت[4]۔ ذکوریّت[5]۔ عورت ولی نہیں ہوسکتی۔ نہ اپنا نکاح آپ کرسکتی ہے اور نہ دوسرے کا۔ اور نہ گواہ ہوسکتی ہے (مرد گواہان)۔ عدالت[6] (آزادی)۔ شاہدین کے لئے عدل کی شرط ہے۔ ولی کے لئے عدمِ فسق کافی ہے۔ قریب تر ولی میں یہ صفات نہ ہوں تو بعید تر ولی کو ولی مقرر کیا جائیگا۔ گواہوں کے لئے مزید شرط ہے کہ

سماعت، بصارت، نطق (بات چیت کی قوّت) رکھتے ہوں اور عاقدین کی زبان سے واقف ہوں اور وَلی نہ مقرّر کئے گئے ہوں۔

صیغہ۔ الفاظِ نکاح یعنی ایجاب و قبول صریحی ہوں کنایۃً نہ ہوں۔ عقدِ نکاح یعنی ایجاب قطعاً عورت کی جانب سے ہوگا اور نکاح کا قبول شوہر کی جانب سے لیکن قبول کی تقدیم میں کوئی مضائقہ نہیں۔

اَولی الوُلات۔ عورت کے اُن قرابت داروں کو ولایت یعنی نکاح کروانے کا حق بالترتیب یعنی یکے بعد دیگرے حاصل ہے۔ پہلے شخص کی موجودگی میں دوسرے شخص کو کوئی حق نہیں ہے۔ باپ۔ دادا۔ دادا کا باپ اور اسی طرح حقیقی بھائی۔ علّاتی بھائی۔ حقیقی بھائی کا بیٹا۔ علّاتی بھائی کا بیٹا۔ حقیقی چچا۔ علّاتی چچا اور ان دونوں کے بیٹے اسی ترتیب سے۔ نسب کے قرابت دار موجود نہ ہوں تو مولی المعتق اور اُن کے عصبات۔ نسب اور ولاء دونوں میں سے کوئی قرابت دار موجود نہ ہو تو حاکم۔

خِطبہ۔ نکاح کے اُس سُوال کو خطبہ کہتے ہیں جو مرد کی جانب سے عورت کے پاس پیش کیا جاتا ہے جس کو یہاں پیام کہا جاتا ہے۔ ایسی عورت کی نسبت جو شوہر کے فوت ہونے کی وجہ سے یا طلاقِ بائن یا رجعی کی بنا پر عدّت میں ہو، خطبہ کی تصریح جائز نہیں ہے البتہ شوہر کے فوت ہونے یا طلاقِ بائن کی وجہ سے عدّت میں ہو تو تعریض جائز ہے طلاقِ رجعی کی صورت میں تعریض بھی جائز نہیں ہے۔ **تصریح** ایسے الفاظ کے استعمال کو کہتے ہیں جو نکاح کرنے کی خواہش کو صاف و صریح طور پر ظاہر کریں جیسا کہ "تجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں"۔ **تعریض** ایسے الفاظ کے استعمال کو کہتے ہیں جو نکاح کرنے کی خواہش کو صاف و صریح طور پر ظاہر نہ کریں بلکہ صرف نکاح کا احتمال پیدا کریں جیسا کہ یہ کہنا کہ "تمھارے بہت سے خواہشمند ہیں"۔ تعریض کی صورت میں عدّت کے گزرنے کے بعد نکاح ہوسکتا ہے۔ ایک مرد کے پیام کے ردّ ہونے سے قبل دوسرے مرد کی جانب سے پیام کی تقدیم جائز نہیں ہے۔ ایسی عورت جو موانعِ نکاح اور خطبہ سابقہ سے خالی ہو اُس سے نکاح کا سُوال تعریض اور تصریح دونوں میں ہوسکتا ہے۔

اِجبار کے معنی مجبور کرنے کے ہیں۔ باکرہ لڑکی کو باپ اور دادا نکاح پر مجبور کرسکتے ہیں۔ باکرہ اُس لڑکی کو کہتے ہیں جس کی بکارت وطی کی وجہ سے زائل نہ ہوئی ہو۔ یہاں صرف بکارت مابہا الامتیاز ہے۔ لڑکی کے بالغہ یا نابالغہ، عاقلہ یا مجنونہ ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ دادا کو اُسی صورت میں اختیار حاصل ہے جب کہ باپ موجود نہ ہو یا یہ کہ باپ موجود ہو مگر اہلیت نہ رکھتا ہو۔ اگر لڑکی بالغہ اور عاقلہ ہو تو اُس کی اجازت لینا سُنّت ہے اور اجازت کے لئے لڑکی کا سکوت بھی کافی ہے۔ لیکن سُنّت

یہ ہے کہ صغیرہ کا نکاح نہ کیا جائے جب تک کہ بالغ نہ ہو اور اجازت نہ دے دے۔ شرائط صحتِ اجبار یہ ہیں کہ نکاح کفو میں ہو، شہر کے مروّجہ سکّہ کے حساب سے مہرِ مثل پر ہو۔ ثیّبہ عورت کا نکاح اُس کی اجازت کے بغیر جائز ہی نہیں ہے، بجز اس کے کہ عورت بالغ ہونے کے بعد اپنی زبان سے اجازت دے۔ استفسار پر ثیّبہ عورت کا محض سکوت کافی نہیں ہے۔ ثیّبہ اُس عورت کو کہتے ہیں جس کی بکارت وطی کی وجہ سے زائل ہوئی ہو۔ اس تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ باپ اور دادا کے سوائے دوسرا کوئی شخص نابالغ لڑکی کا نکاح ہی نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ نکاح کے لئے اجازت کی ضرورت ہے اور نابالغ لڑکی کو اجازت کا حق نہیں ہے۔

مُحرّمات، وہ عورتیں جن کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے۔ **نصِّ قرآن** سے چودہ عورتوں کے ساتھ نکاح حرام ہے نسب کی رُو سے سات ہیں۔ ماں[1] کتنی ہی اوپر ہو۔ بیٹی[2] کتنی ہی نیچے ہو۔ حقیقی[3] علاتی یا اخیافی بہن۔ پھوپی[4] حقیقی یا بالواسطہ جیسے باپ یا ماں کی پھوپی۔ خالہ[5] حقیقی یا بالواسطہ جیسے باپ یا ماں کی خالہ۔ بھائی[6] کی بیٹی اور بھائی کے اولاد کی بیٹیاں۔ بہن[7] کی بیٹی اور بہن کی اولاد کی بیٹیاں۔ **رضاعت** کی وجہ سے دو[2] عورتیں حرام ہیں۔ رضاعی[1] ماں اور رضاعی[2] بہن۔ یہ دو تو نصِّ قرآنی کی وجہ سے حرام ہوئیں ورنہ نسب کے ساتوں محرّمات رضاعت میں بھی حرام ہیں جیسا آگے آئیگا۔ **مُصاہرت** کی وجہ سے چار[4] عورتیں حرام ہیں۔ زوجہ[1] کی ماں نسب یا رضاعت سے کتنی ہی اوپر ہو۔ ربیبہ[2] یعنی زوجہ کی بیٹی دوسرے شوہر سے۔ باپ[3] یا دادا وغیرہ کی زوجہ۔ بیٹے[4] وغیرہ کی زوجہ۔ ان تیرہ[13] عورتوں کی حُرمت، جو اس وقت تک بیان کی جاچکی ہیں، دائمی ہے اور ہر حالت میں قایم رہے گی۔ لیکن ایک دوسری اور آخری قسم وہ ہے جس کی حُرمت جمع کے ساتھ مشروط ہے۔ زوجہ[1] کے ساتھ اُس کی بہن، علاتی رضاعی یا نسبی جمع نہیں کی جا سکتی۔ اس بارے میں بہن کی رضامندی کوئی چیز نہیں ہے۔ حدیث کے حکم سے زوجہ کے ساتھ اُس کی پھوپی اور خالہ کو جمع کرنا بھی حرام ہے۔ جن عورتوں کا نکاح میں جمع کرنا حرام ہے اُن کے ساتھ نکاح کیا گیا تو نکاحِ دوّم باطل ہوگا نہ کہ اوّل۔ رضاعت کی وجہ سے وہ ساتوں عورتیں حرام ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہیں۔

خیار بہ عیوب۔ بعض عیوب کے پائے جانے پر شوہر اور زوجہ دونوں کو اختیار رہتا ہے کہ ایک دوسرے کو رد اور واپس کردیں اور نکاح کو فسخ کرائیں۔ وہ عیوب جو دونوں کے لئے عام ہیں تین[3] ہیں۔ جنون[1]، دائمی ہو یا منقطع۔ بیہوشی جنون سے خارج ہے۔ جذام[2]۔ برص[3]، بہق جس میں صرف جلد کا رنگ تبدیل ہوتا ہے خارج ہے۔ دو[2] امور عورت

کے لئے مختص ہیں اور مرد عورت کو ردّ کرسکتا ہے۔ رَتَق: اگر گوشت کی وجہ سے محلِ جماع مسدود ہو۔ قَرَن: ہڈی کی وجہ سے محلِ جماع مسدود ہو۔ دو امور مرد کے لئے مختص ہیں اور عورت مرد کو ردّ کرسکتی ہے۔ جَب: عضوِ تناسل کٹا ہوا ہو اور حشفہ باقی نہ رہا ہو۔ عُنّت: مرد فرج میں وطی کرنے سے عاجز ہو۔

مَہر۔ اُس مال کو مہر کہتے ہیں جو نکاح کے معاوضہ میں شوہر کی جانب سے زوجہ کو دیا جاتا ہے۔ نکاح میں مہر کا تعین کرنا سنت ہے۔ بغیر مہر کے بھی نکاح صحیح ہوسکتا ہے لیکن اس میں کراہت ہے۔ مہر کے تعین کے تین طریقے ہیں۔ مہر کی مقدار شوہر خود مقرر کرے اور زوجہ اُس پر رضامند ہو۔ مہر قاضی مقرر کرے۔ قاضی کے مقرر کردہ مہر کے لئے یہ لازم ہے کہ تخمیناً مہرِ مثل کے مساوی ہو۔ اُس کی نسبت فریقین کی رضامندی مشروط نہیں ہے۔ قاضی کا مقرر کردہ مہر مہرِ مثل نہ ہو تو البتہ فریقین کی رضامندی کی ضرورت ہے۔ مہر کا تعین ہونے سے قبل شوہر زوجہ کے ساتھ وطی کرے تو مہرِ مثل شوہر کے ذمے عائد ہوگا۔ ہر شیٔ عین یا منفعت جس کی قیمت ہوسکتی ہو مہر ہوسکتی ہے منفعت کی ایک مثال قرآن کی تعلیم بھی ہے۔ مہر کی مقدار مُعیّن نہیں ہے۔ لیکن سُنّت ہے کہ دس درہم یعنی دو تولے ساڑھے سات ماشے چاندی سے کم نہ ہو اور پانسو درہم یعنی ایک سو اکتیس تولے چاندی سے زیادہ نہ ہو۔

مہرِ مُسمّیٰ وہ مہر ہے جس کی مقدار بوقتِ نکاح مقرر کی گئی ہو۔

مہرِ مثل مہر کی اُس مقدار کو کہتے ہیں جو زوجہ کے قرابت داروں بہنوں، پھوپیوں وغیرہ کے لئے مقرر کیا گیا ہو یا عادت کے طور پر زوجہ کے مساوی درجہ کے خاندان میں مقرر کیا گیا ہو۔

سُقوطِ مہر۔ کامل مہر شوہر کے ذمہ ہوگا جب کہ نکاح کے بعد شوہر نے عورت کے ساتھ وطی کی ہو یا نکاح کے بعد اور دخول سے قبل شوہر یا زوجہ فوت ہو جائے۔ نصفِ زرِ مہر شوہر کے ذمہ عائد ہوگا جب کہ نکاح کے بعد قبلِ دخول کسی وجہ سے عورت سے مفارقت کی جائے۔ مہر شوہر کے ذمہ ہی نہ ہوگا جب کہ نکاح کے بعد اور دخول سے پیشتر کسی ایسے عیب کی وجہ سے جس کا ذکر خیارِ عیوب میں کیا گیا ہے یا تنگ دستی کی وجہ سے فسخِ نکاح کردیا جائے یا یہ نکاح خود فاسد ہو۔

وقتِ ادائی کے لحاظ سے بھی مہر کی تین قسمیں ہیں مہرِ مُعجَّل وہ مہر ہے جو بوقتِ نکاح ادا کردیا جائے۔ مہرِ مؤجَّل وہ مہر ہے جس کی ادائی کے لئے کوئی مدت مقرر کی گئی ہو۔ حالّ وہ مہر ہے جس میں تاجیل یا تعجیل کا ذکر نہ کیا جائے۔ یہ مہر عند الطلب ادا کیا جائے گا۔

ولیمہ

وَلیمہ وَلم سے مشتق ہے اور اِس کے معنی جمع ہونے کے ہیں اور شرع میں اُس ضیافت کو وَلیمہ کہتے ہیں جو عقدِ نکاح کے بعد شوہر کی جانب سے دی جاتی ہے۔ عام طور پر وَلیمہ ہر اُس ضیافت کو کہتے ہیں جو کسی قابلِ مسرّت واقعہ کے رونما ہونے پر دی جاتی ہے۔

حکم۔ وَلیمۂ نکاح سُنّتِ مؤکّدہ ہے۔ وَلیمہ کے سوائے دیگر ضیافتیں سُنّت ہیں جیسا کہ ختان وغیرہ۔ شرط یہ ہے کہ داعی صرف توانگروں کو نہ بُلائے بلکہ فقیروں کو بھی شریک کرے۔

طعامِ ولیمہ۔ متموّل شخص کے لئے وَلیمہ کی اَقل مقدار یہ ہے کہ ایک بکری ذبح کرے۔ تنگ دست کے لئے اجازت ہے کہ اُس کو جو کچھ میسّر آسے کھلائے یا پلائے جیسا کہ قہوہ، کافی اور دیگر مشروبات۔

اِجابتِ وَلیمہ۔ وَلیمۂ نکاح کی دعوت کا قبول کرنا اور اُس میں شرکت کرنا فرضِ عین ہے بقول ابن قاسم اور اصحّ بھی یہی ہے۔ ابو شجاع نے اِس کو واجب ظاہر کیا ہے اور بعض نے فرضِ کفایہ بتایا ہے۔ یہ حکم صرف شرکت کی حد تک ہے کھانا اور پینا واجب نہیں ہے۔ وَلیمۂ نکاح کے سوائے دیگر دعوتوں کا قبول کرنا اور شرکت کرنا مسنون ہے۔ اور حکمِ وجوبِ اِجابت کے لئے شرط یہ ہے کہ فقیروں کو بھی بُلایا گیا ہو۔ پہلے روز کے وَلیمہ کی دعوت کی اِجابت واجب ہے اور دوسرے روز مسنون ہے۔ بعض عذرات کی بناء پر وَلیمہ میں شرکت سے اِنکار بھی کیا جاسکتا ہے جب کہ محفلِ ولیمہ میں وہ شخص موجود ہو جس سے اذیّت کا خطرہ ہو یا خُرافات عمل میں لائے جاتے ہوں۔

خُلع

خُلع۔ خُلع مشتق ہے خَلع سے اور خَلع کے معنی نَزع کرنے اور اُتارنے اور نکالنے کے ہیں اور شرع میں عوضِ معلوم کے معاوضہ میں فُرقت اور علٰحدگی کے حاصل کرنے کو خُلع کہتے ہیں۔ خُلع بھی دراصل طلاق کی ایک قسم ہے۔

حکم۔ عِوض کے بدلے خُلع جائز ہے۔ عِوض ایسا ہو جس کا علم ہو اور جس کا سپرد کرنا ممکن ہو۔ اگر عِوض معیّن یا معلوم نہ ہو یا یہ کہ عِوضِ نجس ہو تو بھی خُلع ہو جائے گا۔ البتہ عورت کے ذمّے مہرِ مثل عائد ہوگا۔ خُلع کے جواز سے مطلب یہ ہے کہ اِس میں کراہت

ہے ۔ خُلع کے ذریعہ عورت اپنے نفس کی آپ مالک اور مَرد کے حق میں اجنبی ہوجاتی ہے ۔ اس لئے خُلع کے بعد شوہر زوجہ کی طرف رجوع نہیں کرسکتا، نکاحِ جدید ہی کرنا ہوگا ۔ عورت کی طُہر اور حیض، دونوں حالتوں میں خُلع جائز ہے ۔ نکاح کے مانند خُلع میں بھی زوجہ کی جانب سے ایجاب اور شوہر کی جانب سے قبول ہوگا ۔

طلاق

طلاق کے معنی قید کے کھول دینے کے ہیں اور شرع میں نکاح کی قید کے کھول دینے کو طلاق کہتے ہیں ۔ صحتِ طلاق کے لئے شوہر کا مکلّف اور مختار ہونا شرط ہے ۔ مکلّف کی قید سے بچّہ اور مجنون اور مختار کی قید سے مجبور خارج ہوجاتا ہے ۔ البتہ بااختیارِ خود نشہ کئے ہوئے شخص کی طلاق سزا کے طور پر نافذ ہوگی ۔ طلاق کی تقسیم مختلف طرح الفاظِ طلاق، حالتِ زوجہ اور احکامِ طلاق کے لحاظ سے ہوسکتی ہے ۔ الفاظ کے لحاظ سے طلاق کی دو قسمیں ہیں ۔

طلاقِ صریح ایسے الفاظ میں طلاق دینے کو کہتے ہیں جن سے سوائے طلاق کے کوئی دوسرے معنی کا احتمال ہی نہ ہو ۔ طلاقِ صریح کے لئے نیت کی شرط نہیں ہے ۔ طلاقِ صریح کے الفاظ کے استعمال کے بعد شوہر کا یہ ادّعا صحیح نہ ہوگا کہ اس کو طلاق دینا مقصود نہ تھا ۔ طلاقِ صریح کے لئے تین الفاظ معیّن ہیں ۔ طلاق[1] اور جو اس سے مشتق ہو جیسے "میں نے تجھ کو طلاق دی" "تو طالق ہے یا مطلّقہ ہے" ۔ فراق[2] جیسے "میں نے تجھ سے فراق کیا" اور "تو مفارقہ ہے" ۔ سَراح[3] جیسے "تجھ کو میں نے چھوڑ دیا" ۔ "تو مسَرّحہ ہے" ۔ اگر خُلع میں مال کا ذکر کیا گیا ہو تو طلاقِ صریح ہوجائے گی ۔ گو طلاقِ صریح میں نیّت شرط نہیں ہے مگر مُکرَہ (مجبور کیا ہوا) اور مجبور شخص کی طلاقِ صریح بمنزلۂ طلاقِ کنایہ ہوگی اگر اس کی نیّت بھی شامل تھی تو طلاق واقع ہوگی ورنہ نہیں ۔

طلاقِ کنایہ ایسے الفاظ میں طلاق دینے کو کہتے ہیں جن سے طلاق اور غیرِ طلاق دونوں کا احتمال پیدا ہوتا ہو ۔ طلاقِ کنایہ کی صحت کے لئے نیّت مشروط ہے ۔ اگر کنایہ کے الفاظ کے ساتھ طلاق کی نیّت بھی کی جائے تو طلاق واقع ہوگی ورنہ نہیں ۔ کنایہ کے الفاظ یہ ہوسکتے ہیں ۔ "تم آزاد ہو" "تم خالی ہو" "تم اپنے لوگوں سے مل جاؤ"

طلاقِ صریح کے الفاظ میں تعداد کا ذکر نہ ہو تو وہ بھی بمنزلۂ طلاقِ کنایہ ہوگی اور اس میں نیّت لازم ہوگی ۔

حالتِ زوجہ کے لحاظ سے طلاق کی تین قسمیں ہیں ۔ طلاقِ[1] سُنّی ۔ طلاقِ[2] بدعی اور طلاقِ[3] لاولا ۔

طلاقِ سُنّی ۔ طلاق کا سُنّت طریقہ یہ ہے کہ حیض والی عورت کو ایسے طُہر میں طلاق دی جائے جس میں مجامعت نہ ہوئی ہو ۔

طلاقِ بدعی۔ طلاق کا بدعی طریقہ یہ ہے کہ شوہر زوجہ کو حیض کے زمانہ میں یا ایسے طُہر کے زمانہ میں جس میں مجامعت ہوئی ہو طلاق دے۔

طلاقِ لاولا۔ اُس طریقۂ طلاق کو کہتے ہیں جو نہ سُنّت ہے اور نہ بدعت۔ جیسا کہ آیسہ یعنی اُس عورت کی طلاق جس کا حیض بوجہ ضعیفی بند ہوگیا ہو۔ صغیرہ اور کم سن لڑکی کی طلاق جس کو حیض نہ آیا ہو اور حاملہ اور مُختلعہ کی طلاق جس کو خُلع دیا گیا ہو اور غیر مدخولہ کی طلاق جس کے ساتھ شوہر نے مجامعت ہی نہ کی ہو۔

حکمِ طلاق کے لحاظ سے طلاق کی پانچ قسمیں ہیں۔

واجب ہے طلاق جب کہ مولیٰ اور مالک حکم دے یا یہ کہ فریقین کے اختلافات اور مصالح کا لحاظ کرتے ہوئے حاکم تصفیہ کرے یا یہ کہ خود شوہر عاجز ہو اور جماع پر قدرت نہ رکھتا ہو۔

مندوب اور سُنّت ہے اُس زوجہ کی طلاق جو غیر مستقیمۃ الحال اور بدچلن ہو۔

مباح ہے اُس عورت کی طلاق جس کی طرف شوہر میلان نہ رکھتا ہو اور جس کو پرورش نہ کرتا ہو۔

مکروہ ہے اُس عورت کی طلاق جو مستقیمۃ الحال اور نیک چلن ہو۔

حرام ہے طلاق بدعی جس کی صراحت اس سے پہلے ہو چکی ہے۔

حکمِ طلاق۔ آزاد مرد تین طلاق تک دے سکتا ہے اور غلام صرف دو مسنون طریقہ یہ ہے کہ ایک طُہر میں ایک طلاق اور دوسرے طُہر میں دوسری طلاق اور تیسرے طُہر میں تیسری طلاق دی جائے۔ طلاق میں استثناء کی صورت ہو سکتی ہے جب دونوں جملے مِلا کر کہے جائیں جیسا کہ "میں نے تین طلاق دے سوائے ایک مرتبہ کے"۔ طلاق کو کسی صفت یا شرط کے ساتھ معلّق بھی کیا جاسکتا ہے جیسا کہ "اگر میں گھر میں داخل ہوں تو تُو طالق ہے"۔ نکاح سے قبل طلاق واقع نہیں ہوتی۔ صحتِ طلاق کے لئے شوہر کا بالغ عاقل اور مختار ہونا ضروری ہے۔ نابالغ، مجنون، نائم سوئے ہوئے اور مکرہ یعنی مجبور کئے ہوئے شوہر سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ اگر اکراہ اور جبر حق بجانب ہو تو طلاق واقع ہوگی۔ اکراہ میں ضرر شدید حبس اتلافِ مال وغیرہ کی تخویف بھی داخل ہے۔ اگر مجبور کئے ہوئے شخص کے لئے اختیارِ تمیزی کے حاصل رہنے کا قرینہ ہو تو طلاق واقع ہو جائیگی۔

رَجعت

رَجعت رجوع سے ہے اور اُس کے معنی لَوٹنے اور پلٹنے کے ہیں اور شرع میں خاص طریقہ پر طلاقِ غیر بائن کی عدّت کے اندر عورت کو طلاق سے نکاح کی طرف لَوٹانے کو رجعت کہتے ہیں۔

حکم۔ طلاق اور عدّت کے لحاظ سے زوجہ کی زوجیّت کو قایم رکھنے یا بعدِ طلاق دوبارہ نکاح کرنے کی نسبت تین صورتیں ہیں۔

۱۔ اگر ایک یا دو مرتبہ طلاق دی جائے اور زوجہ کی عدّت کے دن پورے نہ ہوئے ہوں تو شوہر کو اختیار ہے کہ زوجہ کی اجازت کے بغیر طلاق سے رجوع کر کے زوجہ کی زوجیّت کو قایم رکھے۔ رجعت کے تین ارکان ہیں۔ شوہر، زوجہ اور صیغہ۔ شوہر کے لئے شرط ہے کہ اہلیت رکھتا ہو، بالغ عاقل اور مختار ہو۔ وہ مرد جو نشے میں ہو رجعت کر سکتا ہے۔ مرتد رجعت نہیں کر سکتا۔ بچّہ اور مجنون رجعت نہیں کر سکتے۔ زوجہ کے لئے شرط ہے کہ نکاح کے بعد شوہر نے اُس کے ساتھ مجامعت کی ہو۔ اگر مجامعت سے قبل طلاق دی گئی ہو تو شوہر رجعت نہیں کر سکے گا۔ طلاق دی گئی ہو۔ قاضی کے حکم سے فسخِ نکاح کیا گیا ہو تو رجعت نہ ہو سکے گی۔ طلاق کی تعداد تین مرتبہ سے کم ہو، ایک مرتبہ طلاق دی گئی ہو یا دو مرتبہ مگر تین مرتبہ نہ دی گئی ہو۔ تین مرتبہ کی طلاق کے بعد رجعت نہیں ہو سکتی۔ طلاق کی قید سے خُلع خارج ہوتا ہے۔ عدّت کی مدّت نہ گزری ہو۔ صیغہ یعنی رجعت کے الفاظ کے لئے شرط یہ ہے کہ صریح ہوں یا کنایہ اور کنایہ میں نیت بھی شامل ہو۔ شرط یہ ہے کہ معلّق یا موقّت نہ ہو۔ الفاظِ صریح یہ ہیں رَدَدْتُكِ لِنِكَاحِي وَامْسَكْتُكِ عَلَيْهِ، لَوٹایا میں تجھ کو میرے نکاح کی طرف اور روکا میں تجھ کو نکاح پر۔ الفاظِ کنایہ یہ ہیں تَزَوَّجْتُكِ اَوْنَكَحْتُكِ یعنی تزویج کی میں نے تجھ سے یا نکاح کیا میں تجھ سے۔ اس صورت کو طلاقِ رجعی کہتے ہیں۔

۲۔ اگر طلاق ایک یا دو مرتبہ ہی دی گئی ہو مگر عدّت کے دن گزر گئے ہوں تو شوہر رجعت نہیں کر سکے گا بلکہ نکاحِ جدید کرے گا اور زوجہ شوہر کے ساتھ طلاق کی بقیّہ تعداد تک رہے گی۔ نکاحِ جدید سے قبل ایک طلاق ہوئی تھی تو نکاحِ جدید کے بعد شوہر کو دو طلاق کا حق رہے گا اور اگر دو طلاق ہوئے تھے تو صرف ایک طلاق باقی رہیگی۔

۳۔ اگر تین طلاق دئے گئے ہوں تو شوہر رجوع نہیں کر سکے گا اور نہ نکاحِ جدید کر سکے گا سوائے اس کے کہ نکاح سے قبل پانچ شرایط کی تکمیل کی گئی ہو۔ عورت طلاق دینے والے شوہر کی عدّت کو پوری کرے۔ دوسرے مرد کے ساتھ صحیح طور پر

نکاح کرے۔ دوسرا مرد عورت کے ساتھ مجامعت کرے۔ اس مرد کے لئے شرط یہ بھی ہے کہ مجامعت کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اس دوسرے مرد سے عورت طلاقِ بائن لے۔ عورت اس دوسرے مرد کی طلاق کی عدت کو پوری کرے۔ اس صورت کو طلاقِ بائن کہتے ہیں۔

ایلاء

ایلاء کے معنی حلف اٹھانے کے ہیں اور شرع میں ایک خاص مدت تک زوجہ کے ساتھ وطی نہ کرنے کے حلف اٹھانے کو ایلاء کہتے ہیں۔ وطی مشروط بطلاق بھی ایلاء کے حکم میں داخل ہے۔

حکم۔ اگر کوئی شوہر اس بات کا حلف اٹھائے کہ مطلقاً اپنی زوجہ کے ساتھ وطی نہ کرے گا یا ایسی مدت کے لئے جو چار مہینوں سے زیادہ ہو تو شوہر کو چار مہینوں کے گزرنے کے بعد دو امور میں اختیار رہے گا۔ ۱۔ فَیئہ یعنی وطی کرے اور کفارہ ادا کرے یا ۲۔ طلاق دیدے۔

اقسامِ ایلاء یعنی ایلاء کی صورتیں تین ہیں۔ ۱۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کا حلف اٹھایا جائے۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے کسی صفت کا حلف اٹھایا جائے۔ ۳۔ زوجہ کے ساتھ مجامعت کو طلاق کے ساتھ مشروط کرے مثلاً یہ الفاظ "اگر تیرے ساتھ وطی کروں تو تو طالق ہے" کہے۔ اس کے بعد جب وطی کرے تو عورت کو طلاق ہو جائے گی۔ یا یوں کہے کہ "اگر تیرے ساتھ وطی کروں تو میرے ذمہ اللہ کے لئے نماز یا روزہ یا حج ہو گا" اس کو بھی ایلاء کہتے ہیں۔ ایلاء کے لئے شوہر میں وطی کی صلاحیت بھی شرط ہے۔ اگر شوہر عنّین ہو تو ایلاء نہ ہو گا۔ مطلقاً سے مراد یہ ہے کہ زمانہ کا ذکر ہی نہ ہو۔ مؤبّد یعنی دائمی بھی مطلقاً میں داخل ہے۔ زوجہ کے لئے یہ شرط ہے کہ وطی کے لایق بھی ہو اور کوئی امر مانعِ وطی اس میں نہ ہو جیسا کہ مرض یا حالتِ احرام یا روزہ۔ ایسی مدت محسوب نہ ہو گی۔ **مدت۔** چار مہینوں کی مدت اس لئے مقرر کی گئی ہے کہ عورت اس سے زائد میں اذیت محسوس کرتی ہے۔ اس لئے شارع نے ایلاء کو حرام قرار دیا اور اس کو گناہِ صغیرہ میں داخل کیا ہے۔ مدت کا آغاز ایلاء سے ہو گا اور زوجہ طلاقِ رجعی میں ہو تو مدت کا آغاز رجعت کرنے کے بعد ہو گا۔ **فَیئہ** فاء سے ہے اور وطی کی طرف رجوع کرنے کو کہتے ہیں۔ اگر شوہر میں کوئی مانعِ طبعی مرض وغیرہ ہو تو زبان سے اپنے الفاظ واپس لے سکتا ہے اور اظہارِ ندامت کر سکتا ہے۔ **کفّارہ۔** اگر حلف اٹھایا تھا تو حلف کا کفارہ شوہر پر لازم آئیگا اور اگر ایلاء کو طلاق یا نماز پر مشروط کیا تھا تو طلاق ہو جائیگی یا نماز واجب آئے گی۔

انکارِ شوہر۔ اگر شوہر وطی اور طلاق دونوں یا صرف وطی سے انکار کرے تو حاکم اُس کی طرف سے ایک طلاق رجعی دیگا۔ حاکم کی طلاق شوہر کی جانب سے نیابتہً ہوگی۔ اور اِس کا نفاذ مہلتِ چار ماہ کے اندر نہ ہوگا۔

ظِہار

ظِہار ماخوذ ہے ظہر سے اور ظہر کے معنی پُشت کے ہیں اور شرع میں ظہار یہ ہے کہ شوہر اپنی زوجہ کو ایسی عورت سے تشبیہ دے جو اُس کے لئے حلال نہیں ہے۔

حکم۔ شوہر اپنی زوجہ کے ساتھ ظہار کرے اور اُس کے بعد طلاق نہ دے اور عَود کرے تو اُس پر کفارہ واجب ہے۔ ظہار کی مثال یہ قول ہے "تو میرے لئے میری ماں کی پُشت کے مانند ہے"۔ ماں کی تشبیہ سے مُراد یہاں ہر ایک مَحرم عورت کی تشبیہ ہے اور پُشت کا لفظ دیگر اہم اعضائے بدن پر بھی حاوی ہے۔

کفّارہ۔ کفّارہ کفر سے مشتق ہے اور اِس کے معنی چھپانے کے ہیں۔ کفّارے سے گناہ کی نفی مقصود ہوتی ہے۔ کفّارۂ ظہار[1] میں ترتیب ہے۔ ۱۔ ایسے مسلمان غلام یا باندی کو جس کے اعضا صحیح سلامت ہوں آزاد کرے۔ اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ۲۔ دو مہینے مسلسل روزہ رکھے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو۔ ۳۔ ساٹھ مسکینوں یا فقیروں کو ایک مُد یعنی دس چھٹانک فی کس کے حساب سے غلّہ جس کی صراحت فطرہ میں ہے دے۔ کفّارہ کی ادائی تک زوجہ کے ساتھ وطی حلال نہیں ہے۔

[1] کفارۂ یمین میں بیان ہے۔ دیکھو صفحہ ۹۵

عِدّت

عِدّت اسم مصدر ہے اور عدد سے ماخوذ ہے اور شرع میں ایسی مُدّت تک عورت کے انتظار میں رکھے جانے کے ہیں جس میں رِحم کے پاک ہونے کا علم حیضوں کے آنے یا مہینوں کے گزرنے یا حمل کے وضع ہونے کے سبب سے ہو۔ عدّت کی دو قسمیں ہیں عدّت بسببِ وفاتِ شوہر یا بسببِ دیگر۔ ۱۔ اگر عدّت شوہر کے وفات پانے کے سبب سے ہو اور عورت حمل سے ہو تو وضعِ حمل تک عدّت ہے۔ اور اگر حمل نہ ہو تو چار مہینے قمری اور دس روز تک عدّت ہے۔ ۲۔ اگر عدّت وفاتِ شوہر کے علاوہ کسی دوسرے سبب سے ہو اور عورت حمل سے ہو تو وضعِ حمل تک۔ اگر حمل نہ ہو اور عورت کو حیض آتا ہو تو اُس کی عدّت تین کامل طہر تک ہے۔ اگر طُہر میں ایسے وقت طلاق دی گئی ہو کہ طلاق کے بعد بھی طُہر کے کچھ دن باقی رہتے ہوں تو تیسرا حیض شروع

ہوتے ہی اُس عورت کی عِدّت پوری ہو جائیگی۔ اگر بحالتِ حیض و نفاس طلاق دی گئی ہو تو جیسا ہی چوتھا حیض شروع ہو اُس کی عِدّت پوری ہو گی۔ اور اگر عورت صغیرہ او رنابالغہ یا بالغہ اور بڑی ہو مگر اُس کو کبھی حیض نہ آیا ہو اور نہ ایسی عمر کو پہنچی ہو کہ حیض بند ہو گیا ہو یا آیسہ یعنی وہ عورت جس کا حیض ضعیفی کی وجہ سے بند ہو گیا ہو تو اُس کی عِدّت قمری تین مہینے ہے۔ اُس عورت کے لئے، جس کو دخول سے پہلے طلاق دی گئی ہو، کوئی عِدّت نہیں ہے۔ اگر باندی حمل سے ہو تو اُس کی عِدّت آزاد عورت کی عِدّت ہے حیض والی ہو تو اُس کی عِدّت دو طہر ہے اور شوہر کے وفات پانے کے سبب سے ہو تو دو مہینے پانچ رات اور طلاق کے سبب سے ہو تو ڈیڑھ مہینہ ہے لیکن اَولیٰ دو مہینے ہے۔

نفقۂ عِدّت ۔ طلاقِ رجعی کی عِدّت میں شوہر پر عورت کا نفقہ، سکونت، لباس اور دیگر ضروریاتِ زندگی کی بہم رسانی واجب ہے۔ البتہ طلاق سے قبل یا طلاق کے اثنار میں عورت کی جانب سے نشوز اور شرارت کی بنا پڑی ہو تو اُس کو نفقہ وغیرہ کوئی چیز نہ ملے گی۔ طلاق بائن میں صرف سکونت کا انتظام شوہر پر واجب ہو گا۔ نفقہ یا دیگر ضروریاتِ زندگی فراہم نہ کئے جائیں گے۔ لیکن حمل سے ہو تو نفقہ سکونت وغیرہ سب ملیں گے۔ جس عورت کو خُلع دیا گیا ہو یا جس کا نکاح فسخ کیا گیا ہو وہ بھی اسی حکم میں داخل ہے۔ عورت مُتوَفّیٰ عنہا کو، جس کا شوہر فوت ہو گیا ہو، اگر چہ کہ حمل سے ہو، نفقہ نہ ملے گا۔

اِحداد

اِحداد حدّ سے ماخوذ ہے جس کے معنی منع کرنے اور روکنے کے ہیں اور شرع میں زینت اور خوشبو سے روکنے کو احداد کہتے ہیں۔

حکم ۔ شوہر کے فوت ہونے پر عِدّت کے زمانہ میں، زینت اور خوشبو سے احتراز کرنا عورت پر واجب ہے۔ عِدّت چار مہینے قمری اور دس روز ہے۔ **زینت** زیور اور لباس دونوں میں ممنوع ہے۔ لباس میں رنگین اور رنگوں میں زرد اور سُرخ رنگ ممنوع ہیں۔ ایسا رنگ جس کا شمار زینت میں نہ ہو یا سیاہ رنگ کا لباس پہننا ممنوع نہیں ہے۔ پارچے کی نوعیت کی کوئی قید نہیں ہے، سوتی ریشمی یا اُونی لباس جو رنگا ہوا نہ ہو پہنا جا سکتا ہے۔ **سُرمہ** لگانا بھی زینت کے لئے ممنوع ہے اور ضرورت پر جائز ہے۔ **خوشبو** کا استعمال بدن لباس اور غذا میں ممنوع ہے۔ مفارقت کی دیگر صورتوں میں زینت کا ترک کرنا واجب نہیں ہے بلکہ سنّت ہے۔ **سکونت** ۔ جس مکان میں شوہر سے جدائی ہوئی ہے اُسی مکان میں عِدّت کے زمانہ میں قیام رکھنا عورت پر واجب ہے خواہ شوہر فوت ہوا ہو یا طلاقِ بائن دی گئی ہو یا یہ کہ نکاح فسخ کیا گیا ہو۔ شوہر یا اُس کے ورثار عورت کو

اُس کی قیامگاہ سے نکال نہیں سکتے اور نہ عورت، شوہر کی رضامندی کے باوجود، ناگزیر حالات کے سوائے، اپنی قیامگاہ سے باہر جاسکتی ہے۔ شوہر کے سوائے، دوسرے قریبی رشتہ دار باپ بیٹے وغیرہ یا کسی اجنبی شخص کے لئے، اُس کے غیرمعمولی علم و فضل یا زُہد و تقویٰ کی وجہ سے، تین روز یا اس سے کم مُدّت کے لئے، عورت ترکِ زینت کرسکتی ہے۔

رَضاعت

رَضاعت کے معنی دودھ پینے کے ہیں۔ اُس عورت کو جس نے دودھ پلایا مُرضِعہ اور بچّے کو جس نے دودھ پیا رَضیع کہا جاتا ہے۔ رضاعت کا رشتہ عورت کا دودھ پینے سے پیدا ہوتا ہے۔

ارکانِ رَضاعت۔ رضاعت کے تین۳ ارکان ہیں۔ مُرضِعہ۱ رَضیع۲ اور دودھ۳۔ مُرضِعہ کے لئے یہ شرط ہے کہ دودھ پلاتے وقت اُس کی عمر نو۹ سال قمری ہو۔ عمر نو۹ سال سے زیادہ ہوسکتی ہے نہ کہ کم۔ رَضیع کی عمر دودھ پینے کے وقت دو سال قمری سے کم ہو۔ اگر دو سال یا اُس سے زیادہ ہو تو رضاعت کا رشتہ قایم نہیں ہوتا۔ دودھ کے لئے شرط ہے کہ پانچ متفرق دفعات میں پلایا گیا ہو۔ پلائے ہوئے دودھ کی مقدار کی کمی یا زیادتی یا دودھ کے چھاتی سے پلانے یا نکال کر کسی برتن یا آلہ کے ذریعہ پلانے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

حکم۔ رضاعت کی وجہ سے مُرضِعہ رَضیع کی ماں اور مُرضِعہ کا شوہر رَضیع کا باپ ہوجاتا ہے۔ مُرضِعہ اور اُس کے جملہ نَسَبی اور رَضاعی مَحرم قرابت دار رَضیع کے لئے بھی مَحرم ہوجاتے ہیں۔ ان کے ساتھ رَضیع کا نکاح حرام ہے۔ اسی طرح رَضیع اور اُس کی اولاد کے ساتھ مُرضِعہ کا نکاح حرام ہے۔ البتہ وہ اشخاص جو رَضیع کے درجہ میں ہوں جیسا رَضیع کا بھائی اور جو رَضیع کے درجہ سے بالاتر ہوں، جیسے کہ رَضیع کے باپ دادا یا چچا، اس حکم سے خارج ہیں۔ نَسَب یا رضاعت کی وجہ سے رشتہ میں جو تحریم پیدا ہوتی ہے اُس کی صراحت مُحرّماتِ[1] نکاح میں ہوچکی ہے۔

[1] ملاحظہ ہو صفحہ (۸۵)

نفقہ

نفقہ اِنفاق سے ماخوذ ہے جس کے معنی کارِ خیر میں مال کے نکالنے اور خرچ کرنے کے ہیں۔ اسباب جن کی بنا پر نفقہ واجب ہوتا ہے تین۳ ہیں۔ قرابت۱۔ ملکیت۲ اور زوجیت۳۔

قرابت میں اُصول اور فُروع کا نفقہ ایک دوسرے پر واجب ہے۔ اُصول ماں باپ دادا دادی وغیرہ کو اور فروع بیٹا بیٹی اور پوتا پوتی وغیرہ کو کہتے ہیں۔ نفقہ میں تذکیر تانیث یا کسی مذہب کی قید نہیں ہے۔ اُصول کا نفقہ فُروع پر صرف فَقر کی وجہ سے واجب ہوتا ہے۔ فَقر مال کے نہ رکھنے یا ہُنر کے نہ جاننے کی حالت کو کہتے ہیں۔ فُروع کا نفقہ اُصول پر فقر کے علاوہ صِغرِ سِنی یا کسی آفت یا جنون کی وجہ سے واجب ہوتا ہے۔

مِلکیّت میں غلام اور جانوروں کا نفقہ مالک پر واجب ہے۔ اِن کو ایسے کام پر مجبور بھی نہ کرنا چاہئے جس کی طاقت اِن میں نہ ہو۔ جانوروں میں قید ہے کہ مُحترم ہوں۔ غیر مُحترم جانور جیسے چیل۔ کوّے۔ بچھّو۔ چوہے اور دیوانے کتّے کی پرورش واجب نہیں ہے۔

زوجیّت میں زوجۂ مُمکّنہ کا نفقہ شوہر پر واجب ہے۔ زوجۂ مُمکّنہ اُس عورت کو کہتے ہیں جو اپنے آپ کو اپنے شوہر کے سپرد کرے۔ زوجۂ غیر مُمکّنہ کا نفقہ واجب نہیں ہے۔ نکاح سے مَہر واجب ہوتا ہے اور تمکین سے نفقہ۔ شوہر خوشحال ہو تو جس غلّہ کا عام رواج ہے اُس کے دو مُدّ (سوا سیر) اور سالن اور حسبِ عادت لِباس اور مکان بھی دینا ہوگا۔ شوہر تنگ دست ہو تو عام غلّے سے ایک مُدّ (دس چھٹانک) اور غریبوں کا سالن اور لباس دینا ہوگا۔ اور شوہر متوسط الحال ہو تو ڈیڑھ مُدّ (پندرہ چھٹانک) اور سالن اور لِباس بھی متوسط الحال لوگوں کے موافق دینا ہوگا۔ اگر عورت کی حیثیت مقتضی ہو تو شوہر اُس کی خدمت کا انتظام بھی کرے گا۔ شوہر اِس قدر تنگ دست ہو کہ نفقہ نہ دے سکے تو زوجہ کو دو اُمور میں اختیار ہوگا کہ صبر کرے اور اپنے مال سے صرف کرے یا قرض لے کر گزارہ کرے اور اِس طرح جو خرچ ہوگا وہ شوہر پر بطور قرض رہے گا۔ یا نکاح فسخ کروائے۔ فسخِ نکاح کی مفارقت سے طلاق کی تعداد میں کمی نہ ہوگی اور سابقہ نفقہ ساقط نہ ہوگا۔ اگر شوہر اتنا تنگدست ہو کہ دخول سے قبل مَہر نہ ادا کر سکے تو بھی عورت فسخِ نکاح کرا سکتی ہے اگرچہ کہ شوہر کی تنگ دستی سے نکاح کے قبل سے واقف رہی ہو۔

حضانت

حضانت حِضن سے ماخوذ ہے اور اُس کے معنی پہلو اور گود کے ہیں اور شرع میں حضانت سے ایسے شخص کی حفاظت مُراد ہے جو تمیز نہ ہونے کی وجہ سے اپنی آپ پرورش نہ کر سکتا ہو جیسا کہ بچہ کم سن اور مجنون۔

حکم۔ اگر شوہر اپنی زوجہ کو ایسی حالت میں علٰحدہ کر دے جب کہ اُسی زوجہ کے بطن سے شوہر کو بچہ موجود ہو تو بچّے کے عمرِ تمیزی کی

پہنچنے تک یعنی تقریباً سات سال کی عمر تک زوجہ بچے کی حضانت کا مرجح حق رکھتی ہے۔ حضانت میں بچے کی پرورش تربیت، تیمارداری وغیرہ جیسے سارے امور داخل ہیں۔ جس شخص پر بچے کا نفقہ واجب ہے اُسی پر ان مصارف کا بار ہوگا۔ اگر بچے کی حضانت سے ماں انکار کرے تو حضانت کا حق ماں کی ماؤں کی طرف منتقل ہوگا۔ عمر کی قید نہیں ہے بلکہ بچے میں قوتِ تمیزی پیدا ہونا شرط ہے جو عموماً سات سال کے لگ بھگ پیدا ہوتی ہے۔ تمیز پیدا ہونے کے بعد بچے کو اختیار رہے گا کہ ماں اور باپ دونوں میں سے جس کے پاس چاہے رہے۔ ماں اور باپ دونوں میں سے کسی میں کوئی مرضِ مزمن اور کہنہ ہو تو دوسرا اُس مرض کے ازالہ تک حضانت کا مستحق ہوگا۔ اگر باپ موجود نہ ہو تو بچے کو دادا اور ماں کے درمیان یا ماں اور بھائی اور چچا کے درمیان انتخاب کا اختیار رہے گا۔

شرائطِ حضانت۔ حضانت کے سات شرائط ہیں۔ عقل[1]۔ مجنون کو حق نہیں ہے۔ حریت[2] (آزادی)۔ مذہب[3] کافر عورت مسلم بچے کی حضانت کا حق نہیں رکھتی۔ عفت[4]۔ بدچلن عورت کو حق نہیں۔ امانت[5]۔ اقامت[6]۔ ماں کا قیام اُسی شہر میں ہو۔ اگر ماں اور باپ دونوں میں سے کوئی ایک عارضی طور پر سفر کرے تو بچہ مقیم کے ساتھ رہیگا اور اگر مستقل طور پر ترک مقام کرے تو بچہ باپ کے ساتھ رہے گا۔ خلو[7]۔ بچے کی ماں شوہر نہ رکھتی ہو اور زوجیت سے خالی ہو۔ البتہ بچے کی ماں بچے کے کسی محرم قرابت دار چچا وغیرہ کے ساتھ نکاح کرے اور شوہرِ ثانی رضامند ہو تو ماں کا حق باقی رہے گا۔ ان شرائط میں سے ایک بھی مفقود ہو تو حقِ حضانت زائل ہوگا۔

متفرّقات

رِدّت

رِدّت کے معنی کسی ایک چیز سے دوسری کی طرف رجوع کرنے کے ہیں اور شرع میں کُفر کی نیّت سے یا کُفر کے قول یا فعل سے، اسلام کے قطع کرنے کو رِدّت کہتے ہیں۔ کُفر کا قول و فعل دل لگی کے طور پر بھی کیا جائے تو رِدّت ہے۔ کُفر کی فحش ترین قسم رِدّت ہے۔ اگر کوئی شخص اسلام سے اِرتداد کرے، اللہ تعالیٰ کے وجود سے انکار کرے یا اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پیغمبروں میں سے کسی پیغمبر کی تکذیب کرے، اُس شیٔ کو جو اِجماع سے حرام قرار دی گئی ہو حلال ٹھیرائے یا جو شیٔ اِجماع سے حلال ہو اُس کو حرام ٹھیرائے تو اصح قول یہ ہے کہ اُس کو فوراً توبہ کی ہدایت کی جائے گی اور تین روز تک مہلت دی جائے گی۔ پس اگر توبہ کرے اور اِسلام کی طرف عود کرے تو بہتر ہے ورنہ اِمام کے حکم سے اُس کو قتل کیا جائے گا۔ مُرتد کی میّت کو غُسل دینا واجب نہیں ہے بلکہ جائز ہے۔ اُس پر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے بلکہ حرام ہے۔ اور اُس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں ہے۔

ترکِ صلات

ترکِ صلات پانچ وقت کی فرض نمازوں میں سے کسی ایک نماز کے بھی نہ پڑھنے کو کہتے ہیں اور تارکِ صلات کے لئے شرط یہ ہے کہ مکلّف یعنی عاقل بالغ اور مختار ہو۔ تارکِ صلات کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ شخص جو نماز کے واجب ہونے کی نسبت اعتقاد ہی نہ رکھنے کی وجہ سے نماز ترک کرے۔ اُس کا حکم مُرتد کا حکم ہے جس کی تفصیل رِدّت کے بیان میں لکھی جا چکی ہے۔ دوسرا وہ شخص جو نماز کے واجب ہونے پر اعتقاد تو رکھتا ہو مگر سُستی کی وجہ سے نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ وقت نِکل جائے تو اُس کو توبہ کی ہدایت دینا مندوب ہے۔ اُس نے توبہ کی اور نماز پڑھی تو فبہا اور اگر توبہ نہیں کی اور

نماز نہیں پڑھی تو اُس کو قتل کیا جائے گا، تعزیراً نہ کہ بربنائے کفر۔ اُس کا حکم غسل کفن نماز اور دفن میں مسلمانوں کا حکم ہوگا۔

مُسابَقت

مُسابَقت۔ دو اشخاص کے ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرنے کو مُسابقت کہتے ہیں اور شرع میں ایک دوسرے کے مقابلہ میں گھوڑے وغیرہ کے دوڑانے اور تیر اندازی کرنے کو مُسابقت کہتے ہیں۔

حکم۔ سواری کے جانوروں کا دوڑانا اور تیر اندازی کرنا، بعوض یا بغیر عوض جائز ہے۔ فنونِ سپاہگری سے مقصود حفاظت اسلام ہو تو واجب ہے۔ محض مُسابَقت کے لئے ہو تو سُنّت ہے اور بغیر کسی ارادے کے ہو تو مباح ہے۔ اگر ایسے لوگوں کے خلاف ہو جن سے اسلام کو کوئی مضرّت نہیں پہنچی تو مکروہ ہے اور راہزنی وغیرہ کے لئے ان فنون کو استعمال کیا جائے تو حرام ہو جاتے ہیں۔ کسی فنِ سپاہگری کی مہارت حاصل کرنے کے بعد اُس کا ترک کرنا مکروہ ہے۔

شرائطِ صحّتِ مُسابَقت۔ جانور سواری کے ہوں اور جنگ میں کارآمد ہوں۔ گھوڑے اور اُونٹ کا دوڑانا قطعی طور پر ثابت ہے اور اظہر یہ ہے کہ ہاتھی خچر اور گدھے کو بھی دوڑا سکتے ہیں۔ گائے کُتّے اور پرند کا دوڑانا بغیر عوض کے جائز ہے۔ چوپایوں اور پرندوں کا لڑانا بعوض یا بغیر عوض حرام ہے۔ **مسافت۔** فصل معلوم ہو یا آغاز اور انتہا کا علم ہو۔ مسافت اس قدر ہو کہ طے کی جا سکتی ہو۔ سواری کے جانور اور سواری کرنے والے معیّن ہوں اور سواری کی جا سکے۔ **فن۔** فن جس میں مُسابَقت کی جا رہی ہو فنونِ حرب سے ہو۔ **نشانہ اندازی** میں طریقۂ نشانہ اندازی، نشانہ کی مقدار اور نشانہ بازوں کی ترتیب مقرر ہو۔ نشانہ اندازی میں نیزہ بازی اور بندوق اور غلیل سے نشانہ بازی بھی داخل ہے۔

عوض۔ مقابلہ کے لئے جو انعام یا صلہ مقرر کیا جائے وہ یک طرفہ ہو۔ مقابلہ کرنے والوں میں سے کوئی ایک عوض اپنے ذمّے مقرر کرے۔ اگر وہ خود سبقت لے گیا تو عوض اُسی کا ہوگا ورنہ دوسرا پائیگا۔ اگر دونوں ایک ساتھ عوض مقرر کریں۔ تو تیسرے مُحلِّل[۱] کے مُسابقت میں داخل ہونے کے بغیر مُسابَقت جائز نہ ہوگی۔ مُحلّل سبقت لے گیا تو دونوں عوض پائے گا ورنہ کسی کو کچھ نہ ملے گا۔ مُسابَقت کرنے والوں کے سوائے ایک تیسرا شخص یا حاکم بھی عوض مقرر کر سکتا ہے۔

[۱] مُحلّل اس شخص کو کہتے ہیں جس کی شرکت کی وجہ سے شرط بالعوض جائز ہوجاتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ پانچ چھ میل اور دوسری مرتبہ ایک میل گھوڑا دوڑایا تھا۔ آپ کی سانڈنی عضباء دوڑ میں مشہور تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ پیدل دوڑی تھیں۔ آپ نے رکانہ پہلوان

کے ساتھ کُشتی لڑے تھے اور سماکانہ نے کُشتی میں ہارنے کے بعد اسلام قبول کیا۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ بہت عمدہ تیرانداز تھے۔ مشہور ہے کہ آپ دس میں سے نو تیر نشانہ پر لگاتے اور دسواں تیر اس غرض سے خطا کرتے کہ نظر بد سے محفوظ رہیں۔

ایمان

ایمان یمین کی جمع ہے اور یمین داہنے اور سیدھے ہاتھ کو کہتے ہیں اور پھر حلف کے معنی میں اس لفظ کا استعمال کیا گیا۔ اور شرع میں ایسے امر کی نسبت جس میں مخالفت کا احتمال ہو اللہ کے نام کا یا اُس کی ذات کی صفت کا ذکر کرکے تحقیق اور تاکید کرنے کو کہتے ہیں۔ یمین صرف اللہ تعالیٰ کی ذات یا اُس کے نام سے یا اُس کی ذات کی صفت سے منعقد ہوتی ہے۔ حلف اُٹھانے والے کے لئے شرط ہے کہ مکلّف بالغ اور عاقل اور مختار اور گویا ہو اور حلف کا ارادہ رکھتا ہو۔ یمین لغو اُس حلف کو کہتے ہیں جو ارادہ اور نیّت کے بغیر غصّہ اور عُجلت کی حالت میں زبان سے نکل جائے۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اگر کسی نے کسی کام کے نہ کرنے کا حلف اُٹھایا ہو اور کسی دوسرے کو اُس کے کرنے کے لئے حکم دے تو اُس میں حلف کی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔ اگر کسی نے اس صراحت کے ساتھ حلف اُٹھایا کہ نہ خود کام کرے گا اور نہ دوسرے کے توسط سے کام لے گا تو البتہ خلاف ورزی ہوگی۔ اگر کسی نے دو کاموں کے نہ کرنے کا حلف اُٹھایا اور ان دو میں سے ایک کام کیا تو خلاف ورزی نہیں ہوئی۔

کفّارۂ یمین ۔ حلف کی خلاف ورزی ہونے کی صورت میں حلف اُٹھانے والے کو تین اُمور میں اختیار ہے ایک ایسے مُسلم غلام یا باندی کو آزاد کرے جو نقایصِ جسمانی سے پاک ہو۔ یا دس مسکینوں کو فی کس ایک مُدّ (دس چھٹانک) کے حساب سے شہر کے مروّجہ غلّے سے کھلائے۔ یا دس مسکینوں کو ایک ایک پارچہ ایسا دے جو پہننے کے لایق ہو۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ جو پارچہ جس شخص کو دیا جائے اُس کے ہی پہننے کے لایق ہو بلکہ اُس کے اُس کی بیوی اور بچّوں کے پہننے کے لایق ہو تو کافی ہے۔ استعمال کیا ہوا لباس بھی دیا جا سکتا ہے۔ اگر یہ تینوں اُمور جن میں اُس کو اختیار حاصل ہے نہ پا سکے تو تین روزے رکھے۔ معتمد یہ ہے کہ ان روزوں کا پیاپے رکھنا واجب نہیں ہے۔

نَذر

نَذر کے معنی مطلقاً وعدہ کے ہیں کارِ خیر کی نسبت ہو یا کارِ بد کی نسبت۔ اور شرع میں ایسے کارِ خیر کے وعدہ کو نذر کہتے ہیں جو اصلِ شرع میں لازم نہ ہو۔

ارکانِ نَذر۔ نذر کے ارکان تین ہیں۔ ناذر۔ منذور اور صیغہ۔ ناذر (نذر کرنے والے) کے لئے شرط ہے کہ مسلم مکلّف مختار اور متصرّف ہو۔ منذور وہ چیز جس کی نذر کی جائے امرِ معصیت سے نہ ہو۔ صیغہ۔ زبان سے الفاظ کہے جائیں محض نیت کافی نہیں ہے۔

اقسامِ نذر۔ نذریں دو قسم کی ہیں۔ نذرِ لجاج اور نذرِ تبرّر۔

نذرِ لجاج۔ لجاج خصومت میں طوالت دینے کو کہتے ہیں۔ شرع میں لجاج سے مراد ایسی نذر ہے جس میں کارِ خیر یا عبادت کی نیت نہ ہو بلکہ کسی فعل پر ترغیب دلانا یا کسی فعل سے منع کرنا یا کسی واقعہ کی تحقیق کرنا مقصود ہو۔ ترغیب کی مثال یہ ہے "اگر میں گھر میں داخل نہ ہوں تو اللہ کے لئے مجھ پر فلاں چیز ہے"۔ منع کی مثال یہ ہے "اگر میں فلاں سے بات کروں تو اللہ کے لئے فلاں چیز ہے"۔ تحقیق کی مثال یہ ہے "اگر واقعہ ایسا نہ ہو جیسا کہ فلاں نے کہا تو مجھ پر اللہ کے لئے فلاں چیز ہے"۔

نذرِ تبرّر۔ تبرّر بِر سے ہے جس کے معنی کارِ خیر کے ہیں۔ نذرِ تبرّر کارِ خیر یا عبادت کی غرض سے کی جاتی ہے اور اس میں شرط یہ ہے کہ معصیت کے لئے نہ ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ نذرِ مجازات۔ ایسے امر کی نذر کو کہتے ہیں جو غیر لازم ہو اور جس کی تعمیل کو کسی پسندیدہ واقعہ پر موقوف رکھا جائے۔ غیر لازم کی قید سے فرضِ عین خارج ہو جاتا ہے۔ جیسا کہے "اللہ مجھ کو شفا دے تو میں اللہ کے لئے نماز پڑھوں گا روزہ رکھوں گا یا صدقہ دوں گا"۔ یہاں نماز روزہ اور صدقہ سے مراد وہ امور ہوں گے جو فرضِ عین نہیں ہیں بلکہ فرضِ کفایہ یا سنت ہیں۔ اس نذر کی تعمیل کی جائے گی اور خلاف ورزی کی صورت میں کفارۂ یمین ادا کرنا ہوگا۔ فعلِ مباح کے ترک کی نذر منعقد نہیں ہوتی جیسا کہ کوئی شخص کہے کہ گوشت نہ کھاؤں گا یا دودھ نہ پیونگا۔

نذرِ غیر مجازات۔ وہ نذر جو مطلق ہو اور کسی واقعہ پر موقوف نہ رکھی گئی ہو جیسا کہ مرض سے شفا پانے کے بعد کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے مجھ پر فلاں چیز ہے۔ غَفَرَ اللّٰہُ لَنَا وَلِوَالِدِیْنَا وَلِاِخْوَانِنَا وَلِکَافَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ اَجْمَعِیْنَ اٰمِیْنَ۔

سوماجی گوڑہ۔ حیدر آباد دکن۔ یکم رجب المرجب ۱۳۶۳ھ

احمد اللہ